بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصنفہ

جامع شریعت وطریقت

سیدنا حضرت مولانا غلام ربانیؒ

یکے از مطبوعات پیغام کچہری بازار فیصل آباد

طبع اوّل

رمضان المبارک ..... سنہ ۱۴۰۰ء

اگست ---------- سنہ ۱۹۸۰ء

تعداد -------- ایک ہزار

ھدیہ -------- دس روپے

مطبع ---- لائلپور نفیس پرنٹنگ پریس فیصل آباد

ناشر ---- سیّد محمدؐ وکیل جیلانی

زیر اہتمام

ادارہ روزنامہ "پیغام" فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

یہ کتابچہ "صبغۃ اللہ" (خدائی رنگ) سیدنا حضرت مولانا غلام ربانی مدظلہ العالی کا فارسی کلام ہے جسے مع ترجمہ وتشریح عامۃ المسلمین کے استفادہ کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔ مجھے حضرت والا کی خدمت میں حاضری کا شرف اپنے ایک قریبی عزیز سید ضیا الدین بخاری کے توسل سے حاصل ہوا جو لاہور میں مقیم ہیں اور آجکل ON DEPUTATION محکمہ ریلوے میں تحصیلدار کے عہدے پر فائز ہیں حاضری کے بعد حلقہ ذکر میں شرکت بھی نصیب ہوئی اور حضرت کے دست مبارک پر بیعت کر کے حلقہ مریدین میں بھی شمولیت ہو گئی۔ میری بیعت کا ذکر سن کر میرے برادر بزرگ سید محمد جمیل جیلانی کو بھی اشتیاق پیدا ہوا اور ایک روز میری معیت میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔

حضرت اقدس نے شجرہ شریف سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کو چند اشعار میں منظوم فرمایا ہوا ہے میں نے اسے خوشخط لکھوا کر ایک روز خدمت میں پیش کیا تو آپ نے اظہار پسندیدگی فرماتے ہوئے میرے حق میں دعائیہ جملے ارشاد فرمائے اور ساتھ ہی اپنے فارسی کلام "صبغۃ اللہ" کا قلمی نسخہ منگوا کر دکھایا اور میری درخواست پر بخوشی مجھے اس نسخہ کی طباعت کی اجازت مرحمت فرمائی مجھ ناچیز کے لئے یہ ایک بہت بڑی سعادت اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی کرم نوازی تھی جس پر میں جتنا بھی اظہار تشکر کروں کم ہو گا۔

حضرت کے مریدان خاص میں سے ایک میجر چوہدری محمد شریف صاحب ہیں جو موضع دسوہہ ضلع فیصل آباد میں مقیم ہیں ایک مرتبہ حضرت نے مجھے ان کی خدمت میں حاضری کا اشارہ فرمایا۔ میجر صاحب کو حضرت سے دیرینہ عقیدت ہے اور انہوں نے بڑی

محنت ذوق اور ریاضت سے اکتساب فیض کیا ہے۔ جس کے باعث ان کو حضرت کے مریدین میں ایک خاص مقام حاصل ہے چنانچہ ایک روز میں نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور کے توسل سے اپنا تعارف کرایا، یہ معلوم ہونے پر کہ "صِبْغَةُ اللّٰہ" کو مع ترجمہ و تشریح طبع کرانے کی مجھے اجازت مرحمت ہو گئی ہے۔ وہ اندرون خانہ سے اپنے قلم سے خوشخط لکھا ہوا حضرت کے مذکورہ کلام کا مسودہ لے آئے جس میں اکثر اشعار کی تشریح اور وضاحت بھی مرقوم تھی۔ میری خواہش پر میجر صاحب نے بکمال شفقت و نوازش یہ مسودہ مجھے عنایت فرما دیا جو "صبغۃ اللہ" کے ترجمے اور تشریح میں بے حد مفید اور کار آمد ثابت ہوا۔

مجھے اپنی کم علمی اور کم مائیگی کا احساس و اعتراف ہے۔ اگر مجھے برادر بزرگ سید محمد جمیل جیلانی کی مدد اور تعاون حاصل نہ ہوتا اور وہ ترجمہ اور تشریح کے لئے کاوش نہ کرتے اور اس طرف اپنی کامل توجہ نہ دیتے تو میں اس سعادت اور سرخروئی سے محروم رہتا جو آج مجھے نصیب ہو رہی ہے۔ برادر محترم نے جس خلوص و محبت اور ہمت و مستعدی سے یہ کام نبھایا وہ بلاشبہ قابل تحسین اور لائق ستائش ہے۔ میجر صاحب کے عطا کردہ مسودے سے بھی اس سلسلے میں گرانقدر مدد ملی ہے۔ مزید برآں میجر صاحب نے جس اخلاص، شفقت اور محنت سے اس پورے مسودے پر نظر ثانی کر کے ضروری اصلاح فرمائی اسنے یقیناً بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ "صبغۃ اللہ" کی مع ترجمہ و تشریح اشاعت کا سہرا برادر بزرگ سید محمد جمیل جیلانی اور محترم میجر صاحب کے سر ہے تو بے جا نہ ہوگا۔

یہ سخت نا انصافی اور حق تلفی ہوگی اگر میں عزیزم سید ضیاء الدین بخاری کا شکریہ ادا نہ کروں جن کے توسل سے مجھے یہ سعادت نصیب ہوئی اور جنہوں نے اس سلسلے میں میری حوصلہ افزائی کی میں محترم محمد یار ملک صاحب کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے مجھے حضرت کے قلم مبارک سے لکھا ہوا مسودہ عنایت کیا جو یقیناً مفید ثابت ہوا میں اپنے بھتیجے سید محمد مسعود صلاح الدین کا بھی ممنون ہوں جس نے "صبغۃ اللہ" کی کتابت کا آغاز کیا تھا، لیکن اپنی ذاتی مصروفیت اور فیصل آباد سے باہر قیام اختیار کر لینے کے باعث مزید مدد

نہ کر سکا۔ تاخیر کی اصل وجہ کتابت تھی، میں اس سلسلے میں الحاج چوہدری محمد صدیق صاحب کا انتہائی شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنے رفیق کار منشی علم الدین سے "صبغتہ اللہ" کی کتابت کا کام مکمل کرا دیا لائلپور نفیس پرنٹنگ پریس کے مالک الحاج مظفر حسین ظفر بھی میرے شکریے کے مستحق ہیں جنہوں نے اپنی نگرانی میں خاص احتیاط اور اپنی خصوصی توجہ کے ساتھ طباعت کا اہتمام کیا۔

"صبغتہ اللہ" کی اشاعت میں تاخیر کے باعث میرے احساس ندامت پر سرکار کے یہ الفاظ "کہ ہر کام اللہ تبارک کے حکم اور مرضی کے مطابق وقت معین پر پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے انسان کو اپنی کوشش جاری رکھنی چاہیئے" میری ہمت بڑھاتے رہے اور بحمد اللہ متعدد مراحل سے گذرنے کے بعد اب یہ کام اس ماہِ رمضان المبارک میں پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔

آخر میں بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ باری تعالیٰ اس حقیر کوشش کو قبول فرما کر اسے میرے اور میرے والدین کے لئے ذریعہ نجات اور عامتہ المسلمین کے لئے موجب رشد و ہدایت فرمائے نیز مرشدی سیدنا حضرت مولانا غلام ربانی مدظلہ العالی کی ذات اقدس پر اپنی عنایتیں اور رحمتیں نازل فرمائے تاکہ مریدین ان کے فیض سے مستفیض ہوتے رہیں۔ خدائے بزرگ و برتر میرے جملہ پیر بھائیوں اور ان تمام اصحاب پر بھی اپنی عنایت کی بارش برسائے جنہوں نے "صبغتہ اللہ" کی اشاعت میں ذرہ بھر بھی اعانت و معاونت فرمائی ہے۔ آمین

احقر العباد

سید محمد وکیل جیلانی (بی۔اے۔آنرز)

مدیر اعلیٰ روزنامہ "پیغام" فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدِ باری تعالیٰ!

کون و مکاں کے مالک | ہر دو جہاں کے مالک
صبح و مسا کے خالق | ارض و سما کے خالق
سب بحر و بر ہیں تیرے | جن و بشر ہیں تیرے
ہر جا پہ تیرا جلوہ | ہر جا پہ تیرا غلبہ
ہر شَے میں نُور تیرا | سَب ہے ظہُور تیرا
یکتا تری خدائی | تجُھ تک کِسے رسائی
تُو ہے کریم یا رَب | تُو ہے رحیم یا رَب
اِنسان ہُوں الٰہی | نادان ہُوں الٰہی
آیا ہُوں گھر پہ تیرے | بیٹھا ہُوں دَر پہ تیرے
دامن تُو میرا بھَر دے | اور پار بیڑا کر دے

سُن لے مری خدایا
سُن لے مری خدایا

(سیّد محمدؐ وکیل جیلانی)

قطعۂ نعتیہ

وُہ شان ہے اُس روضۂ اقدس کی جہاں میں
بہتر ہے شہنشاہوں سے اُس در کا گدا بھی
کیا کہنا ہے اُس ارضِ مقدس کی فضا کا
اکسیر ہے بطحا کے تو کوچہ کی ہوا بھی

نعت شریف

کوئی حسین محمدؐ کے رُو برُو کیا ہے
حسیں ہیں ایسے نبیؐ کوئی خوبرو کیا ہے

مہک رہی ہیں فضائیں چمن میں ہر جانب
وُہ بوُئے جسمِ مُطہّر کہ مُشکبو کیا ہے

نظر ہو جس کی لگی جانبِ دیارِ حبیبؐ
نگہ میں اُس کی بھلا حُسنِ چارسُو کیا ہے

جو سامنے ہو مرے روضۂ رسولؐ تو پھر
یہ دہر کیا ہے اور اس کا یہ رنگ و بُو کیا ہے

مدینہ مجھ کو بُلا لو یہ دِل میں حسرت ہے
سوائے اِس کے مری اور آرزو کیا ہے

جو ہو نہ فیضِ نظر مجھ پہ کملی والےؐ کا
مرا کلام ہی کیا میری گفتگو کیا ہے

تجھے حضورؐ سے نسبت ہے کچھ تو جیلانی
دگرنہ اس کے سوا تیری آبرو کیا ہے

(سید محمد وکیل جیلانی)

سید محمد جمیل جیلانی

مناجات

گنہگارم من آں گم کردہ راہم
تبہ کردم ہمہ عمرِ عزیزم
عاصی ہوں اور راہ سے بھٹکا ہوا ہوں میں   عمرِ عزیز اپنی تباہ کر چکا ہوں میں

نکوئی نیست در اعمالنامہ
مرا انجام چہ باشد نہ دانم
نیکی کوئی بھی نامۂ اعمال میں نہیں   انجام کیا ہو میرا نہیں جانتا ہوں میں

خجل ہستم بر ایامِ تغافل
پشیماں، دِل گرفتہ آمدہ ام
غفلت کے ان دنوں پہ میں نادم ہوں بےحساب   دلگیر و شرمسار چلا آ رہا ہوں میں

رسیدہ ام کنوں در بارگاہت
تلطّف کن، بدہ جائے پناہم
از راہِ لطف دے مجھے اپنی پناہ میں   اس تیری بارگاہ میں اب آگیا ہوں میں

بسوئے ایں غریبے ہم نگاہے
کہ شوئیدہ شود جملہ گناہم
ہو مجھ غریب پر بھی نگاہِ کرم تری   دُھل جائیں سب گناہ مرے چاہتا ہوں میں

شود حاصل مرا روشن ضمیری
دلم را مطلعِ انوار بینم
روشن میرا ضمیر ہو دِل جلوہ گاہِ نُور   کرتا صمیمِ قلب سے یہ التجا ہوں میں

جمیلِ خستہ را کن دستگیری
زفیضِ لطفِ تو امّید دارم
از لطف ہاتھ تھام لے خستہ جمیل کا   فیضِ کرم سے تیرے طلب کر رہا ہوں میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے)

اَللّٰہ　　رحمٰن　　رحیم

اللہ باری تعالےٰ جلّ شانہٗ کا اسم ذات ہے جو تمام اسماء کی معنوی شان ہے۔ اسمائے جلالی اور اسمائے جمالی اس اسم واحد (اللہ) کے مظاہر ہیں، نہ اس سے جُدا ہیں نہ اس سے یکتا۔ ہر اسم کی ظاہری معنوی طرف اسم ذات ہے اور صوری اور مظہری طرف غیر ہے۔ لیکن مستقل نہیں بلکہ اسم ذات کا عکس ہے۔ چنانچہ کریم اسم ہے اور کرم صفت ہے اور موصوف اس صفت سے ذات اقدس ہے۔ کرم کا تعلق صفت کے ساتھ ہے اور صفت کا تعلق ذات کے ساتھ لازم ہے۔ ذات واجب الوجود ہے اور ذات کا ذاتی نام اَللّٰہ ہے۔ پس دعوت دعاء میں دو اسموں کا اَمر ہے۔ قرآنی قانون میں وہ یہ ہے قُلِ ادۡعُوا اللّٰہَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰن۔ پس اسم رحمٰن کے ساتھ ہر اسم کا تعلق ہے کیونکہ نظام کائنی رحمانیتِ رحمان ہے جو صورت پذیر ہے۔ اسم رحمٰن صفت ایرادی ذاتی کا بذر ہے یعنی تخمِ ایرادی ہے، کیفی ہے اور تمام امکان بمنزلہ شجر ہیں جو اس بذر کی صوریٔ کیفی طرف ہے۔ ایرادی طرف اس کی ابتداء ہے اور ناسوتی، اجسادی طرف اِس کا حالؔ، دُنیا شہادت ہے اور عقبائی طرف اس کی ابدیت ہے۔ پس اسم رحمٰن ابتداءِ امکان، توسطِ امکان اور انتہاءِ امکان ہے۔ چنانچہ اسم ذات اسم اوّل، اسم ظاہر اور اسم آخر پر حاوی ہے، لہٰذا اوّل بھی اللہ، ظاہر بھی اللہ اور آخر بھی اللہ ہے۔ جو اوّل ہے امکان سے، ظاہر ہے مظہرِ امکان میں اور آخر ہے امکان سے۔ مسئلۂ معیّت و غیریّت اِسی تعلقِ معنوی اور تعلق صوری کا نام ہے۔ کَمَا ھُوَ لَا یَخۡفٰی عَلٰی مُوَحِّدِ الۡعِرۡفَانِ الزَّمَانِ۔ اس لئے لیاقت معنوی اسم اللہ کے واسطے جامع صفت رحمٰن ہے کیونکہ کمالات الوہیت اور عنایاتِ ربوبیّت کے لئے لفظاً صورت پذیر اسم رحمٰن ہے۔ لفظِ رحمٰن ادا کرتے وقت آواز منہ سے باہر کی طرف جاتی ہے اور مُنہ کھُلا رہتا ہے۔ پس یہ

صورتِ ادا صورتِ امکانی کائنی پر اور اسم رحمٰن کی ایرادی طرف ماہیتِ حقانی، یزداتی، ذاتی پر دلالت کرتی ہے۔ لہٰذا تمام امکان اسم رحمٰن سے مصور شدہ ہے اس وجہ سے کہ دنیا کے تمام لذائذ و نفائس ماضیًا و حالاً و مآلاً صفتِ رحمان کے آثار ہیں۔

اسمِ رحیم کے ادا کرنے میں تمدید آواز ہے اور اس ادائیگی سے صورتِ دوام پیدا ہوتی ہے۔ گویا کہ رحمانیتِ رحمٰن ابدیت نوازی پر دائمُ وقائمُ ہے کَمَا هُوَ شَانُ الْاُلُوْهِيَتِ مُطْلَقَةً۔ لفظِ رحمٰن اور رحیم عشقِ ازلی اور عشقِ ابدی ہے۔ اس لئے حقیقتِ عشق و ماہیتِ عشق باری تعالیٰ کی ذات سے امکان میں ظاہر ہوئی چنانچہ عشق و محبت میں نوازش و پرورش لازم ہے اور یہ صفتِ لازم ذات اقدس ہے پس عشق امکانی عشقِ لامکانی کا اثر ہے۔

نکتۂ ثانی

لفظ رحمٰن میں چار حروف ہیں۔ حرف رَا، حرف حَا، حرف میم ممدود ہ حرف نؔ۔ پہلے دو حروف سے کلمہ رَحَ مرکب ہے جس کے معنی خوشحالی، تازگی و مہربانی ہے اور بعد کے دو حروف سے کلمہ مَنّ مرکب ہے جس کے معنیٰ احسان کے ہیں۔ حرفِ مدّہ سے احسانِ دوام اور مہربانئ دوام مراد ہے۔ پس اسمِ رحمٰن کا مفہوم مخلوق کے ساتھ محبّت دائمہ اور عشق تامّہ ہے اور یہ ذاتِ اقدس کی شان ربوبیت ہے (رب کے معنیٰ بلا معاوضہ اور بغیر بدل نفع پہنچانا اور نقصان کو دفع کرنا ہے اور یہ شانِ رحمانیت ہے) صفتِ رحمٰن کی تربیت تمام کائنات کے ساتھ ہے۔ انسان ہوں یا حیوان، کافر ہوں یا مسلمان، جمادات ہوں یا نباتات، ثمرات ہوں یا شجرات یعنی ماسوا اللہ کی معاش کا دار و مدار صفتِ رحمٰن پر ہے اس لئے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہر چیز کی ابتداء ہے جو انتہائی برکت کا موجب ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

نسخہ صبغۃ اللہ از دو جزو مرکّب است یعنی از توحیدِ ذاتی وصفاتی و اسمائی وافعالی واز رسالتِ محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم اقراراً وتصدیقاً و ایقاناً و فناءً و بقاءً۔

(ترجمہ) کتابچہ صبغۃ اللہ دو اجزا سے مرکّب ہے۔ اوّل توحیدِ ذاتی وصفاتی واسمائی وافعالی ۔ دوم رسالتِ محمدی صلّی اللہ علیہ وسلم اقراراً وتصدیقاً وایقاناً وفناءً وبقاءً۔

(تشریح) اس کتابچہ کے جس کا نام صبغۃ اللہ (خدائی رنگ) ہے۔ دو اجزا ہیں ۔ پہلا جزو توحیدِ باری تعالیٰ کے متعلق ہے اور دوسرا جزو رسالتِ محمدی صلّی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے ۔ توحید اور رسالت دونوں کا مومن زبان سے اقرار اور تصدیق کرے دل سے اس پر یقین رکھے اور کائنات کے فنا ہونے اور بعد میں اس کے دائمی بقا پر کامل ایمان رکھے ۔ توحید ذاتی وصفاتی واسمائی وافعالی سے ایسی ذاتِ باری تعالیٰ مراد ہے جو اپنی ذات ، صفات ، اسماء اور افعال کی کوئی مثال نہ رکھتی ہو ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رنگِ اسلام از دو حرفِ لَا اِلٰہ
عبدیت پیدا زِ اثباتِ اِلٰہ

(ترجمہ) اسلام کا رنگ دو حرفوں لاَ اور اِلٰہ سے بنا ہے اور بندگی توحیدِ ذاتی کے اثبات سے پیدا ہوتی ہے۔

(تشریح) اسلام کا اپنا مخصوص رنگ ہے اور وہ لاَ الٰہ کے دو الفاظ سے ظاہر ہے جس کے معنی ہیں کہ کوئی معبود نہیں۔ یہ الفاظ تمام معبودوں کی نفی کرتے ہیں۔ اور جب الا اللہ کے ذریعے جس کا مطلب ہے کہ خدائے واحد ہی معبودِ حقیقی ہے معبود کا اثبات کیا گیا تو اس کی بندگی لازم ہو گئی۔

جملہ احکامِ خدا جاں کاستن
بر سبیلِ مصطفٰؐ جاں باختن

(ترجمہ) اللہ کے تمام احکام پر جان کو گھلا دینا اور رسول اللہ صلعم کے راستہ پر جان کی بازی لگا دینا۔

(تشریح) بندگی سے مراد ہے کہ خدا کے تمام احکام کی سختی سے پابندی کی جائے اور سنت رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلا جائے۔

رنگِ یارم فاش در اغیار است
ذاتِ اُو بے رنگ رنگش کار است

(ترجمہ) میرے دوست کا رنگ غیروں میں ظاہر ہے۔ اُس کی ذات بے رنگ ہے۔ اور عمل اس کا رنگ ہے۔

(تشریح) اللہ کی قدرت اُسکی مخلوق میں ظاہر ہے اور کائنات کی ہر شے سے اللہ کی ذات کا پتہ چلتا ہے۔ خدا کی ذات کا کوئی رنگ نہیں بلکہ عمل ہی سے اُس کی قدرت کا اظہار ہوتا ہے۔

امتثالِ امر رنگِ آمر است
اجتنابِ نہی رنگ آمر است

(ترجمہ) حکم کی تعمیل حاکم (خدا تعالیٰ) کا رنگ ہے اور نہی (منع کی ہوئی چیزوں) سے بچنا بھی اسی حاکم کا رنگ ہے۔

(تشریح) اسلام کا رنگ اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ اوامر اور نواہی کی پوری پوری پابندی کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کی بجا آوری ہو اور جن سے منع فرمایا ہے ان سے خود کو باز رکھا جائے۔

عجز و ذلّت فقر رنگِ عبدیت
کبر و قدُرت فضل رنگ احدیت

(ترجمہ) عاجزی، ذلّت اور فقیری بندگی کا رنگ ہے۔ کبریائی، قدُرت اور فضل شانِ خدا تعالیٰ کا رنگ ہے۔

(تشریح) عاجزی، انکساری اور فقیری بندگی کی خصوصیات ہیں اور کبریائی، قدرت اور فضل شانِ خداوندی ہے۔

احدیت را رنگ لاادراک است
از مثال و چُون و گونش پاک است

(ترجمہ) رنگِ خداوندی سمجھ سے بعید ہے اس کی ذات مثال اور چون و گون

سے پاک ہے۔

(تشریح) ذاتِ خداوندی انسانی عقل وفہم سے بالا ہے کیونکہ اس کی کوئی مثال ہے اور نہ ہی یہ معلوم ہے کہ وہ کیسا ہے۔

جملہ امکاں است رنگِ لامکاں

جملہ اعیاں است رنگ لاعیاں

(ترجمہ) تمام امکانی چیزیں لامکان (ذاتِ خداوندی) کا رنگ ہیں۔ تمام ظاہری چیزیں لاعیاں (باری تعالیٰ) کا رنگ ہیں۔

(تشریح) تمام امکانی اور ظاہری چیزیں شانِ الٰہی کی مظہر ہیں۔

ذاتِ اُو پاک است از عکسے وجود

اصلِ جملہ عکس شُد اصلے وجود

(ترجمہ) خدا کی ذات کسی وجود کے عکس سے پاک ہے۔ تمام عکسوں کی اصل اس کی ذات ہے۔

(تشریح) ذات باری تعالیٰ کسی وجود کا عکس نہیں بلکہ اصل اس کی اپنی ذات ہے اور تمام مخلوق اس کی ذات کا عکس ہے۔

اصل را با عکس قُربِ غایت است

از کمالِ قرب ذاتش غائب است

(ترجمہ) اصل کو اپنے عکس کے ساتھ بہت زیادہ قُرب ہے۔ زیادتی قُرب کی وجہ سے اس کی ذات غائب ہو جاتی ہے۔

(تشریح) اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے بہت قریب ہے جیسا کہ ارشاد ہے نحن اقرب الیہ من حبل الورید (ہم بندے کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں) چونکہ خدا کو بندے کے ساتھ کمال قُرب حاصل ہے۔ اس لئے بندے کو اس کی ذات کا ادراک نہیں ہوتا۔

ذاتِ ظاہر در مظاہر ظاہر است　　　ایں مظاہر باطن اندر ظاہر است

(ترجمہ) خدا کی پاک ذات مظاہر قدرت میں ظاہر ہے۔ یہ مظاہرِ خدا تعالیٰ کی صفتِ باطنی میں باطن ہیں۔

(تشریح) مظاہر قدرت سے جن کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کا ثبوت ملتا ہے۔ اور یہی مظاہر باری تعالیٰ کی صفتِ باطن میں ہیں۔ یہ مظاہر قدرت ظاہر ہونے سے پہلے قدرت وارادۂ ذات میں پوشیدہ تھے۔

علم و قدرت مر شہادت را بدن
ایں شہادت علم و قدرت را بدن

(ترجمہ) علم و قدرت (صفاتِ الٰہیہ) ممکن یعنی وجود کے لئے ایک دلیل ہے اور یہ وجود ذاتِ باری تعالیٰ کے علم و قدرت پر گواہ ہے۔

(تشریح) علم و قدرت جو صفات الٰہیہ میں سے ہیں ممکن پر گواہ ہیں اور اسی طرح یہ ممکن بھی صفاتِ الٰہیہ پر گواہ ہیں۔

چوں وجودِ بذر باشد در شجر
ہم شجر در بذر با شاخ و ثمر

(ترجمہ) جس طرح تخم کا وجود درخت میں موجود ہوتا ہے۔ اسی طرح درخت شاخ اور پھل سمیت تخم میں موجود ہوتا ہے۔

(تشریح) یہ شعر اس سے پہلے شعر کے لئے بطور مثال بیان کیا گیا ہے کہ علم و قدرت کا تعلق ممکن کے ساتھ اسی طرح ہے جیسے درخت کا شاخ اور پھل سمیت تخم کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔

گر بہ بینی ظاہراً باشد شجر
گر بہ بینی باطنش باشد بذر

(ترجمہ) اگر تو ظاہر میں دیکھے تو ایک درخت ہے۔ اگر تو باطن میں دیکھے تو وہ تخم ہے۔

(تشریح) یہ شعر بھی پہلے والے شعر سے متعلق ہے کہ ظاہری شکل میں ہمیں ایک

درخت نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں باطنی طور پر اس کی اصل ایک تخم ہے اور دونوں ایک ایک دوسرے سے جدا نہیں۔

ظاہرِ ما ہست امکانی وجود
باطنِ ما ہست روحانی وجود

(ترجمہ) ہمارا ظاہر امکانی وجود ہے۔ ہمارا باطن روحانی وجود ہے۔

(تشریح) جس طرح تخم اور درخت کی مثال بیان ہوئی اسی طرح انسانی وجود کی مثال ہے۔ کہ ہمارا ظاہری وجود تو خاکی وجود ہے لیکن ہمارا باطنی وجود روحانی وجود ہے۔

معنیٔ ظاہر و باطن زیں سبق
معنیٔ اوّل و آخر زیں ورق

(ترجمہ) اس سے ظاہر و باطن کے معنی کا ایک سبق ہے۔ اس سے اوّل و آخر کے معنی کا ایک ورق ہے۔

(تشریح) تخم اور درخت کی مثال سے اس شعر میں ظاہر و باطن اور اوّل و آخر کے مفہوم کو واضح کیا گیا ہے۔ ذاتِ اقدس باطن ہے لیکن اپنی صفات وکمالاتِ قدرت سے ممکن میں ہر طرح سے ظاہر ہے۔ تخم کی تہ میں درحقیقت ایک مکمل درخت پوشیدہ ہوتا ہے صرف اہلِ بصیرت کے لئے تدبر و غور و فکر کی ضرورت ہے کہ وہ تخم میں درخت کا مشاہدہ کریں یہی حال مخلوق کا ہے کہ اسے دیکھ کر ذات باری تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو۔

اوّل از امکاں و آخر از مکاں
ذاتِ پاکش پاک از سود و زیاں

(ترجمہ) ذاتِ باری تعالیٰ ممکن کے ظہور سے پہلے بھی موجود تھی اور دنیا کے ختم ہوجانے کے بعد بھی موجود رہے گی۔ اس کی ذات پاک ہر طرح کے نفع ونقصان سے پاک ہے۔

(تشریح) اوّل میں بھی خدا تعالیٰ کی ذات موجود تھی اور آخر میں بھی اسی کی ذات باقی رہے گی۔ موجود اور نابود ہونا مخلوق کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کے سود و زیاں سے پاک ہے۔ اس شعر میں کلام پاک کی اس آیت کا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔ ھو الاوّل

ھو الاخر ھُوالظاھر ھوالباطن وھو بکل شیی ءٍ علیم ٥

از چہ باب است مسئلۂ روح اے فتا
اے شہِ سید پور شمسِ با صفا

(ترجمہ) اے نوجوان ! اے شہِ سید پور شمسِ باصفا روح کا مسئلہ کس باب سے ہے

(تشریح) اس شعر میں اپنے پیر ومرشد حضرت سید شمس الدین سیدپوری ؒ سے روح کے مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا گیا ہے۔

صورتِ عکسے است از برقِ حیات
از صفاتِ ذاتیاتِ پاک ذات

(ترجمہ) (روح) برقِ حیات کی عکسی صورت ہے۔ اور برقِ حیات باری تعالیٰ کی ذاتی صفات میں سے ایک صفت ہے۔

(تشریح) روح صفت حیات کی ایک برق (تجلی) ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات میں سے صفت حیّ ہے۔

یک طرف امری است قدرت کارِ اُو
دیگرش خلقی است خلقت بار اُو

(ترجمہ) روح کا ایک پہلو امری ہے جو اس کے کام کرنے کی قدرت ہے دوسرا پہلو تخلیقی ہے، کہ اس کا نتیجہ تخلیق ہے۔

(تشریح) روح کا امری پہلو باری تعالیٰ کی طرف راغب اور متوجہ ہے۔ جو ذاتِ اقدس کے انوار وتجلیات کے وصول کی استعداد رکھتا ہے۔ دوسرا خلقی پہلو مخلوقات کی طرف متوجہ ہے۔

ما دیدارِ یار را در جُستہ جُو
یار در خانہ و ما در کو بکُو

(ترجمہ) ہم اپنے محبوب کے دیدار کی تلاش میں ہیں محبوب تو گھر کے اندر ہے اور ہم اسے کوچہ بہ کوچہ ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔

(تشریح) ہم خدا تعالیٰ کی تلاش میں جا بجا سرگرداں ہیں حالانکہ وہ خود ہمہ وقت ہمارے دلوں کے اندر موجود رہتا ہے۔

ما چہ باشد معنیٔ نفیِ من است
بعد از نفی معنیٔ اُو با من است

(ترجمہ) ہماری حقیقت کیا ہے ۔ اس کے معنی میرے وجود کی نفی ہے ۔ اس نفی کے بعد ذاتِ اقدس کی حقیقت میرے ساتھ ہے ۔

(تشریح) ہم کیا ہیں؟ اس کے معنی اپنے وجود کی نفی کرتے ہیں ایسا ہو جانے سے ذات باری تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے (معنًا حقیقتاً)

ایں بود توحیدِ ایقاں اے غلام
ایں مقامِ وصل و فقر آمد تمام

(ترجمہ) اے غلام توحید ایقاں یہی ہے اور وصل و فقر کا مقام ختم ہوگیا ۔

(تشریح) صاحب کلام (حضرت غلام ربانی مدظلہٗ) نے اس شعر میں ذات باری تعالیٰ کی توحید پر اپنے کامل یقین کی کیفیت بیان کی ہے اور یہاں پر وصل اور فقر کا مضمون ختم ہوگیا ہے ۔

فقر چہ بود ایں وجود آخر فنا
اختیارم نیست در کارِ بقا

(ترجمہ) فقر کیا ہے؟ کہ یہ وجود آخر کار فانی ہے ۔ مجھے ہمیشہ زندہ رہنے پر کوئی اختیار نہیں ہے ۔

(تشریح) انسان کا ذکر الٰہی میں اپنے وجودِ خاکی کو فنا اور ختم کر دینا ہی فقیری اور درویشی ہے اسے قدرت حاصل نہیں ہے کہ وہ حیاتِ جاوداں حاصل کر سکے ۔

ہیچ سرمایہ نہ دارم از بقا
مضطرم اندر بقا و نا بقا

(ترجمہ) میرے پاس بقا کا کوئی سرمایہ نہیں ۔ مَیں بقا اور فنا کے درمیان پریشان ہوں ۔

(تشریح) انسان حیات ابدی کے لئے کوئی وسیلہ نہیں رکھتا ۔ اس لئے فنا اور

بقا کی سوچ میں وہ مضطر و پریشان رہتا ہے۔

پس تعلق بستہ با ذکرِ جلال
ہیچ اندیشہ نہ دارد از وبال

(ترجمہ) اس لئے ذکرِ الٰہی کے ساتھ تعلق قائم کرلیا ہے۔ اب کسی طرح کا خوف واندیشہ باقی نہیں رہا۔

(تشریح) فنا اور بقا کی سوچ سے مضطر و پریشان ہوکر ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوگیا ہوں لہٰذا اب کسی مصیبت اور تکلیف کا ڈر اور خوف نہیں رہا ہے۔ بموجب ارشاد باری تعالیٰ أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ۔

بے شمار و بے قطار و بے بدل
عبودیت چیزے نہ دارد جُز عمل

(ترجمہ) بندگی سوائے بے شمار، بے حساب اور بمثیال عمل کے کوئی چیز نہیں رکھتی۔

(تشریح) بندگی کے لئے لازم ہے کہ انسان مسلسل بکثرت عمل جاری رکھے۔

جملہ اوصافِ جمالی یا جلال
رنگِ ذاتش جملہ افعالی کمال

(ترجمہ) تمام جلالی اور جمالی صفات نیز جملہ افعالی کمالات ذاتِ اقدس کا رنگ ہیں۔

(تشریح) جمالی یا جلالی اوصاف کا ظہور افعالی کمال سے ہوتا ہے۔

جملہ آثار رنگِ افعالی بود
جملہ عالم رنگِ اجلالی بود

(ترجمہ) تمام نشانیاں افعالی اور تمام جہان اجلال باری تعالیٰ کا نتیجہ ہیں۔

(تشریح) کائنات میں جو نشانیاں نظر آرہی ہیں وہ خدا کی شانِ افعالی کی مظہر ہیں اور یہ کل کائنات اُس کی شان جلالی کا نتیجہ ہے۔

ایں شہادت رنگ از رنگِ کُن است
ایں یکوُں باگونِ خود رنگِ کُن است

(ترجمہ) یہ وجودِ کائنات لفظ کُن کے رنگوں میں سے ایک رنگ ہے۔ کسی چیز کا اپنی شکل میں آجانا بھی کُن ہی کا تصرف ہے۔

(تشریح) کلام پاک میں ارشاد ہے۔ اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۔ اللہ تعالےٰ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کُن (ہو جا) فرماتا ہے اور پس وہ چیز یَکُوْنُ (ہو جاتی ہے) اس شعر میں اسی بات کا ذکر کیا گیا ہے۔

از مُصَوّر صورتِ عکسی تیار
بے نمونہ وکسب و نقل آمد نثار

(ترجمہ) مصور نے بغیر کسی نمونہ، تربیت اور نقل کے عکسی صورت تیار کر دی۔

(تشریح) باری تعالیٰ نے صرف لفظِ کُن کہہ کر ہی اس کائنات کو ظاہر فرما دیا پہلے سے نہ تو اس کا کوئی نمونہ موجود تھا اور نہ ہی کسی چیز کی نقل اتار کر کائنات کو بنایا گیا۔

ایں جہاں از بہرِ تسخیرش بود
آں جہاں از بہرِ دیدارش بود

(ترجمہ) یہ جہاں مسخر کرنے کے لئے ہے۔ وہ جہاں خدا تعالیٰ کے دیدار کیلئے ہے

(تشریح) یہ دنیا اس لئے قائم کی گئی ہے کہ انسان اسے تسخیر کرے اور دوسرا جہان اللہ تعالےٰ کا دیدار حاصل کرنے کے لئے ہے۔

صورتِ ہر چیز در ایرادہ بود
کیفِ مشیتِ رنگ را آمادہ بود

(ترجمہ) ہر چیز کی صورت ارادۂ الٰہی میں موجود تھی مشیتِ ایزدی وجود میں لانے پر آمادہ تھی۔

(تشریح) ہر چیز جو پیدا کی گئی اس کی صورت و شکل ذاتِ اقدس کے ارادہ میں موجود تھی اور مشیتِ ایزدی تخلیقِ کائنات کے لئے تیار تھی۔

جملہ در دالانِ ظاہر جلوہ گیں
از فرازِ عرش تا فرشِ نگیں

(ترجمہ) عرش کی بلندی سے لے کر زمین تک تمام چیزیں ظاہری عالم میں جلوہ گر ہیں۔

(تشریح) اللہ تعالیٰ نے جو بھی تخلیق فرمایا وہ عرش سے لے کر فرش تک ظہور پذیر ہے۔ آسمان پر سورج، چاند اور ستارے ہیں اور زمین پر حیوانات، نباتات اور جمادات ہیں۔

شور و غوغا، ہائے ہُو کفر و ایماں
مظہرِ توحیدِ قدرت بے گماں

(ترجمہ) شور و غل، آہ و بکا، کفر و ایمان بے شک ذاتِ اقدس کی توحید کے مظہر ہیں۔

(تشریح) دنیا میں کہیں شور و غل اور آہ و فریاد ہے۔ کہیں خوشی اور غمی ہے اور کہیں کفر و ایمان کے جھگڑے ہیں۔ درحقیقت یہ خوشیاں، یہ دُکھ اور تکلیف، یہ ہنگامے اور یہ حق و باطل کے جھگڑے سبھی ذاتِ باری تعالیٰ کی توحید کے مظہر ہیں۔

ایں دویدن ایں خزیدن تا مراد
زورِ اسماء ہست امکانی تضاد

(ترجمہ) اس تگ و دو اور مقصد حاصل کرنے میں جو اختلاف پایا جاتا ہے وہ اسماء مقدسہ کی طاقت ہی کا اثر ہے۔

(تشریح) انسان دنیا میں اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے دوڑ دھوپ کرتا ہے۔ ہر انسان کی تگ و دو اور مقصد میں اختلاف ہوتا ہے۔ یہ اختلاف اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں کی طاقت کا نتیجہ ہے کیونکہ ذاتِ اقدس کے اسماء مقدسہ بھی مختلف ہیں اور ان کے اثرات بھی مختلف ہیں۔

پیشِ اسماء جملہ مجبوریم ما
پیشِ قرآں جملہ مختاریم ما

(ترجمہ) اسمائے مقدسہ کے سامنے ہم مجبور ہیں۔ قرآن کریم کے سامنے ہم مختار ہیں۔
(تشریح) اس شعر میں انسان کے مجبور اور مختار ہونے پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جہاں تک خدائے پاک کے ناموں کے اثرات کا تعلق ہے وہاں انسان مجبور محض ہے جیسے حیات و ممات کے معاملے میں انسان کو کوئی اختیار نہیں۔ مگر کلام پاک میں جو احکام بیان فرمائے گئے ہیں ان پر عمل کرنے یا نہ کرنے کا انسان کو اختیار حاصل ہے۔ مثلاً ارکانِ اسلام کی ادائیگی یا عدم ادائیگی کے لئے وہ مختار ہے۔

حکمِ تنزیلی تمیزِ خیر و شر
حکمِ اسمائے مشیر خود اثر

(ترجمہ) کلامِ پاک کے ذریعے اتارے گئے احکام سے نیکی اور بدی میں تمیز ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ناموں کا حکم خود اثر دکھاتا ہے۔
(تشریح) انسان کلامِ پاک کے احکام کی روشنی میں نیکی بدی۔ اچھائی برائی، برُے بھلے اور نیک و بد میں تمیز کر سکتا ہے۔ مگر ذاتِ باری تعالیٰ کے اسماءِ مقدسہ خود بخود اثر انداز ہوتے ہیں اور ان کے سامنے انسان مجبورِ محض ہے۔

نردبانِ عشق شد فکرِ صفات
منزلِ وصال باشد ذکرِ ذات

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی صفات میں غور و خوض اس کے عشق کا زینہ ہے۔ اس کی ذات کا ذکر اس کے وصال کی منزل ہے۔
(تشریح) انسان جب صفات الٰہیہ میں غور فکر کرتا ہے تو اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا عشق پیدا ہوتا ہے اور جب خدا کی ذات کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو وصال ذات حاصل کر لیتا ہے۔

شیشۂ دنیا برائے کردنش
شیشۂ عقبیٰ برائے دیدنش

(ترجمہ دنیا عمل کرنے کے لئے ہے اور عاقبت دیدارِ الٰہی کے لئے ہے۔

(تشریح) دنیا کو انسان کے لئے عمل کی جگہ بنایا گیا ہے تاکہ وہ احکامِ خداوندی کے مطابق عمل پیرا ہو کر انعاماتِ الٰہی کا مستحق بن سکے۔ اور عاقبت میں اللہ تعالےٰ کے دیدار سے مشرّف ہو۔

ہر اِسم گشتہ مہارِ ہر کسے
مے کشد تا خود قطارِ ہر کسے

(ترجمہ) ہر اسمِ گرامی ہر شخص کی نکیل بن گیا ہے۔ ہر شخص کی قطار کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

(تشریح) اسماءِ مقدّسہ کے سامنے چونکہ ہم مجبور ہیں اس لئے ہر اسمِ گرامی ایک نکیل کی مانند ہیں جس کی وجہ سے ہم اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتے۔ ہر اسمِ گرامی ہمیں اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور اس کے اثرات ہم پر مرتّب ہوتے ہیں۔

نورِ قرآں می نماید سوئے یار
بوئے یار و کوئے یار و روئے یار

(ترجمہ) نُورِ قرآں محبوب کے راستہ، اس کی خوشبو، اس کے کوچہ اور اس کے رُو کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

(تشریح) نُورِ قرآں ایک آئینہ کی مانند ہے۔ وُہ ہمیں اس راہ کا پتہ دیتا ہے جس پر گامزن ہو کر ہم محبوب کی طرف جا سکتے ہیں۔ وہ ہمیں محبوب کی ذات وصفات کی رہنمائی بھی کرتا ہے، اس کے کوچہ تک لے جانے اور دیدارِ محبوب سے مُشرّف ہونے کا طریق بھی بتاتا ہے۔

شاہ سیّدؒ پوری خریدارِ غلام
مے فروشد باز بر خیر الانام

(ترجمہ) شاہ سیّد پوری غلام ربّانی کے خریدار ہیں۔ پھر وہ رسُولِ پاک کے پاس فروخت کرتے ہیں۔

(تشریح) اس شعر میں حضرت غلام ربّانی اپنے پیر و مرشد حضرت سیّد شمس الدینؒ

سیدپوری کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کا ذکر کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ انہوں نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی نسبت قائم فرمادی۔

طوقِ ایطاعت بہ گردن کردہ اند
پیشِ حضرت با نیاز آوردہ اند

(ترجمہ) اطاعت کا طوق گردن میں ڈال دیا ہے۔ آنحضرتؐ کے روبرو نیازمندانہ لے آئے ہیں۔

(تشریح) آپ کے پیرو مرشد نے رسول پاکؐ کی اطاعت کا پابند کرکے عجز و نیاز کے ساتھ خدمتِ آنحضرتؐ میں پیش کر دیا ہے۔

اے خدا منظور دار ایں بندہ را
در حضورش دار سر افگندہ را

(ترجمہ) اے خدا اس بندہ کو منظور فرمائے اور سر نیچے ڈالے ہوئے کو ان کے حضور میں رکھ۔

(تشریح) اس شعر میں دعا کی گئی ہے کہ اے خدا مجھ غلام کو قبول و منظور فرما اور میں جو سر نیچے ڈالے ہوئے شرمسار ہوں مجھے رسولؐ پاکؐ کی حضوری کی سعادت نصیب فرما۔

از عذابِ روزِ محشر باز دار
از حسابِ خویش ہم آزاد دار

(ترجمہ) روزِ محشر کے عذاب سے بچا کر رکھ۔ اپنے حساب کتاب سے بھی آزاد رکھ۔

(تشریح) روزِ محشر کا عذاب اور اللہ تعالیٰ کا بندوں کے اعمال کا حساب کتاب لینے کا معاملہ اتنا سخت ہوگا کہ سب پناہ مانگیں گے۔ اس لئے روز محشر کے عذاب سے محفوظ رکھنے اور اعمال کے حساب کتاب سے نجات دینے کی دعا کی گئی ہے۔

بہر رخِ تابانِ سردارِ علمؐ
بہر درِ فرمانِ سالارِ اُممؐ

(ترجمہ) سردارِ علَم (جھنڈوں کے سردار یعنی رسول پاکؐ) کے روئے منوّر کے صدقہ اور سالارِ اُمم (اُمتوں کے سردار آنحضرتؐ) کے مقام احکامات (کی برکت) سے قبول فرما۔

(تشریح) رسول پاکؐ کی برکت سے اوپر کے شعر میں مانگی گئی دعا کو قبول فرمانے کی درخواست کی گئی ہے۔

نورِ اسمآء فیضِ دو رنگی دہد
نورِ قرآں فیضِ یک رنگی دہد

(ترجمہ) نورِ اسمآء کا فیض دو رنگی ہے۔ نورِ قرآں کا فیض یک رنگی ہے۔

(تشریح) اسماءِ الٰہیہ نیک و بد، کافر و مومن میں کوئی فرق روا نہیں رکھتے۔ ان سے شانِ ربوبیت کا ظہور ہوتا ہے اور سب یکساں فیضیاب ہوتے ہیں۔ اس لئے اسماءِ مقدّسہ کا فیض دو طرفہ ہے لیکن نورِ قرآن کا فیض یک طرفہ ہے، جس سے صرف نیک صالح اور مومنین ہی فیض پاتے ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْن یعنی یہ کتاب پاک قرآن کریم پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔

پیشِ قرآں رنگِ ما یکتا بود
پیشِ اسماء رنگِ ما دوتا بود

(ترجمہ) قرآنِ پاک کے سامنے ہمارا رنگ ایک طرح کا ہوگا۔ اسماءِ مقدّسہ کے سامنے ہمارا رنگ دو طرح کا ہوگا۔

(تشریح) نورِ اسماء اور نور قرآن کے فیض چونکہ مختلف قسم کے ہیں اس لئے ہم پر ان کے اثرات بھی مختلف مرتب ہوتے ہیں۔ قرآن پاک کے احکام کے مطابق ہمارا عمل صرف ایک ہی طرف ہوگا یعنی اطاعت اور اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب، اس کے برعکس اسماءِ مقدّسہ کے زیر اثر ہم نیکی و بدی، ہدایت اور گمراہی دونو کے اثرات قبول کرنے کی استعداد رکھتے ہیں، اور انسان میں دونو اثرات کا ظہور ممکن ہے۔

ایں طناب دل زمعناب دو رنگ می سراید نغمۂ مخلوط رنگ

(ترجمہ) دل کی یہ تار دو رنگی مضراب کے ذریعے ملے جُلے رنگوں کا نغمہ الاپتی ہے۔
(تشریح) اسماءِ مقدّسہ کی دو رنگی مضراب؟ نیکی اور بدی، ہدایت اور گمرہی دونوں طرح کے اثرات رکھتی ہے تو دل کی تار سے دونوں طرح کے نغمے سنائی دیتے ہیں۔ قلب ذکر و فکرِ ذات سے زندہ ہے تو اللہ اللہ ہی کی آواز سنائی دے گی اور قلب کے غافل ہونے کی صورت میں خواہشات اور نفسانیت کی آوازیں سنائی دینگی۔

از دو شاخ زورِ اسماء الاماں
الاماں است یا امانِ دو جہاں

(ترجمہ) اسماءِ مقدّسہ کی دو طرفہ قوت سے الاماں۔ اے دونو جہان کو پناہ دینے دینے والے میں پناہ مانگتا ہوں۔
(تشریح) اسماءِ مقدّسہ کے دو طرفہ فیوض سے چونکہ بدی اور گمراہی کے اثرات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کی اس قوّت سے اللہ کی پناہ مانگی گئی ہے کیونکہ اس کے فضل و کرم ہی سے برائیوں سے بچاؤ ہو سکتا ہے۔

دُور افتادیم در مُلکِ دُوئی
آہ و نالہ شور و فریاد از دُوئی

(ترجمہ) ہم دوسرے ملک میں دور پڑے ہوئے ہیں۔ دُوئی کے سبب آہ و نالہ اور شور و فریاد ہے۔
(تشریح) انسان کو چونکہ جنت سے نکال کر دنیا میں بھیج دیا گیا ہے تو وہ اپنے اصلی وطن سے بہت دُور ہو گیا ہے اس لئے سالک اس دُوری کے باعث اس کی یاد میں آہ و نالہ اور فریاد کر رہا ہے۔

باز خواہم بارِ دیگر از کرم
تا بتائیدِ تو با تو می روم

(ترجمہ) دوبارہ تیرے کرم سے چاہتا ہوں کہ تیری تائید سے تیرے پاس پہنچ جاؤں۔
(تشریح) دوبارہ خداتعالیٰ سے امداد اور کرم کی درخواست کی گئی ہے تاکہ قربِ الٰہی حاصل ہو سکے۔

از دوئی دردے ہست پیدا اندروں
از وصالش کن علاجِ ایں زبوں

(ترجمہ) دوئی سے (میرے) اندر ایک درد پیدا ہے وصل سے اس خرابی کا علاج کر۔

(تشریح) طالب وصل دوری اور فراق کے باعث اپنے سینہ میں ایک درد اور تڑپ محسوس کرتا ہے اور التجا کرتا ہے کہ باری تعالےٰ اپنے وصل کے ذریعے میرے اضطراب اور بے چینی کا علاج فرما۔

نورِ قرآں می نماید روئے یار
زورِ اسماء روئے اغیار و یار

(ترجمہ) نورِ قرآں دوست کا چہرہ دکھاتا ہے اسماءِ مقدسہ دوست اور دشمن دونوں کا چہرہ دکھاتے ہیں۔

(تشریح) یہاں بھی نورِ ایماں کی یک رنگی اور زورِ اسماء کی دو رنگی کو بیان کیا گیا ہے۔

نورِ قرآں می نماید بندگی
زورِ اسماء می سرائد زندگی

(ترجمہ) نورِ قرآں بندگی کو ظاہر کرتا ہے اور قوت اسماء زندگی کا نغمہ گاتی ہے۔

(تشریح) نورِ قرآن بندگی اور عبادت کی راہ دکھاتا ہے اور صرف نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے جبکہ اسماء کی قوت سے نغمۂ حیات پیدا ہوتا ہے اور زندگی میں خیر و شر دونوں کا ظہور ممکنات سے ہے۔

زندگی با بندگی زیب و جمال
زندگی بے بندگی ریب و وبال

(ترجمہ) زندگی میں بندگی کے ساتھ حسن و زیبائش ہے۔ بندگی کے بغیر زندگی مشکوک اور مصیبت ہے۔

(تشریح) بندگی اور عبادت کے ذریعے زندگی میں حسن و خوبی پیدا ہو جاتی ہے اور انسان خود بھی فرحت و سکون محسوس کرتا ہے اور معاشرہ میں بھی نکھار اور سنوار پیدا ہوتا ہے اور اگر زندگی میں بندگی اور عبادت نہ کی جائے تو وبالِ جان اور خلفشار کا موجب ہوتی ہے کیوں کہ وہ اصول اور پابندیوں سے بے نیاز ہوتی ہے۔

نورِ قرآں حکم محدودے بود
حکم اسماء غیر محدودے بود

(ترجمہ) قرآن کی روشنی محدود حکم ہے۔ اسماء کا حکم غیر محدود ہے۔

(تشریح) قرآن کریم ایک ضابطۂ حیات ہے۔اس میں ایسے احکام بیان ہوئے ہیں جو کامیاب اور صحیح زندگی بسر کرنے کی راہ دکھاتے ہیں پس قرآن کریم کے احکام محدود ہیں۔ بخلاف اسماء مقدسہ کے جو لامحدود ہیں کیونکہ وہ ربوبیتِ عامہ کے مظہر ہیں اور ان کے فیوض وبرکات کل مخلوق جن و انس، چرند وپرند، کافر و مومن، نیک و بد، آبی وخاکی سب کو حاوی ہیں۔

اے دلیلِ ذاتِ تو ذاتِ من است
اے سبیلِ تو سیلِ من است

(ترجمہ) اے (باری تعالیٰ) آپ کی ذات کا ثبوت میری ذات ہے۔ اے (باری تعالیٰ) آپ کے سیلاب کی راہ پر میرا سیلاب ہے۔

(تشریح) مخلوق سے خالق کا پتہ چلتا ہے۔ انسان کا وجود اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کا کوئی پیدا کرنے والا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

اے ظہورِ حسنِ تو عشقِ من است
اے سرورِ وصلِ تو شوقِ من است

(ترجمہ) اے (باری تعالیٰ) آپ کے حُسن کا ظہور میرا عشق ہے۔ اے (باری تعالیٰ) آپ کے وصل کا سرور میرا شوق ہے۔

(تشریح) سالک باری تعالیٰ کے حسن کے ظہور سے جو کائنات کے ذرّہ ذرّہ سے عیاں ہے اپنے عشق کا اظہار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے اس بات کا شوق ہے کہ وصل کی لذّت سے آشنا رہوں۔

اے صراطِ ذاتِ تو گامِ من است
اے لقائے ذاتِ تو کامِ من است

(ترجمہ) اے (خدائے پاک) آپ کی ذات کا راستہ میرا قدم ہے۔ اے (اللہ) آپ کی ذات سے ملاقات میرا عمل ہے۔

(تشریح) میں اس راستہ پر چل رہا ہوں جو راستہ آپ کی ذات تک پہنچتا ہے اور

اے میرے رب میں اس کوشش میں مصروفِ عمل ہوں کہ آپ کا قرب حاصل کر سکوں۔

اے بقائے روئے تو ایمانِ من
اے بقائے کوئے تو آمانِ من

(ترجمہ) اے (اللہ) آپ کی ذات کی بقا میرا ایمان ہے اور آپ کے کوچہ کا ملنا میرا امن ہے۔

(تشریح) ذاتِ باری تعالیٰ کی بقا پر کہ اس کی ذاتِ اقدس ہمیشہ ہمیشہ رہے گی بندہ کو کامل یقین اور ایمان ہے اور دوست کے کوچہ میں باریابی اس کے لئے امن و امان کا باعث ہے۔

اے جمالِ ذاتِ تو دردِ دِل ہست
اے کمالِ ذاتِ تو فہردِ دل ہست

(ترجمہ) اے (اللہ) تیری ذات کا جمال میرے دل کا درد ہے۔ تیری ذات کا کمال میرے دل کی سمجھ ہے۔

(تشریح) اللہ تعالیٰ کی ذات کا حسن و جمال جو کائنات کی ہر شے سے جلوہ نما ہے سالک کے دردِ دل کا موجب ہے اور اس کی آتش عشق کے تیز کرنے کا باعث ہے اور ذاتِ باری تعالیٰ کا کمال اس کے دل میں عقل اور سمجھ پیدا کرتا ہے جس سے روحانیت کا ظہور ہوتا ہے۔

کارِ عرفاں را نباشد حدّ و عدّ
کارِ قرآں بستہ شد در حدّ و عدّ

(ترجمہ) معرفت کی کوئی حد اور شمار نہیں۔ قرآن پاک کا کام حدّ و شمار سے وابستہ ہے۔

(تشریح) معرفتِ ذات الٰہی جسے عرفان کہتے ہیں وہ لامحدود اور شمار سے باہر ہے کیوں کہ ذات لامحدود ہے۔ لیکن کلام پاک کے احکام چونکہ اوامر و نواہی میں محدود ہیں اس لئے اس کا دائرہ کار ایک حد کے اندر ہے۔

بانہایت کارِ قرآنی بود　　بے نہایت کارِ عرفانی بود

(ترجمہ) قرآنی کام کی انتہا ہے۔ عرفانی کام کی انتہا نہیں۔

(تشریح) یہاں بھی اس سے پہلے شعر کا مضمون بیان ہوا ہے۔

ذاتِ یکتا را نباشد غایتی
پس چگونہ معرفت را غایتی

(ترجمہ) خدائے واحد کی ذات کی کوئی انتہا نہیں پس اس کی معرفت کی انتہا کیسے ہو سکتی ہے۔

(تشریح) یہاں عرفان کے لامحدود ہونے کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ جب ذات باریتعالیٰ کی کوئی حد اور انتہا نہیں تو ذاتِ واحد کی معرفت کی حد اور انتہا کیسے ممکن ہے۔ وہ بھی لامحدود اور لاتمناہی ہے۔

ہمّتِ اہلِ ہُمَم محدود نیست
منزلِ شان دُور از مقصُود نیست

(ترجمہ) صاحبِ ہمّت لوگوں کی ہمّت محدود نہیں ہے ان کی منزل مقصود دور نہیں ہے۔

(تشریح) اگرچہ معرفت الٰہی لاتمناہی ہے۔ لیکن ہمّت والے لوگ بھی لامحدود ہمّت رکھتے ہیں اور معرفتِ الٰہی کو جو ان کی منزلِ مقصود ہے حاصل کر لیتے ہیں۔

منزلِ دیدار دور از کار نیست
منظرِ کردار دور از کار نیست

(ترجمہ) عمل سے دیدار کی منزل اور کردار کا منظر دور نہیں۔

(تشریح) لامحدود ہمت کے ذریعے عمل کر کے دیدار ذات کی منزل حاصل کی جا سکتی ہے اور کردار کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔

منزلِ رفتارِ عشق است کوئے یار
مسکنِ دیدارِ عشق است روئے یار

(ترجمہ) عشق کی رفتار کی منزل دوست کا کوچہ ہے۔ عشق کے دیدار کا مسکن دوست کا چہرہ ہے۔

(تشریح) عشقِ الٰہی سے سرشار سالک دوست کے کوچہ میں چل کر یعنی مراحل تصوف میں سے گزر کر اپنی منزل ذات باری تعالیٰ تک رسائی حاصل کر سکتا ہے اور دوست کے چہرہ کا دیدار اس کے عشق کی انتہا ہے۔

این قیامت از دلِ پُر اضطراب
فارغ از یادِ ثواب و ہم عذاب

(ترجمہ) بے قرار دل کی یہ قیامت (عشق) ثواب اور عذاب کے خیال سے فارغ ہوتا ہے۔

(تشریح) عارف صرف ذات باری تعالیٰ کا طالب ہوتا ہے اور اُسی کے عشق میں بے قرار و مضطرب رہتا ہے۔ اسے نہ ثواب کا شوق ہوتا ہے نہ عذاب کا ڈر۔ وہ جنت اور دوزخ سے بے نیاز ہوتا ہے۔ اس کے سامنے صرف ذات واحد ہوتی ہے۔

ایں قیامت را مقامِ دلبر است
آں قیامت را مقامِ محشر است

(ترجمہ) اِس قیامت (عشق الٰہی) کا مقام محبوب (ذات الٰہی) ہے۔ اُس قیامت (سزا و جزا والی) کا مقام حشر کا دن ہے۔

(تشریح) عشق الٰہی جو اضطراب اور بیقراری کے باعث قیامت کے مشابہ ہے اس کی منزل ذاتِ مقدسہ ہے اور وہ معروف و مشہور قیامت جس میں دنیاوی اعمال پر سزا اور جزا دی جائے گی حشر کے دن ہوگی۔

ایں قیامت از خصوصِ بندہ گی
آں قیامت از عمومِ زندگی

(ترجمہ) اس قیامتِ عشق کا تعلق مخصوص بندگی سے ہے۔ اُس قیامتِ معروف کا تعلق عام زندگی سے ہے۔

(تشریح) عشق الٰہی کا تقاضا ایک مخصوص نوعیت کی عبدیت ہے جس میں بندہ خود کو باری تعالیٰ کے حوالہ کر دیتا ہے، بقول مولینا رومؒ ؎

ے عاشقی چیست بگو بندۂ جاناں بُودن
دل بدستِ دگرے دادن و حیراں بُودن

جبکہ روزِ محشر کی قیامت کا تعلق عام زندگی اور روزمرہ کی عبادت سے ہے۔

این قیامت را حساب وصل یار
آں قیامت را حساب از کاروبار

(ترجمہ) اس قیامت عشق کا حساب وصالِ یار کے بارے میں ہے اور اُس قیامت محشر کا حساب عام زندگی اور دنیاوی اعمال کے متعلق ہوگا۔

(تشریح) عشق کا مقصود و منشا چونکہ ذات باری تعالیٰ کا وصال ہے لہٰذا عاشقوں کا حساب اسی سے متعلق ہوگا لیکن عام لوگوں کا حساب کتاب روزمرہ کی عمومی زندگی میں ان کے اعمال کے سلسلہ میں لیا جائے گا۔

چوں عمل یاری شود یا روئے یار
پس حساب یار چوں باشد بہ یار

(ترجمہ) جب عمل دوست کے چہرہ کا دوست بن گیا۔ پھر دوست کا حساب دوست سے کیسے ہو۔

(تشریح) جب خصوصی عمل کے ذریعہ ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ دوستی کا مرتبہ حاصل ہو جائے تو دوست کا اپنے دوست سے حساب لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

نیست در یاری حساب بیش و کم
نیست دلداری بجز مہر و کرم

(ترجمہ) دوستی میں کم یا زیادہ کا حساب نہیں ہوتا۔ دلداری مہر و کرم کے ماسوا نہیں۔
(تشریح) دوستی میں کم یا زیادہ کا لحاظ نہیں رکھا جاتا اور نہ اس کا حساب ہوتا ہے۔ وہاں تو مہربانی اور عنایت سے دلداری کی جاتی ہے۔

دل بہ دلبر خود جواب ہر سوال
خط و خالش قابلِ ہر یک و بال

(ترجمہ) دل کا دلبر کی طرف متوجہ ہونا (عشق الٰہی) خود ہر سوال کا جواب ہے اس کے خط و خال ہر مصیبت کے دفع کرنے کے قابل ہیں۔

(تشریح) عشق الٰہی خود ہی ہر سوال کا جواب ہے اور ہر گناہ کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

رحم باید بر دلِ غمگینِ من
نرم باید ایں دلِ سنگینِ من

(ترجمہ) میرے رنجیدہ دل پر رحم ہو تاکہ میرا سخت دل نرم ہو جائے۔

(تشریح) اللہ تعالےٰ سے دعا کی گئی ہے کہ میرے غم زدہ دل پر رحم فرمایا جائے تاکہ اس کی سنگدلی دور ہو کر نرمی آجائے۔

اے خدا شکرانۂ ذاتِ جمال
پردہ بکُشا از جمالِ بے زوال

(ترجمہ) اے خدا تیری ذاتِ جمال کا شکریہ۔ اپنے بے زوال جمال سے پردہ ہٹا۔

(تشریح) خدا کی ذات حسین وجمیل ہے اس کو مخاطب کر کے التجا کی گئی ہے کہ اے حسین وجمیل ذاتِ الٰہی اپنے بے زوال جمال سے پردہ ہٹا دے تاکہ اس کا دیدار کر سکوں اور تسکین پا سکوں۔

ایں دلِ شبِ کور روشن از کرم
ایں شبِ دیجُور روشن از کرم

(ترجمہ) یہ میرا سیاہ دل اور میری اندھیری رات تیرے فضل و کرم ہی سے روشن ہے۔

(تشریح) اس شعر میں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کے ذریعے سے اپنے سیاہ دل اور اندھیری راتوں کے روشن ہونے کا اعتراف کیا گیا ہے اور اس روشنی کو اس کی ایک عطا قرار دیا ہے۔

در غلامی دار منظور ایں غلام
قادرا در قبضۂ تو ہر نظام

(ترجمہ) اس غلام (غلام ربانیؒ) کو اپنی غلامی میں قبول فرما۔ اے قادرِ مطلق (اللہ تعالےٰ) ہر نظام تیرے قبضۂ قدرت میں ہے۔

(تشریح) آخر میں خدائے پاک سے دعا مانگی گئی ہے کہ اے باری تعالےٰ تو قادرِ مطلق ہے۔ ہر نظام تیرے قبضۂ قدرت میں ہے پس تو مجھ غلام (غلام ربانی) کو اپنی غلامی میں قبول فرمالے۔

در ذکر اسم ذات اقدس جل جلالہٗ

(اسمِ ذات جل جلالہٗ کے ذکر کے بیان میں)

تارِ فکر از تارِ لفظِ اسمِ ذات
دائماً پیوستہ باید ذکرِ ذات

(ترجمہ) فکر کی تار کو اسم ذات کے لفظ کی تار (سے ملا کر) ہمیشہ اور لگاتار ذاتِ الٰہی کا ذکر (کرنا) چاہیئے۔

(تشریح) اسم ذات کا لفظ اللہ ہے۔ سالک بہت فکر کے ساتھ اس لفظ کے ساتھ لگاؤ پیدا کرے اور ہمیشہ مسلسل ذکرِ ذات میں مصروف رہے۔

ہمّتِ یکتا زِ برق است تیز تر
تا حضورِ ذات رفتن بے خطر

(ترجمہ) بے مثال ہمّت بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتار ہے۔ ذاتِ اقدس کے حضور تک بے خطر جاتی ہے۔

(تشریح) ہمت بے مثال ہو تو رفتار بجلی سے بھی زیادہ تیز ہوتی ہے اور اس تیز رفتاری کے باعث چونکہ ذات باری تک رسائی آناً فاناً ہو جاتی ہے اس لئے کسی قسم کا راہ میں خطرہ نہیں ہوتا۔ بلا خوف و خطر قربِ ذاتِ الٰہی حاصل ہو جاتا ہے۔

چار حرفِ اسم منزل چہار گام
می برد از یک نفس در تیز گام

(ترجمہ) اسم ذات (اللہ) کے چار حرف چار قدم منزل ہے۔ تیز رفتاری سے ایک

سانس میں طے ہو جاتی ہے۔
(تشریح) اسم ذات کے چار حرف سلوک کی چار منزلوں کو ظاہر کرتے ہیں اور ہمت یکتا اپنی تیز رفتاری کے ذریعہ ان منازل کو ایک ہی سانس میں طے کر لیتی ہے۔

از مکاں تا لامکاں است یک قدم
بے پر و بال است زورِ ایں قدم

(ترجمہ) مکان سے لامکان تک ایک قدم ہے اس قدم کی طاقت بغیر پر و بال کے ہے۔
(تشریح) مکان سے لامکان تک ایک قدم منزل ہے اور اس ایک قدم کو کسی امداد کی حاجت نہیں۔ ذاکر عزم ارادہ کے ذریعہ ایک ہی سانس میں ذات اقدس تک پہنچ جاتا ہے۔

یک نفس از لامکاں تا ایں مکاں
رفت آمد مے کند در یک زماں

(ترجمہ) ایک سانس لامکان سے مکان تک ایک ساعت میں آتا جاتا ہے۔
(تشریح) ایک ہی سانس میں لامکان سے مکان تک آنا جانا مکمل ہوتا ہے۔

ایں سفر در گامِ ہمت تام شد
ایں حضر در دارِ وصلت نام شد

(ترجمہ) باہمّت قدم کے ذریعے یہ سفر مکمل ہوگیا اور تیرے وصل سے اس سفر کا نام حضر ہوگیا۔
(تشریح) ہمت کے ذریعے ذاتِ باری تک کا سفر ایک ہی سانس کی آمد و شد میں مکمل ہو جاتا ہے اور وصلِ ذات نصیب ہو جاتا ہے۔

کے بود دیدار دل بیدار را
کے بود رفتار دل ہوشیار را

(ترجمہ) بیدار دل کو دیدار اور ہوشیار دل کو رفتار کب حاصل ہوتی ہے۔
(تشریح) اس شعر کا تعلق اس سے پہلے شعر کے ساتھ ہے۔

زاں طرف وصل است جانم جان یار
از ورید نزدیک باشد جان یار

(ترجمہ) اس طرف سے میری جان ذاتِ مقدسہ سے واصل ہے اور ذات باری شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

(تشریح) ذات کی طرف سے وصل ہی وصل ہے یہاں تک کہ ذات الٰہی بندے کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔

گر شود بیدار جانم در بدن
جسم وجاں وصل است بے قیدِ زمن

(ترجمہ) اگر میری جان بدن میں بیدار ہو جائے تو جسم اور جان کو زمانہ کی پابندی کے بغیر (ہمیشہ کیلئے) وصل حاصل ہو جائے۔

(تشریح) ذکر الٰہی کے ذریعے روح کے بیدار ہونے کی صورت میں جسم اور روح کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذات کا وصل حاصل ہو جائے گا۔

دل درونِ سینہ خود بیدار کن
از تصور دیدنِ دلدار کن

(ترجمہ) دل کو اپنے سینہ میں بیدار کر۔ تصور سے محبوب کا دیدار کر۔

(تشریح) ذکر ذات کے ذریعہ اپنے دل کو زندہ کر اور یہ تصور کر کہ تجھے دوست کا دیدار حاصل ہے۔

منزلے پیدا بیروں از چون وچند
اندر آں بیچوں طناب دل بہ بند

(ترجمہ) وصل کی منزل چون وچرا سے پرے ہے۔ اپنے دل کی طناب (تعلق) اس بیچوں ذات کے ساتھ جوڑ لے۔

(تشریح) چون و چرا کا جب تک چکر چلتا رہتا ہے۔ منزل نہیں ملتی۔ ان سے

گزر کر منزل یعنی وصل ذات حاصل ہوتا ہے پس چاہیئے کہ اس بےچون و بےچگوں ذات کے ساتھ تعلق قائم کر لیا جائے۔

تا شوی فارغ ز اغیار مکاں
پس شوی بالغ بکوئے لامکاں

(ترجمہ) تاکہ تو ماسوا اور مکان سے فارغ ہو جائے۔ اس کے بعد تو لامکان کے کوچہ میں پہنچنے والا بنے گا۔

(تشریح) اُس بےچون و بےچگوں ذات کے ساتھ تعلق اس لئے جوڑ تاکہ تو ناسوت اور ماسوی اللہ سے فارغ ہو جائے اور اس کے بعد وصل ذات کے قابل ہو جائے۔

یا خدا بکشا درے از کوئے خود
خواہ غلامِ زار را تا کوئے خود

(ترجمہ) اے خدا اپنے کوچہ کا دروازہ کھول دے۔ اس غمزدہ غلام کو اپنے کوچہ میں بلالے۔

(تشریح) خدائے پاک سے حضرت غلام ربانیؒ نے اپنے لئے عشق کے دروازے کھولنے اور وصالِ ذات سے نوازنے کی دعا کی ہے۔

ناگوارئ حال از تنقیص طہارت

(ناقص طہارت کا طبیعت پر ناگوار گزرنا)

(نوٹ) اس نظم کے تحریر کرتے وقت حضرت صاحبؒ جامعہ قاسمیہ نئی آبادی شاہدرہ لاہور میں مقیم تھے۔ ان کے مشاہدہ میں آیا کہ امام جامعہ نے ایک وقت کی اذان دینے کے بعد غسل خانہ میں پیشاب کیا اور مٹی کے ڈھیلے سے قطرۂ پیشاب خشک کرنے کے بغیر فوراً پانی سے استنجا کر لیا اور پھر وضو کر کے نماز میں کھڑا ہو گیا۔ اُس وقت حضرت صاحبؒ صبغۃ اللہ پر اشعار تحریر فرما رہے تھے امام صاحب کی یہ غیر شرعی

حرکت دیکھ کر اُن کی طبیعت پر ناگوار گزرا اور حسب ذیل اشعار تحریر فرمائے۔

اقتداء و مقتدا پنجاب در
اکثر از رمز طہارت بے خبر

(ترجمہ) پنجاب میں امام اور مقتدی اکثر طہارت کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔

(تشریح) پنجاب میں اکثر امام اور مقتدیوں کی طہارت کے اصولوں سے ناواقفیت اور بے احتیاطی کا بیان ہوُا ہے۔

از آدابِ خاک اکثر بے خبر
آب را بر خاک مے دانند ہنر

(ترجمہ) اکثر مٹی کے آداب سے بے خبر ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ پانی کو مٹی پر برتری حاصل ہے۔

(تشریح) عوام پیشاب کرنے کے بعد قطروں کو مٹی کے ڈھیلے سے خشک کرنے کے بغیر پانی سے استنجا کر لینا کافی سمجھتے ہیں اور مٹی کی اہمیت سے بے خبر ہیں۔ یہ سراسر غلطی ہے، جس کے باعث کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں۔ اس طرح نہ وضو صحیح ہوُا نہ ہی نماز درست ہوئی۔

بے طہارت سجدہ آرد ہم قیام
اندرونش خالی از شرعی نظام

(ترجمہ) بغیر طہارت (پاکیزگی) حاصل کئے سجدہ کرتے ہیں اور قیام بھی۔ ان کا باطن شریعت کے نظام سے خالی ہے۔

(تشریح) یہ لوگ جو قطرہ پیشاب مٹی کے ڈھیلے سے خشک کئے بغیر صرف پانی سے استنجا کر لیتے ہیں ایسی حالت میں نماز پڑھتے ہیں کہ ان کو طہارت حاصل نہیں ہوتی۔ در اصل وہ شریعت کے اصولوں سے ناواقف ہیں۔

امامتِ وقت

(موجودہ زمانہ کی امامت کے بارے میں)

ضامن تکبیر اذاں منہ شدہ
آں امام محلہ چوں نوکر شدہ

(ترجمہ) محلہ کا امام جب ملازم ہو جاتا ہے تو اذان تکبیر اور وعظ کا ضامن بن جاتا ہے
(تشریح) جب امام کسی محلہ کی مسجد میں ملازم ہو جاتا ہے تو اس کی ذمہ داری صرف اتنی رہ جاتی ہے کہ اذان اور تکبیر کہے اور وعظ کہے اور اصل فرض سے غافل ہو جاتا ہے۔

کردہ اوراقِ کلام زنبیلِ خود
پُر زِ حلوہ مے کند قندیلِ خود

(ترجمہ) قرآن پاک کے اوراق کو اپنے تھیلے میں ڈال لیتا ہے۔ اپنی قندیل (پیٹ) کو حلوہ سے بھر لیتا ہے۔
(تشریح) محلہ کی مسجد کا ملازم امام کلام پاک کو تو لپیٹ کر رکھ دیتا ہے اور وہ باتیں بیان کرتا ہے اور ایسے عمل کرتا ہے جو اہل محلہ کو پسند ہوں اس طرح کھانے کے لئے اسے نعمتیں ملتی ہیں جن سے وہ اپنا پیٹ بھرتا ہے۔

رواجی پیر

پیر آگاہ نیست از کارِ حضور
بے خبر مرید از حالِ سرور

(ترجمہ) (رواجی) پیر حضورِ ذات سے واقف نہیں مرید لذت و سرور سے بے خبر ہے۔
(تشریح) آجکل پیر بننے کا رواج پڑ گیا ہے اور دنیاوی مقاصد کے لئے یہ جامہ پہن لیا ہے۔ ایسے پیروں کا یہ حال ہے کہ وہ خود حضورِ ذات سے آگاہی نہیں رکھتے اور ان کے مرید سرورِ ذکرِ ذات اور لذت و فعل ذات سے بے خبر ہیں۔

الاماں یا رب زِ رنگِ بے عمل
جُبّہ تسبیح است ایماں را خلل

(ترجمہ) یا رب ایسے رنگِ بے عمل سے الاماں۔ (ظاہر کا) جبہ اور تسبیح ایمان کے لئے خرابی ہے۔

(تشریح) یارب ایسی ظاہرداری کے اسلام کے رنگ سے پناہ دے جس میں عمل نہ ہو کیوں کہ ایسا شخص جس نے جبّہ پہن کر اور ہاتھ میں تسبیح لے کر پیروں والی صورت بنا رکھی ہو لیکن حقیقت میں اس کے پلّے کچھ نہ ہو وہ ایمان کی خرابی کا باعث ہوگا۔

باطنم بیدار از دیدار کن
خاطرِ غم خوار را تیمار کن

(ترجمہ) میرے باطن کو اپنے دیدار سے زندہ کر۔ میرے غمزدہ دل کا علاج کر۔

(تشریح) خدائے پاک سے دعا کی گئی ہے کہ وہ اپنے دیدار سے مشرف فرمائے اور اس طرح غمگین دل کا جو دیدارِ دوست کا خواہاں ہے علاج فرمائے۔

در تعریف و تمیز منازل سلوک

(سلوک کی منزلوں کی تعریف اور تمیز کے بیان میں)

از ثرا تا حدِّ اوّل آسماں
منزلِ ناسوت را باشد نشاں

(ترجمہ) تحت الثریٰ سے پہلے آسماں تک ناسوت کی منزل کا نشاں ہے۔

(تشریح) تحت الثریٰ زمین کے سب سے نچلے حصّے کو کہتے ہیں۔ پہلی منزل عالمِ ناسوت کی ہے جس سے مراد عالم اجسام یعنی دنیا ہے اس کی حد تحت الثریٰ سے آسمانِ اوّل تک ہے۔

زیں سما تا بیخِ سدرِ منتہا
منزلِ سیرِ ملکوت اے فتا

(ترجمہ) یہاں سے (آسمانِ اوّل سے) سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ تک اے نوجوان سیرِ ملکوت کی منزل ہے۔

(تشریح) سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر بیری کے درخت کو کہتے ہیں۔ دوسری منزل عالم ملکوت کہلاتی ہے۔ اس کی حد آسمان اول سے سدرۃ المنتہیٰ تک ہے

ملکوت سے مراد فرشتوں کا عالم یا عالمِ ارواح و عالمِ غیب ہے۔

ہم زِ سدرۃ تا برِ عرشِ بریں
سیرِ اسرارِ جبروت اے مہیں

(ترجمہ) سدرۃ المنتہیٰ سے عرشِ بریں تک اے بزرگ اسرارِ جبروت کی سیر ہے۔

(تشریح) عرش سے مراد ہے سب سے اوپر کا آسمان جو تمام آسمانوں کو محیط ہے۔ جبروت سے مراد اللہ تعالےٰ کا جلال اور عظمت، تقدس اور بڑائی ہے۔ تیسری منزل عالمِ جبروت ہے جو سدرۃ المنتہیٰ سے عرشِ بریں تک ہے اور اللہ تعالےٰ کے اسرارِ ذات، اس کی بڑائی اور تقدس کا مقام ہے۔

از فرازِ عرش تا در لامکاں
منزلِ لاہوت سیرش بے نشاں

(ترجمہ) عرش سے لے کر لامکاں کے اندر تک منزلِ لاہوت ہے جس کی سیر کی کوئی حد نہیں۔

(تشریح) لامکاں سے مراد ذات واحد جو مکان و اطراف سے پاک ہے۔ چوتھی منزل عالمِ لاہوت ہے جو عرش کے اوپر سے لامکاں تک ہے۔ جس کی کوئی حدّ و انتہا نہیں یہ ذاتِ باری تعالےٰ کی منزل ہے جو حدود و قیود سے پاک ہے۔ بے نشاں سے مراد عالمِ حیرت ہے۔ اس منزل پر سالک مبہوت ہو کر رہ جاتا ہے اور اسے کچھ ہوش نہیں رہتا۔

ہمتِ سرہندیاں را بند نیست
نقشبنداں بند اندر بند نیست

(ترجمہ) سرہندیوں کی ہمت میں رکاوٹ نہیں۔ نقشبندی کسی رکاوٹ میں گھرے ہوئے نہیں۔

(تشریح) حضرت مجدد الف ثانی سرہندیؒ کے سلسلہ میں منسلک ذاکرین کی ہمت اور جستجو اور اس سے آگے حضرت بہاؤ الدین نقشبندیؒ سے تعلق رکھنے والے سالکین

کسی حجاب منزل میں محجوب نہیں ہیں۔

توسنِ فکرش بیروں از ہفت چرخ
درپسِ پایش فتادہ فرشِ چرخ

(ترجمہ) اس کے فکر کا گھوڑا سات آسمان سے باہر ہے۔ آسمان کا فرش اس کے پاؤں سے پیچھے رہ جاتا ہے۔

(تشریح) سرہندی اور نقشبندی ذاکرین کی پرواز سات آسمانوں کو اپنے پیچھے چھوڑ کر اُن سے آگے نکل جاتی ہے اور عالمِ لاہوت پر جا پہنچتی ہے۔

خاتمِ منزل حروفِ اسمِ ذات
واصلِ دلبر حضورِ معنیٔ ذات

(ترجمہ) اسمِ ذات کے حروف پر منزل ختم ہوئی اور ذات پاک کی حضوری پر محبوب کا وصل حاصل ہؤا۔

(تشریح) اسمِ ذات کے حروف کے ذریعے ذاکر کی تمام منزلیں اختتام کو پہنچ جاتی ہیں اور جب ذاکر حضور ذات میں پہنچ جاتا ہے تو اسے وصل ذات حاصل ہو جاتا ہے

عاشقے خواہی رہ کشمیر گیر
دلبرے از سیدپوریؒ پیر گیر

(ترجمہ) اگر تو عاشقِ ذات بننا چاہتا ہے تو کشمیر جا اور حضرت (شمس الدینؒ) کو پیر پکڑ۔

(تشریح) جو عاشقِ الٰہی بننے کی خواہش رکھتا ہے، وہ کشمیر کے راستہ پر جا کر حضرت شمس الدین سیدپُوریؒ سے بیعت کرے کیونکہ وہ ایک پیر کامل ہیں۔

اضطراب شور و غوغا در گڑنگ
از شراب سیدپوری گشتہ رنگ

(ترجمہ) گڑنگ میں اضطراب اور شور و غوغا پر سیدپوریؒ کی شراب سے رنگ چڑھا ہے۔

(تشریح) گرڑنگ حضرت کا آبائی وطن ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت غلام ربانیؒ کو جو بے چینی اور بے قراری طلب ذات میں ملی ہے وہ حضرت شمس الدین سید پوریؒ کا فیض ہے۔

چہار منزل از چہار حروف اسم ذات قطع شود
در وقت ادائے ذکر و فکر حضوری یعنی

منزلِ ناسوت۔ منزلِ ملکوت۔ منزلِ جبروت۔ منزلِ لاہوت

(ترجمہ) (دل سے اللہ کہہ کر) حاضری کی فکر اور یکسوئی کے ساتھ ذکر کرتے وقت اسم ذات کے چاروں حروف کے ذریعے عالمِ ناسوت۔ عالمِ ملکوت عالمِ جبروت اور عالم لاہوت کی چاروں منزلیں طے ہو جاتی ہیں۔

ناسوت از الف	(الف سے ناسوت)
ملکوت از لام اول مدغم	(لام اول سے جو دوسرے لام سے ملا ہوا ہے، ملکوت)
جبروت از لام ثانی مدید	(لام ثانی سے جبروت)
لاہوت از حرف ھا	(حرف ھا سے لاہوت)

چنانچہ در نظم گفتہ شدہ

(چنانچہ نظم کی صورت میں بیان کیا گیا)

از الف اوّل قدم برداشتن
رخصت از ناسوتِ خود پنداشتن

(ترجمہ) الف سے پہلا قدم اٹھانا سمجھ لیا جائے کہ اپنے ناسوت (خاکی جسم) سے رخصت ہو جانا ہے۔

(تشریح) ذاکر جب تصور میں اسم ذات کا پہلا حرف الف ادا کر لیتا ہے تو منزلِ ناسوت طے ہو جاتی ہے۔

گام ثانی لام باشد و مد است
منزلِ حدِ ملکوت آمد است

(ترجمہ) دوسرا قدم (اسم ذات کا) لام اور مدّ ہے۔ یہاں منزلِ ملکوت کی انتہا آ جاتی ہے۔

(تشریح) دوسرا قدم اٹھانے سے یعنی لام اول ادا کرنے سے منزلِ ملکوت طے پا جاتی ہے۔

گامِ ثالث لام مُدغم با مدید
زورقِ ما تا جبرُوت مے کشید

(ترجمہ) تیسرا قدم تشدید والا مدغم لام ثانی ہے جو ہماری کشتی کو جبروت سے کھینچ کر لے جاتا ہے۔

(تشریح) لام ثانی مدغم ادا کرنے پر تیسری منزل جبروت بھی کٹ جاتی ہے۔

دورِ ھاء در دارِ لاھُتم قرار
ختمِ رفتارِ زیارت فکرِ یار

(ترجمہ) حرف ھاء سے منزل لاہوت میں رسائی ہوتی ہے۔ دوست کے دیدار کے فکر کی منزل ختم ہو جاتی ہے۔

(تشریح) ھاء کا حرف ادا کر کے ذاکر لاہوت کی منزل میں پہنچ جاتا ہے اور پرواز ختم ہو کر وصلِ ذات نصیب ہو جاتا ہے۔

سیر الی اللہ ختم شد بر حرف ھاء
سیر من اللہ شد نزول از حرف ھاء

(ترجمہ) اللہ کی طرف کا سفر حرف ھاء کی ادائیگی پر ختم ہو جاتا ہے اور اسی حرف ھاء سے ذات الٰہی کی جانب سے سیر کا نزول ہوتا ہے۔

(تشریح) ھاء کے حرف پر ذاکر کی پرواز ختم ہونے پر اسی حرف ھاء سے ذات باری کی توجہ کا سفر ذاکر کی جانب اس کی تربیت کے لئے شروع ہو جاتا ہے۔

سیر الی اللہ اور سیر من اللہ دو درجے ہیں تعلق مع اللہ کے سیر الی اللہ ایسی ذاکرانہ فاکرانہ سیر جانب اللہ ہے جو ذاکر اپنے ذکر و فکر کے ساتھ اپنے تصوّر سے ذات تک کے چار منازل یعنی منزلِ ناسوت، منزلِ ملکوت، منزلِ جبروت اور منزلِ لاہوت طے کرکے وصالِ ذات پاتا ہے یہ محدودی سیر ہے جس میں حقیقتاً نفس کے رذیلہ خصلات کی اصلاح مقصود ہوتی ہے۔ جب ان خصلات کا علاج مکمل ہو جاتا ہے تو ذاکر پر انوار و اسرارِ ذکر منکشف ہوتے ہیں اور وہ ہر حال میں متوجہ الی الذّات ہو جاتا ہے۔ لہٰذا سیر الی اللہ ایک تعلق مع اللہ ہے جس کے قائم ہو جانے سے سیر الی اللہ ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس سیر من اللہ ہے یعنی ذاتِ باری تعالےٰ ذاکر پر اپنی ذات، صفات و اسماء کے انوار و اسرار منکشف کرتے ہیں تربیتاً جس سے مراد یہ ہے کہ تعلق مع اللہ میں مزید ترقی ہوتی ہے اور یہ ایسا تعلق ہے جو غیر محدودی ہے۔

(ماخوذ از شریعت و طریقت مرتبہ مولوی محمد دین حنفی چشتی)

درمیان ہر دو سیر است اسمِ ذات
چوں دلال آگاہ رمزِ وصلِ ذات

(ترجمہ) دونوں سیروں (سیر الی اللہ اور سیر من اللہ) کے درمیان اسمِ ذات ہے۔ (جو) دلال کی طرح وصل ذات کی رمز سے واقف ہے۔

(تشریح) سیر الی اللہ اور سیر من اللہ دونوں کے درمیان اسم ذات (اللّٰہ) رابطہ کا کام دیتا ہے۔ چونکہ یہ اسم ذات وصل ذات کے اصولوں سے واقف ہے، اس لئے سالک کو وصل ذات میں رہنمائی اور آسانی ہوتی ہے۔

طالبِ عبدیت از ناسوت آغاز
طالبِ تربیت از لاہوت آغاز

(ترجمہ) عبدیت کا طالب ناسوت سے آغاز کرتا ہے۔ تربیت کا طالب تربیت لاہوت سے آغاز کرتا ہے۔

(تشریح) ذاکر جو طالبِ عبدیت ہے تلاشِ ذات منزلِ ناسوت سے جو عالمِ اجسام

ہے شروع کرتا ہے اور چاروں منازل طے کرتا ہوُا عالمِ لاہوت میں پہنچ جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ ذاکر کی تربیت اور ہدایت لاہوت سے شروع فرماتے ہیں۔

عبدیت مائل بسوئے تربیت
تربیت مائل بسوئے عبدیت

(ترجمہ) عبدیت تربیت کی طرف اور تربیت عبدیت کی طرف مائل ہے۔
(تشریح) بندہ ذات اقدس کی طرف متوجہ اور مشتاق ہے تو ذات اقدس بھی بندہ کی جانب اس کی تربیت اور ہدایت کے لئے متوجہ اور مشتاق ہوتی ہے۔

تربیتِ عاشق مرادش عبدیت
عبدیتِ عاشق مرادش تربیت

(ترجمہ) عاشق کی تربیت سے مراد اس کی عبدیت ہے اور عاشق کی عبدیت سے مراد اس کی تربیت ہے۔
(تشریح) ذات باری تعالےٰ بندگی کی عاشق ہے اور بندگی بھی اس ذاتِ ربوبیت کی عاشق ہے۔

ہر دو عاشق ہر دو معشوق بوالعجب
ہر دو طالب ہر دو مطلوب العجب

(ترجمہ) عجیب بات ہے کہ دونوں عاشق اور طالب بھی ہیں اور معشوق و مطلوب بھی ہیں۔

(تشریح) اس حقیقت کو عجیب کیفیت بیان کیا گیا ہے کہ ذات اقدس اور ذاکر بیک وقت ایک دوسرے کے عاشق اور طالب بھی ہیں اور معشوق و مطلوب بھی۔ ذاکر جب ذاتِ اقدس کا طالب ہے اور محبت رکھتا ہے تو وہ عاشق و طالب اور ذاتِ اقدس معشوق ومطلوب ہے اور اُدھر ذات اقدس بھی ذاکر کی طالب و عاشق ہے تو ذاکر مطلوب ومعشوق ہے۔

ہر یکے مسرور از سیر خود است　　　ہر یکے مشکور از سیر خود است

(ترجمہ) ہر ایک اپنی سیر سے مسرور اور مشکور ہے۔
(تشریح) ذاکر اپنی سیر الی اللہ سے بندگی پر خوش اور مشکور ہے اور ذات اقدس سیر من اللہ سے اپنی رحمانیت پر خوش ہے۔

عبدیت را تحفۂ از بندگی
تربیت را تحفۂ پروردگی

(ترجمہ) عبدیت کا تحفہ بندگی اور تربیت کا تحفہ پروردگی ہے
(تشریح) ذاکر ذاتِ باری کے حضور بندگی کا تحفہ پیش کرتا ہے اور ذات اقدس تربیتاً اس کی پرورش فرماتی یعنی انوار و اسرار اور رحمانیت و ہدایت نازل فرماتی ہے۔

عاشق عبدیت از ناسُوت رفت
دلبر تربیت از لاہوت جست

(ترجمہ) ذاکر عاشق ناسوت سے روانہ ہوُا ذات اقدس معشوق نے لاہوت سے چھلانگ لگائی۔

(تشریح) ذاکر جب طلبِ الٰہی میں ذکر شروع کرتا ہے تو ذات اقدس اسے لینے کے لئے تیزی سے آگے بڑھتی ہے۔ رسول پاکؐ کی ایک حدیث شریف مسلم میں روایت کی گئی ہے۔ جس کا ایک حصہ یہ ہے کہ اللہ عزّ و جل فرماتا ہے کہ جو مجھ سے نزدیکی چاہنے گا ایک بالشت برابر تو میں اس کا قرب ہاتھ بھر چاہوں گا اور جو میرا قرب ہاتھ برابر چاہے گا تو میں اس سے دو ہاتھ کے برابر قرب چاہوں گا اور جو میرے پاس قدم قدم چلتا آئے گا تو اس کی طرف میں جھپٹتا آؤں گا۔

در مقامِ منزل لام مدید
عاشقِ مہجور روئے یار دید

(ترجمہ) لام مدید کی منزل کے مقام سے عاشق مہجور نے دوست کا دیدار کر لیا۔
(تشریح) دورانِ ذکر ذاکر لام ثانی ادا کرکے جو منزلِ جبروت ہے منزل لاہوت میں داخل ہوتا ہے جو عالم ذات ہے اور زیارتِ ذاتِ اقدس سے مشرف ہوتا ہے۔

از خودی بیخود ز سُکرِ وصلِ یار
در آغوشِ یار باعزّ و وقار

(ترجمہ) دوست کے وصل کے نشہ میں اپنی ذات سے بے خود ہوکر اپنے دوست کی گود میں چلا جاتا ہے۔

(تشریح) ذاکر کو جب متواتر ذکر سے وصلِ یار نصیب ہوجاتا ہے تو وہ اتنا مست ہو جاتا ہے کہ اپنی ذات ہی سے بے خود ہو جاتا ہے اور اسے بڑے عزّ و وقار کے ساتھ اپنے محبوب کے آغوش میں پہنچنے کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔

اسمِ ذات معراجِ اہلِ ہمتاں
اسمِ ذات تاج و راجِ عاشقاں

(ترجمہ) اسمِ ذات ہمت والوں کی معراج اور عاشقوں کے لئے تاج شاہی اور حکومت ہے۔

(تشریح) ذاکر اسمِ ذات کے ذریعہ منزلِ ناسوت سے منزل لاہوت پر پہنچ جاتا ہے اور یہ اس کی معراج ہے اور ان عشاق ذاتِ الٰہی کے نزدیک یہ ایک بادشاہت اور سلطنت ہے۔

اسمِ ذات است تارِ برق روئے یار
از تعلق بلبِ دل شد نور و نار

(ترجمہ) اسمِ ذات دوست کے چہرے کی تار برقی ہے، اس کے ساتھ تعلق سے دل کا بلب روشن اور منوّر ہو گیا۔

(تشریح) اس شعر میں وضاحت اور سمجھانے کے لئے اسمِ ذات کو تار برقی سے چہرۂ دوست کو پاور ہاؤس سے اور دل کو بلب سے تشبیہ دی گئی ہے جس طرح تار برقی کے ذریعے پاور ہاؤس سے بجلی کی رو بلب میں پہنچ کر اسے روشن کر دیتی ہے اسی طرح اسمِ ذات (اللہ) ایک رابطہ کے طور پر ذاتِ اقدس کے انوار و تجلیات دلِ ذاکر تک پہنچا کر اس کی سیاہی دور کرتا اور روشن و منور کر دیتا ہے۔

آں تعلق بستہ با رُخسارِ یار
تربیت یارب زنامِ خود بیار

(ترجمہ) وہ تعلق دوست کے رخسار سے بندھا ہوُا ہے۔ اے رب اپنے نام پاک سے تربیت فرما۔

(تشریح) یہ بیان کرکے کہ دلِ ذاکر کا تعلق دوست کے چہرہ سے قائم ہے خدا سے دعا فرمائی گئی ہے کہ اے خدا اپنے نام پاک کے ذریعے تربیت فرما۔

آں خیالش بستہ با ذات غفار
غایتِ جملہ عبادت بے شمار

(ترجمہ) ذاتِ غفّار کے ساتھ اس تعلق کا خیال باندھ کر رکھنا تمام عبادتوں کی بڑی غرض و غایت ہے۔

(تشریح) تمام عبادات کی غرض و غایت اور روح یہی ہے کہ بندہ یہ بات ذہن نشین رکھے کہ اسم ذات کے ذریعے اس کا براہِ راست تعلق ذات باری تعالےٰ کے ساتھ ہے اور ذکر کے ذریعہ دل کی سیاہی دور ہوتی ہے اور نور پیدا ہوتا ہے۔

در عبادت بیش و کم باشد شمار
بے شمار است بے حساب است روئے یار

(ترجمہ) عبادت میں کم اور زیادہ کا شمار ہوتا ہے۔ ذاتِ باری سے تعلق بے حساب اور بے شمار ہے۔

(تشریح) عام عبادات کے بارے میں یہ شمار کیا جاتا ہے کہ وہ کم ہیں یا زیادہ۔ لیکن ذکر کے ذریعہ جو تعلق مع اللہ قائم ہوتا ہے، بے حد و حساب ہے اور وہ کسی گنتی اور شمار میں نہیں آسکتا۔

پورِ سید پورے غلام دلفگار
ذوقیت دائمً زنام خود بیار

(ترجمہ) غلامِ دلفگار (غلام ربانی) کو حضرت سید پوریؒ سے نسبت ہے۔ اپنے

نام سے اس میں ہمیشہ کا ذوق پیدا کر۔

(تشریح) حضرت شمس الدین سید پوریؒ سے اپنی حلقہ بگوشی اور نسبت کا ذکر کر کے اللہ تعالےٰ سے دعا کی گئی ہے کہ اے باری تعالےٰ تو اپنے نام پاک کی برکت سے میرے دل میں ہمیشہ قائم رہنے والے ذکر کا ذوق پیدا کر دے۔

تا حشر زخم دلش ناسور دار
تاب زخمش دور از کافور دار

(ترجمہ) (اے خدا) اُس کے دل کے زخم کو حشر تک ناسور کی طرح رکھ اور اس کے زخم کو کافور سے دور رکھ۔

(تشریح) عشق ذات میں تاحشر تڑپتے رہنے کی دعا کی گئی ہے۔

اسمِ ذات است از نزولات الہ
سیرِ من اللہ، سیر الی اللہ از الہ

(ترجمہ) اسم ذات، سیر من اللہ اور سیر الی اللہ ذات باری کے اتارے ہوئے (تحائف) ہیں۔

(تشریح. ذاکر کو ذکرِ اسمِ ذات کی توفیق عطا ہونا اور اُس سے سیر الی اللہ اور سیر من اللہ کا حاصل ہونا ذات باری کا انعام قرار دیا گیا ہے۔ یہ انعام وتحائف تنزّلات ستّہ سے ہیں جو یہ ہیں: ذات، صفات، اسماء، افعال، قرآن، نبی اور امکان۔

صبغۃ اللہ از دو حرف لَا اِلٰہ
در لباسِ خلق اثبات اِلٰہ

(ترجمہ) اللہ کا رنگ لَا اور اِلٰہَ دو حرفوں میں ہے۔ مخلوق کے وجود میں معبود کا ثبوت ہے۔

(تشریح) لَا اِلٰہَ کے دو لفظ جو کسی معبود کی نفی کرتے ہیں اللہ کا رنگ ہے جو سب طرف سے مخلوق کا تعلق ختم کر کے اس ایک معبود کے ساتھ تعلق جوڑتا ہے جس کا ثبوت مخلوق کی صورت میں ملتا ہے کہ اس کا کوئی خالق ہے اور وہی لائق

عبادت ہے۔

نازو نعمت سازو دارِغ ایں جہاں
دغدغۂ وصل بہرِ عاشقاں

(ترجمہ) اس دنیا کے عیش و عشرت اور خوشی اور غم عاشقانِ (الٰہی) کے لئے وصلِ ذات کے لئے ایک دغدغہ (فکرمندی) ہیں۔

(تشریح) دنیا کی عیش و عشرت اور خوشی اور غم کی زندگی عاشق صادق کو فکرمند کر دیتی ہے کہ کہیں اس زندگی کی وجہ سے وصلِ ذات سے محروم نہ ہو جاؤں۔

از مذاقِ حول و قوّہ شمّہ گیر
مظہرِ تکوینِ حق از نسمہ گیر

(ترجمہ) حول ولا قوۃ کے مذاق سے تھوڑی سی بُو سونگھ، حق تعالیٰ کی صفتِ تکوین کا مشاہدہ سانس سے کر۔

(تشریح) اس سے پہلے شعر میں جو دنیا کے عیش و عشرت اور خوشی اور غم سے وصلِ ذات میں رکاوٹ کا جو خطرہ محسوس کیا گیا تھا اس کا علاج بتایا گیا ہے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ کے ذریعہ اعانت طلب کر اور ذاتِ باری کی قوت کا مشاہدہ کر۔

در شہادت جملہ تنزیلات اند
ہر چہ بینی جملہ رنگِ ذات اند

(ترجمہ) تمام اتاری ہوئی چیزیں ظاہر ہیں۔ جو کچھ تو دیکھتا ہے وہ سب ذاتِ باری کا رنگ ہیں۔

(تشریح) دنیا میں جو کچھ ہے سب عطاء الٰہی ہے اور جو کچھ ہم دیکھتے ہیں وہ صفاتِ الٰہی کا مظہر ہے۔

منازل در جسم

(جسم میں منازلِ سلوک طے ہونے کا بیان)

جسمِ ذاکر منزلِ ناسوت شد ذکرِ ذاکر منزلِ ملکوت شد

(ترجمہ) ذاکر کا جسم تو ناسوت کی منزل ہے اور ذاکر کا ذکر ملکوت (عالم ملائکہ) کی منزل ہے۔

(تشریح) ذاکر جسمانی لحاظ سے ناسوت کی منزل میں ہوتا ہے لیکن ذکر ذات کے ذریعے منازلِ سلوک طے کرتے ہوئے ملکوت کی منزل میں پہنچ جاتا ہے۔

جملہ حسنٰی اعنٰی اسماء کرام
از جبروت است اورادِ تمام

(ترجمہ) تمام حُسنٰی یعنی اسماء ذات منزل جبروت کے وظائف ہیں۔

(تشریح) اسماءِ مقدسہ کا تعلق منزلِ جبروت سے ہے منزل جبروت سلوک کی تیسری منزل ہے جو سدرۃ المنتہیٰ سے عرش بریں تک ہے۔ اس کے بعد چوتھی اور آخری منزل لاہوت کی آتی ہے۔ جبروت سے مراد ذات کی جلالت وعظمت، کبریائی اور تقدس ہے۔

خیال و فکرِ ذات لاہوتی مقام
باحضور و باسرور اے نیک نام

(ترجمہ) حضور اور سرور کے ساتھ ذات مقدسہ کا خیال اور فکر منزل لاہوت کا مقام ہے۔

(تشریح) ذاکر جب توجہ، فکر اور حضور قلب سے ذکرِ ذات کرتا ہے جس میں اسے سرور بھی ملتا ہے تو اس کا تعلق منزل لاہوت سے قائم ہو جاتا ہے۔

گر بہ بیداری بود کسبی بود
زنجذاب وسُکر موہوبی بود

(ترجمہ) اگر (یہ منازل) بیداری کی حالت میں (طے) ہوں تو کسبی (محنت اور کوشش کا نتیجہ) ہوں گے۔ جذب اور مدہوشی میں (طے ہوں) تو موہوبی (ذاتِ اقدس کا عطیہ) ہونگے۔

(تشریح) بحالت بیداری محنت و کوشش سے منازل سلوک کا طے کرنا کسبی کہلاتا

ہے اور جذب و مستی اور مدہوشی کی حالت میں طے کرنا موہوبی کہلاتا ہے۔

اختیار از حالِ بیداری بود
اضطرار از حالِ سُکرانی بود

(ترجمہ) بیداری کی حالت میں (ذاکر کے) اختیار سے ہے (اور) سُکر کی حالت میں اضطراراً ہے۔

(تشریح) منازل سلوک بیداری کی حالت میں طے ہوں تو اسمیں ذاکر کی اپنی کوشش اور محنت کو دخل ہوتا ہے لیکن سُکر کی حالت میں طے ہونے والے منازل ذاکر کے اختیاری نہیں ہوتے وہ اس حالت میں مضطرب اور پریشان ہو گا۔

ہر دو محبوب است زِد یارب فَزِد
ہر دو مقصود است زِد یارب فَزِد

(ترجمہ) دونو حالتیں محبوب اور مقصود ہیں۔ اے خدا ان کو اور زیادہ کر۔

(تشریح) منازِل سلوک کا طے ہونا خواہ کسبی ہو یا وہبی دونوں ہی محبوب اور مقصود ہیں۔ ان میں مزید ترقی کی دعا کی گئی ہے۔

پائیدار اندر غلامی ایں غلام
یا کثیر العفو یا فضلِ تمام

(ترجمہ) اے بہت معاف کرنے والے اور مکمل فضل والے اس غلام کو (اپنی) غلامی میں ثابت قدم رکھ۔

(تشریح) خدائے پاک سے اس کی غلامی اور اطاعت میں ثابت قدم اور قائم رہنے کی دعا کی گئی ہے۔

تعلق گناہ

(گناہ سے تعلق کے بارے میں)

معصیت محتاج سوئے مغفرت
مغفرت مشتاق سوئے معصیت

(ترجمہ) گناہ مغفرت کا محتاج ہے۔ مغفرت گناہ کی مشتاق ہے۔
(تشریح) بندہ سے گناہ کا سرزد ہونا فطری امر ہے اور گناہ بخشش کا محتاج ہے۔ اُدھر ذاتِ باری تعالےٰ معصیت کی بخشش پر مشتاق ہے تاکہ اس کی صفتِ غفار کا ظہور ہو۔ بندہ جو گناہ کر کے اپنے خالق کے حضور خلوصِ دل کے ساتھ گناہ سے توبہ کرتا ہے تو خدا تعالےٰ کی صفت غفاری جوش میں آتی ہے اور گناہ کی بخشش فرمائی جاتی ہے۔ بقول رباعی ؎

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ — گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہِ ما درگہِ نومیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

چیست عصیاں رمزِ دعوت در دعا
مغفرت رمزِ اجابت از خدا

(ترجمہ) گناہ کیا چیز ہے؟ دعا میں التجا کا اشارہ ہے اور مغفرت خدا کی طرف سے اس کی مقبولیت کا اشارہ ہے۔
(تشریح) گناہ کا سرزد ہونا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ بندہ اپنے خالق حقیقی سے دعا کرے اور اپنی اس لغزش پر نادم و پشیمان ہو کر اس سے مغفرت کی التجا کرے۔ بندہ کی یہ التجا بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہو جائے تو یہ مغفرت ہے۔

رمز را با رمز باشد انتساب
تربیت با عبدیت دارد کتاب

(ترجمہ) رمز کو رمز سے نسبت ہے۔ (جیسے) تربیت کو عبدیت سے مناسبت ہے۔
(تشریح) گناہ کی رمزِ دعوت اور مغفرت کی رمز اجابت میں ایسی ہی نسبت ہے جیسی نسبت ہدایت الٰہی اور عبدیت بشری میں ہے جس طرح بندہ خدا کی بندگی کر کے اس کی ہدایت حاصل کرتا ہے اسی طرح گناہ پر توبہ اور استغفار کر کے اُس کی مغفرت کا مستحق بنتا ہے۔

غزل

در احاطۂ دلِ مضطرب

(بے قرار دل کے)

محشری در سینہ دارم شور و غوغا کُو بکُو
منزلی در سینہ دارم سوز و سودا سُو بسُو

(ترجمہ ۱) میرے سینہ میں ایک محشر (بپا) ہے۔ (لیکن میرا) شور و غوغا کوچہ بہ کوچہ ہے۔ میری منزل میرے سینہ میں ہے، (مگر میں) (ہر طرف تڑپ اور دیوانگی میں (پھر رہا) ہوں۔

(تشریح) طالب مولیٰ کے دل میں عشق الہٰی کا ایک محشر بپا ہے اور وہ اُس کی تڑپ سے حالتِ دیوانگی میں ہر طرف اور ہر جگہ محبوب کی تلاش میں شور و غل کرتا پھر رہا ہے حالاں کہ ذاتِ باری تعالےٰ جو اس کی منزل ہے خود اس کی ذات میں موجود ہے لیکن اسے معلوم نہیں لہٰذا بے قرار ہے۔

در درونم عشقِ لیلیٰ در درونم شوقِ لیلیٰ
در درونم حسنِ لیلیٰ در درونم جُستہ جُو
محشری در سینہ دارم شور و غوغا کُو بکُو

(ترجمہ ۲) لیلیٰ کا عشق شوق اور حُسن اور اس کی تلاش سب میرے اندر موجود ہے (لیکن) میرے سینے میں ایک محشر بپا ہے اور میں کوچہ بہ کوچہ شور و غوغا کرتا پھرتا ہوں۔

(تشریح) عاشقِ الہٰی اپنے دل میں ذاتِ الہٰی کے لئے عشق، شوق اور طلب موجود پاتا ہے لیکن حجاباتِ امکانی کے باعث ذات تک اس کی رسائی نہیں ہوتی، اس لئے بے حد مضطرب اور پریشان ہے اور آہ و نالہ کر رہا ہے۔

در درونم اللہ اللہ　　در درونم راز و ناز
در درونم آہ و آہ　　در درونم ہُو بہُو
محشری در سینہ دارم　　شور و غوغا کُو بکُو

(ترجمہ) میرے اندر (دل میں) اللہ اللہ ہے۔ میرے اندر (دل میں) راز و ناز بھی ہے۔ میرے دل میں آہ و زاری بھی ہے اور اللہ کی ھو کی آواز بھی ہے۔ میرے دل میں ایک محشر بپا ہے اور میں کوچہ کوچہ آہ و فغاں کرتا پھرتا ہوں۔

(تشریح) میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد، محبت، ذوق و شوق اور آہ و گریہ سب ہی موجود ہیں جس سے میرے سینہ میں ایک قیامت بپا ہے لیکن میں پھر بھی گلی کوچہ میں شور و غوغا کرتا پھرتا ہوں۔ جو امکانی حجابات کے باعث ہے۔

روئے خوباں در درونم　　کوئے خوباں در درونم
بوئے خوباں در درونم　　وصل خوباں ہائے ہُو
محشری در سینہ دارم　　شور و غوغا کُو بکُو

(ترجمہ) محبوب کا چہرہ، کوچہ اور بُو میرے دل میں ہے، (لیکن) وصل (کی محرومی سے) نالہ و فریاد کر رہا ہوں۔ میرے دل میں محشر بپا ہے اور کوچہ بکوچہ آہ و فغاں کرتا پھرتا ہوں۔

(تشریح) ذاتِ باری کی ذات و صفات اور سرور سب دل میں موجود ہونے کے باوجود وصل سے محرومی کے باعث سینہ میں ایک محشر بپا ہے اور نالہ و فریاد کرتا پھرتا ہوں۔

ابراہیم اندر درونم　　اسماعیل اندر درونم
خنجرے اندر درونم　　خوں بہائے خوں بجو
محشرے در سینہ دارم　　شور و غوغا کُو بکُو

(ترجمہ) میرے دل میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ (کا خلوص) موجود ہے اور خنجر اور خون بہا بھی ہے، میرے دل میں ایک محشر بپا ہے اور کوچہ بکوچہ شور و غوغا کرتا پھرتا ہوں۔

(تشریح) اس شعر میں مثالی قربانی کی طرف اشارہ ہے کہ حکم خداوندی کی اطاعت میں حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے کی قربانی اور حضرت اسمٰعیلؑ اپنی جان کی قربانی کے لئے تیار ہیں۔ چھُری حکمِ خدا سے کام نہیں کرتی اور گوسفند بطور قصاص ع ا ہوتا ہے۔ سالک کہتا ہے یہ سب میرے دل میں ہے لیکن میرا دل بے تاب و بے قرار ہے اور میں آہ و فغاں کرتا پھرتا ہوں۔

اسمِ ذات اندر درونم ذاتِ ذات اندر درونم
روئے ذات اندر درونم خط و خالش گو بگو
محشرے در سینہ دارم شور و غوغا کُو بکُو

(ترجمہ) ذات باری کا اسم بلکہ خود ذات اور روئے ذات میرے دل میں ہے اور میں خط و خال کی گفتگو میں مصروف ہوں، دل میں ایک محشر رکھتا ہوں اور شور و غوغا کرتا پھرتا ہوں۔

(تشریح) ذات باری کا بندہ سے انتہائی قرُب اور معیّت کا بیان ہوا ہے لیکن بندہ خدا کی صفات میں مصروف ہے۔ نتیجہ بے قراری و اضطراب اور آہ و بکا یہ معیّتِ ذات ذاتاً نہیں۔ بلکہ تصرفاً۔ قدرتاً۔ علماً اور ارادتاً ہے۔ اس فرق کی تمیز ضروری ہے۔

بے قرار است این نظام بے قرار است خاص و عام
بے قرار است این غلام در آرزو از تو بتو
محشرے در سینہ دارم شور و غوغا کُو بکُو
منزلے در سینہ دارم سوز و سودا سُو بسُو

(ترجمہ) یہ نظامِ عالم اور (یہاں کے) خاص و عام بے قرار ہیں۔ یہ غلام ذاتِ باری کی آرزو میں بے قرار ہے۔ میرے سینے میں ایک محشر بپا ہے اور میں شور و غوغا کوچہ بکوچہ کرتا پھرتا ہوں۔ میری منزل میرے سینے میں ہے اور میں ہر طرف تڑپ اور دیوانگی میں پھر رہا ہوں۔

(تشریح) طلب اور عشقِ ذات باری میں ہر خاص و عام کی بے قراری کے ساتھ اپنے اضطراب کا ذکر کیا ہے اور ذات کی عدم معرفت سے اپنی تڑپ اور آہ وفغاں کا بیان کیا گیا ہے۔

خاتمۂ عشق

(عشق کے خاتمہ کے بیان میں)

انتہائے درد و داغ از اشتیاقِ سوز و ساز
ابتدا از رازِ وناز، انتہا سوز و گداز

(ترجمہ) رنج وغم کی انتہا جلن تڑپ کے شوق سے ہے ابتدا راز و ناز سے ہے اور انتہا سوز و گداز پر۔

(تشریح) عشق کی جلن اور لذت کے شوق کی انتہا رنج وغم پر ہوتی ہے اور عاشق مضطرب اور بے قرار رہتا ہے کیوں کہ عشق کی ابتداء راز و نیاز اور کیف و سرور سے ہوتی ہے اور انتہا فراق کی جلن اور تڑپ پر ہوتی ہے۔ بقول شاعر

ع کہ عشق آساں نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا

بے خبر از کارِ غم، برسرش انبارِ غم
در برش خارِ غم، زہرِ ہجراں دم بدم

(ترجمہ) رنج وغم سے بے خبر، اس کے سر پر غم کا پہاڑ، اس کے پہلو میں غم کا زخم اور ہر وقت جدائی کا غم۔

(تشریح) ابتدا میں عاشق کو عشق کے درد وغم کی کچھ خبر نہیں ہوتی لیکن بعد میں فراقِ یار کے درد اور سینہ کے زخم سے اس پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے۔ طالبِ ذاتِ باری ابتدا میں لذت و سرور محسوس کرتا ہے لیکن بعد کے درد و کرب کی اُسے کوئی خبر نہیں ہوتی لیکن جوں جوں اُس کا عشق بڑھتا جاتا ہے وصال کے لئے تڑپ تیز ہوتی جاتی ہے اور مضطر و بے قرار رہنے لگتا ہے۔

از جلالِ عشق گو　　از جمالِ عشق گو
از کمالِ عشق گو　　گفتہ گوئے خوب رُو

(ترجمہ) عشق کے جلال، جمال اور کمال سے صاحبِ حسن و جمال کے بارے میں گفتگو کر۔

(تشریح) عاشق باری تعالےٰ کے لئے لازم ہے کہ اس سراپا انوار و تجلیات کے بارے میں گفتگو کرتے وقت اس ذات کے ساتھ ایسے عشق کا اظہار کرے جس میں عشق کے جلال، جمال اور کمال کے تمام پہلو پائے جائیں۔

نوٹ:۔ اب پھر صبغتہ اللہ کے اشعار کا آغاز ہوتا ہے جو تغیّر و تبدلِ حال سے بند ہو گئے تھے۔

نورِ قرآں معنۂ تمکینِ من
زورِ اسماء معنۂ تلوینِ من

(ترجمہ) نورِ قرآن کے معنی میرا (تقویٰ پر) قائم ہو جانا ہے اور اسماء کی قوت کے معنی میرا تغیّر و تبدل ہے۔

(تشریح) قرآنِ حکیم کی برکت سے میرا تقویٰ مضبوط ہوتا ہے اور نفس راضی برضائے الٰہی ہو جاتا ہے۔ یہ مقامِ تمکین اور مقامِ ولایت ہے۔ اسماء ذات کا تصرف تلوینی (تغیّر و تبدل) کا ہے جس سے ممکن کے حالات میں تبدیلی آتی رہتی ہے مثلاً بیماری و صحت، خوشی و غم ضلالت و ہدایت وغیرہ۔

خوف و وحشت زورِ اسماءِ جلال
قربُ و اُنست زورِ اسماءِ جمال

(ترجمہ) خوف اور وحشت جلالی اسماء کا اثر ہے اور نزدیکی اور اُنس جمالی اسماء کا تصرف ہے۔

(تشریح) جلالی اور جمالی اسماءِ ذات کے متضاد تصرّفات اور اثرات کا بیان ہوا ہے۔

از تدلّٰی ئے ضلال کفرِ من است
از تدلّٰی ئے ھُدیٰ شکرِ من است

(ترجمہ) ضلالت کے تصرف کے سبب میرا کفر اور انکار ہے اور ہدایت کے تصرّف سے میں شکرِ ذات بجا لاتا ہوں۔

(تشریح) یہ اسماء کا تضادی تصرف ہے کہ کوئی کافر اور کوئی مومن ہے۔

از تدلّٰی ئے غفورم مغفرت
از تدلّٰی ئے قہارم معصیت

(ترجمہ) اسم اَلْغَفُوْرُ کے تصرّف سے میری مغفرت ہے اور اسم اَلْقَهَّارُ سے میری معصیت پر غضب اور غصہ ہے۔

نوٹ:- جن اشعار میں مختلف اسماء کے تصرّفات اور اثرات کا ذکر ہوا ہے وہاں تشریح کی ضرورت نہیں۔

از تدلّٰی ئے حیات است زندہ گی
از تدلّٰی ئے ممات است مُردہ گی

(ترجمہ) اسم الحیّ کے تصرّف سے میری زندگی ہے اور اسم الممیت کے تصرف سے میری موت (واقع ہوتی) ہے۔

از تدلّٰی ئے سمیع گوش من است
از تدلّٰی ئے علیم ہوش من است

(ترجمہ) اسم السمیع کے تصرف سے میرے کان (کو سننے کی قوت ملی ہے۔ اور اسم العلیم کے تصرف سے مجھے عقل اور سمجھ (عطا ہوئی ہے)

جملہ حکمت از تدلّٰی ئے حکیم
جملہ صنعت از تدلّٰی ئے حکیم

(ترجمہ) ہر طرح کی حکمت اور صنعت اسم الحکیم کے تصرّف کے باعث ہے۔

از تدلّیٔ عزیز جملہ عزّت
از تدلّیٔ مُزل جملہ ذلّت

(ترجمہ) اسم العزیز کے تصرف سے ہر طرح کی عزّت اور اسم المذل کے تصرّف سے ہر طرح کی ذلّت ہے۔

از تدلّیٔ مشیت کارِ ما
از تدلّیٔ ایرادت بارِ ما

(ترجمہ) (ذات کی) صفت مشیت سے میرا کام (انجام پاتا ہے) اور صفت ایرادت سے میرا نفع و نقصان (ہوتا ہے)

(تشریح) میرے ہر کام اور نفع و نقصان میں ذات باری تعالیٰ کی صفتِ مشیت وایرادت متصرّف ہے۔

از تدلّیٔ بصیر است ایں بصر
از تدلّیٔ خبیر است ایں خبر

(ترجمہ) اسم البصیر کے تصرف سے آنکھوں کی بینائی ہے اور اسم الخبیر کے تصرف سے (نیک و بد سے) واقفیت اور آگاہی ہے۔

نورِ چشمم برقِ نورِ البصیر
ایں مکاں تابندہ روشن از بصیر

(ترجمہ) میری آنکھ کا نور البصیر کے نور کی تجلّی ہے اور یہ جہاں اسم البصیر کے تصرف سے منور اور روشن ہے۔

نورِ چشم از نورِ رویٔ پاکِ تو
بہر دیدار است ذاتِ پاکِ تو

(ترجمہ) آنکھوں کا نور آپ کے (باری تعالیٰ کے) رویٔ پاک سے آپ کی پاک ذات کے دیدار کے لئے ہے۔

(تشریح) آنکھوں کو بینائی ذاتِ پاک کے دیدار کیلئے عطا ہوئی ہے۔

از بیانِ کفر و ایماں درگذر
ذوقِ ایماں یاب ایں باشد ہنر

(ترجمہ) کفر و ایمان کی باتوں کو چھوڑ دے۔ ایمان کا ذوق حاصل کر کہ یہ ایک ہنر ہے۔

(تشریح) کفر و ایمان کے بارے میں گفتگو، جھگڑا اور تکرار لاحاصل ہیں ان سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اصل کام کی چیز ایمان کا ذوق پیدا کر کے اپنے عقائد اور اعمال کو درست کرنا ہے اور یہی ہنرمندی ہے۔

حکمِ کفر و حکمِ ایماں دیگر است
ذوقِ کفر و ذوقِ ایماں دیگر است

(ترجمہ) کفر کا حکم اور ایمان کا حکم مختلف ہے (اور اسی طرح) کفر کا مذاق اور ایمان کا مذاق (بھی) مختلف ہے۔

(تشریح) کفر کے حکم اور مذاق اور ایمان کے حکم اور مذاق میں اختلاف بلکہ تضاد ہے اور یہ متضاد اسماء کے تصرف کی وجہ سے ہے۔

از ضلالت شد مذاقِ کافراں
از ہدایت شد مذاقِ عابداں

(ترجمہ) ضلالت سے کافروں کا مذاق (بنتا ہے) اور ہدایت سے عبادت گذاروں کا مذاق (بنتا ہے)

(تشریح) اسم المُضِلّ کے تصرف کا نتیجہ کافروں کا مذاق ہے اور اسم الھَادِی کے تصرف سے عبادت گذاروں کے مذاق کی تربیت ہوتی ہے۔

باشد از تقوٰی مذاق متقی
از ہوا باشد مذاقِ ہر شقی

(ترجمہ) تقوٰی سے ہر متقی (پرہیزگار) کا مذاق بنتا ہے اور خواہشات سے ہر شقی اور نفس پرست کا مذاق بنتا ہے۔

(تشریح) تقویٰ کے زیر اثر بندہ متقی اور پرہیزگار بن جاتا ہے اور اس کے برعکس خواہشاتِ نفسانی اسے شقی اور نفس پرست بنا دیتی ہیں۔

از گناہ باشد مذاق معصیت
بے نوا باشد نوائے معصیت

(ترجمہ) گناہ سے معصیت کا ذوق پیدا ہوتا ہے۔ معصیت کی آواز تنہا ہوتی ہے۔

(تشریح) گناہ کی زندگی بے یار و مددگار اور خسارہ کی زندگی ہوتی ہے اور گنہگار اپنے آپ کو تباہ و برباد کر لیتا ہے۔

از مذاقِ مصطفےٰ[1] نورِ ایماں
از بقائے مصطفےٰ[2] زورِ ایماں

(ترجمہ) رسول کریم صلعم (کی محبت) کے ذوق سے ایمان میں نور آتا ہے اور حضورؐ (کی سنت) زندہ کرنے سے ایمان قوی ہوتا ہے۔

(تشریح) حضورؐ پاک کی محبت ایمان کی شرط ہے اور حضورؐ کی سنّت کی پیروی ایمان کی تقویت کا سبب ہے۔

رُوحِ اعظم ہست روحِ مصطفےٰ
برزخِ کبرائے محمدؐ مصطفےٰ

(ترجمہ) رسول پاکؐ کی روح سب سے بڑی روح ہے اور آپ برزخِ کبرا ہیں۔

(تشریح) برزخ کبرےٰ واجب اور ممکن کے درمیان ایک پردہ ہے جس کی ممکن کی طرف تو کثرت ہے اور واجب کی طرف وحدت ہے اور یہی روحِ اعظم ہے جو امری ہے مراد یہ ہے کہ حضور اکرم صلعم کی روح مبارک سب دیگر ارواح سے پہلے تخلیق ہوئی۔ لہٰذا حضور اکرم صلعم سب ارواح کے روحانی باپ ٹھہرے گو وجود کی صورت میں حضور اکرم صلعم بہت دیر بعد اس ممکن میں تشریف لائے لہٰذا روحانی طور پر برزخ کبرےٰ سے ممکن کی طرف کثرت کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں اور

ذات کی طرف اپنی وحدت کی صورت میں یعنی روحِ اعظم ذات کی طرف وحدت کو ظاہر کرتا ہے۔

از دیدارِ مصطفٰے دینِ من است
دینِ ما بر دینِ اوؐ دینِ من است

(ترجمہ) رسولِ پاک کا دیدار میرا دین ہے۔ ہمارا دین آپ کے دین پر ہے اور وہی میرا دین ہے۔

(تشریح) اتباعِ سنتِ نبوی اور آپؐ کے دین کو اپنا دین قرار دیا ہے۔

طاعتِ حضرتؐ کمالِ زندہ گی
خالفِ حضرتؐ وبالِ زندہ گی

(ترجمہ) رسول کریم صلعم کی اطاعت اور پیروی کامل زندگی ہے اور حضورؐ کی خلافِ سنت زندگی وبالِ جان ہے۔

(تشریح) ایک کامیاب اور کامل زندگی وہ ہے جو اطاعتِ رسول مقبولؐ اور اتباعِ سنت نبویؐ میں گذرے بموجب ارشاد باری وَلَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (تمہارے لئے رسول پاکؐ میں ایک بہت اچھا نمونہ ہے) اور سنّتِ نبویؐ کے مخالف زندگی وبالِ جان ہے جو کامیاب نہیں بقول شاعر ؎

خلافِ پیمبر کسے رہگزید، کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

درغبارِ پائے او عبدیت است
درحرم گاہ قدم سعدیت است

(ترجمہ) آنحضرتؐ کے خاکِ پا میں عبدیت (کی تکمیل ہوتی ہے اور آپؐ کے نقشِ قدم میں سعادت ہے۔

(تشریح) بندہ کی کامیابی اور فلاح رسول کریمؐ کی اتباع سنت اور آپؐ کے نقش قدم پر چلنے میں ہے اور اسی سے عبدیت کی تکمیل ہوتی ہے اور سعادت اور نیک بختی حاصل ہوتی ہے۔

سرِّ ذات است، مظہر جملہ صفات
ذاتِ پاکش رحمتِ للکائنات

(ترجمہ) (رسولِ پاکؐ) ذات باری کا سِرّ اور اس کی تمام صفات کا مظہر ہیں حضورؐ کی پاک ذات تمام کائنات کے لئے رحمت ہے۔

(تشریح) نبی کریمؐ سرِّ الٰہی ہیں اور ذات باری کی جملہ صفات کا مظہر ہیں آپؐ تمام کائنات کے لئے رحمت ہیں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔

جملہ افرادِ مکاں شد بہرہ ور
ہر یکے را حصۂ رحمش بہ بر

(ترجمہ) دنیا کا ہر فرد (آپ کی رحمت) سے بہرہ ور ہوا ہے اور ہر ایک نے اس رحمت سے اپنا اپنا حصہ حاصل کر لیا۔

(تشریح) رسول پاکؐ کی رحمت چونکہ عام ہے اس لئے کوئی بھی محروم نہ رہا بلکہ ہر فرد کو اس رحمت سے کچھ نہ کچھ حصّہ ضرور ملا۔

از ثرا تا لامکاں تقسیم شد
ہر یکے را حصۂ تنعیم شد

(ترجمہ) تحت الثریٰ (زمین کے نیچے) سے لامکاں (بالائے آسماں) تک (یہ رحمت) تقسیم ہوئی اور ہر ایک کو یہ نعمت انعام میں ملی۔

(تشریح) یہاں بھی رسول پاکؐ کی رحمت کی دونو جہان میں عام تقسیم اور ہر ایک کو ایک ایک حصہ مل جانے کا بیان ہے۔

خواہ حیوانی جمادی خواہ نبات
در برِ ہر یک بود رحمی صفات

(ترجمہ) (مخلوق) چاہے حیوانی ہو یا جماداتی یا نباتاتی ہر ایک کو اس رحمت کا حصہ ملا۔

(تشریح) ہر نوع کی مخلوق کو رحمتِ رسولِ پاک سے حصّہ ملنے کا ذکر ہے۔

از خصوصِ حصّہ امیدِ غلام
زیرِ ظِلِّ دامنِ خیرالانام

(ترجمہ) یہ غلام بھی اس رحمت سے خاص حصّہ کی اُمید رکھتا ہے کہ رسولِ کریم صلعم کے دامنِ پاک کے سایہ کے نیچے جگہ ملے۔

دامنِ حضرتؐ گرفتہ می روم
پیشِ داور گاہِ محشر می روم

(ترجمہ) میں حضور اکرم صلعم کا دامن تھامے محشرگاہ میں ذاتِ باری تعالےٰ کے حضور پیش ہوں۔

(تشریح) آنحضرتؐ کا دامن تھامنے سے معافی کی امید ہے۔

از طفیلِ رحمتِ خود عفو کن
ایں سر شرمندگاں راعفو کن

(ترجمہ) مجھ شرمندہ و نادم کو اپنی رحمت کے صدقے میں معاف فرما۔

(تشریح) خدا سے اس کی رحمت کا واسطہ دے کر معافی طلب کی گئی ہے۔

در گذر از کارِ بد کردارِ من
در گذر از بارِ نا بردارِ من

(ترجمہ) میرے بُرے کاموں سے اور ان کاموں سے بھی جو کرنا تھے اور نہ کئے در گذر فرما۔

(تشریح) اپنے جملہ کردہ اور ناکردہ بد اعمال سے در گذر فرمانے کی باریتعالیٰ سے التجا کی گئی ہے۔

جُز ز نامت ہیچ نارم پیشِ تو
جُز ندامت من نہ دارم نیک خو

(ترجمہ) آپ کے پاس آپ کے نام مبارک کے سوائے اور کچھ نہیں لاتا ہوں

سوائے ندامت اور شرمندگی کے میرے پاس کوئی نیکی نہیں ہے۔
(تشریح) اپنی کم مائگی اور نیکیوں سے تہیدستی کے اعتراف کے ساتھ ندامت کا اظہار کیا گیا ہے۔ پیش کرنے کے لئے صرف نام پاک کا توشہ موجود ہے۔

در لباسِ حرفِ نامِ خود نورد
در قبائے اسمِ اللہُ نورد

(ترجمہ) اپنے مبارک نام کے حروف کے لباس میں مجھے لپیٹ لے اور اسم ذات اللہُ کی قبا میں مجھے چھپا لے۔
(تشریح) میرے پاس نیکی تو کوئی نہیں صرف تیرا نام پاک لے کر حاضر ہؤا ہوں اِس اسمِ ذات کے برکات اور فیوضات کے طفیل ہی میری بخشش فرما دیجئے۔

پیش حضرت آور ایں شرمندہ را
در خجالت سر بہ پا افگندہ را

(ترجمہ) مجھ شرمسار کو جس نے ندامت سے سر جھکا رکھا ہے۔ حاضرِ خدمت ہونے دیجئے۔
(تشریح) شرمندگی اور ندامت سے سرخم کئے حاضرِ خدمت ہونے کی اجازت طلب کی ہے۔

تا بہ بیند روئے مجبوبِ حبیبؐ
از شفاعت کن رہا مردِ غریب

(ترجمہ) تاکہ رسولِ اکرم صلعم کی زیارت کر سکوں۔ مجھ غریب کی شفاعت فرما کر رہائی دلوائیں۔
(تشریح) خدمت میں حاضری کی اجازت زیارت سے مشرف ہونے کے لئے کی گئی ہے اور اب حاضر ہو کر درخواست کی جا رہی ہے کہ شفاعت کر کے میری رہائی کرائی جائے۔

مغفرت سرمایۂ جملہ حیات
ہیچ سرمایہ ندارم غیر ذات

(ترجمہ) (میری) تمام زندگی کا سہارا صرف (آپ کی) مغفرت ہے، آپ کی ذات کے علاوہ میرا اور کوئی سہارا نہیں۔
(تشریح) باری تعالےٰ کی ذات اور اس کی مغفرت ہی میری زندگی کا سہارا ہے۔

ذاتِ حق سرمایۂ کون ومکان
رحمِ حق سرمایۂ دین وایماں

(ترجمہ) اللہ تعالےٰ کی ذات اس جہان کی پونجی اور اس کا رحم وکرم دین و ایمان کی پونجی ہے۔
(تشریح) اس جہان کا سہارا باری تعالیٰ کی ذات ہے اور اس کے فضل وکرم ہی سے بندہ کا دین و ایمان قائم رہ کر اس کا بیڑا پار ہو سکتا ہے۔

تکیہ گاہم نیست جُز غفرانِ تو
عفو گاہم نیست جُز غفرانِ تو

(ترجمہ) آپ کی مغفرت کے سوائے نہ میرا کسی چیز پر تکیہ ہے اور نہ کوئی معافی کی جگہ۔
(تشریح) بندہ کو صرف باری تعالیٰ کی مغفرت اور اس کے عفو و درگذر پر بھروسہ ہے۔

از کمالِ ذات فَارْحَمْ حَالَنَا
از صفاتِ ذات اَصْلِحْ حَالَنَا

(ترجمہ) اپنی ذات کے کمال سے میرے حال پر رحم کیجئے اور ذات کی صفات کے ذریعے میرے حال کی اصلاح کیجئے۔
(تشریح) اللہ تعالےٰ سے رحم اور اصلاح کی درخواست کی گئی ہے۔

از کمالِ عجز و تقصیرِ غلام
عفو کن یا رب زفضلِ باتمام

(ترجمہ) اس غلام کے انتہائی عجز اور تقصیر کی بناء پر اسے خدا اپنے کمال

فضل وکرم سے مجھے بخش دیجئے اور معاف فرمائیے۔

(تشریح) اپنے انتہائی عجز و انکسار کا اظہار کر کے اللہ کے فضل وکرم سے مغفرت طلب کی گئی ہے۔

مقامِ رضا

از کشمکشِ دہر نہ ترسم کہ چہ سان ہست
در سینہ چو دادی کششِ حسنِ کمالی

(ترجمہ) (میرے) سینہ میں جبکہ تو نے ذات کے حسنِ کمالی کی کشش عطا کی ہے میں زمانہ کے جھگڑوں اور فتنہ و فساد سے نہیں ڈرتا کہ وہ کس طرح ہیں۔

(تشریح) اللہ تعالےٰ اپنی ذات کے کمالِ حسن کی جو کشش میرے سینے میں بھر دی ہے تو میری محویت اسی میں ہوگئی ہے اور باقی ہر شے سے بے نیاز ہو گیا ہوں اس لئے دنیاوی فتنہ و فساد کے اثر انداز ہونے کا مجھے کوئی ڈر نہیں رہا۔

از خوف و رجا نیست مقاماتِ یقینی
از نورِ ظہور است نگاہاتِ جمالی

(ترجمہ) امید و بیم سے مقاماتِ یقین (حاصل نہیں ہوتے) دیدارِ جمال پاک نور کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔

(تشریح) خوف و رجا ایمان کی شرط ضرور ہے بموجب اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ لیکن اس سے ایقان حاصل نہیں ہوتا یقین تو اس نور پاک کے دیدار جمال سے مشرف ہونے پر آتا ہے۔

در پردۂ نور ہست جمالی کہ می خواہم
از شرطِ محبت نبود ریبِ خیالی

(ترجمہ) حسن و جمالِ خداوندی جس کا میں طالب ہوں نور کے پردہ میں (پوشیدہ) ہے۔ خیالی شک و شبہ محبت کی شرط نہیں۔

(تشریح) اگرچہ ذات باری تعالٰے کا حسن و جمال نور کے پردہ میں پوشیدہ ہے لیکن اس ذات سے محبت کے سبب مجھے کامل یقین ہے کیوں کہ شک و شبہ کرنا آدابِ محبت کے منافی ہے۔

یا قادرا خواہم کہ رسم کوئ مدینہ
بوسم در و دیوار کنم سیرِ حوالی

(ترجمہ) اے قادر مطلق (خدا) میری خواہش ہے کہ مدینہ منورہ پہنچوں (روضۂ اقدس کے) در و دیوار کو چوموں اور ارد گرد کی سیر کروں۔

(تشریح) روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر اظہارِ محبت و عقیدت کی دعا کی گئ ہے۔

از روئے حبیبؐ عربیؐ جُرم غلامی
یا رب ز کرم عفو کن احوالِ وبالی

(ترجمہ) اے خدا رسولِ عربیؐ کے طفیل اس غلام کے جرم و گناہ جو وبالِ جان ہیں اپنے فضل و کرم سے معاف فرما۔

(تشریح) رسولِ پاک صلعم کے طفیل اپنے گناہوں کی معافی کی درخواست کی گئ ہے۔

شانِ احمدیؐ

اے تمیز واجب و ممکن توئی
اے عزیز از واجب از ممکن توئی

(ترجمہ) اے (رسول پاکؐ) واجب اور ممکن کے درمیان آپ ہی تمیز ہیں اور واجب اور ممکن دونو طرف آپؐ عزیز ہیں۔

(تشریح) رسولِ پاک صلعم کی ذات خدا اور بندہ میں فرق ظاہر کرنے والی ہے۔ آپؐ نے دونوں کا مقام واضح فرمایا اور بتایا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بندہ پر اسی کی عبادت لازم ہے نیز آپؐ خدا اور بندہ دونو کے محبوب ہیں اور برزخِ کبریٰ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

برزخِ کبرائے میانِ خلق و حق
نعمتِ علیا ز حق از بہرِ خلق

(ترجمہ) (آپؐ) خالق اور مخلوق کے درمیان برزخِ کبریٰ ہیں اور خالق کی طرف سے مخلوق کے لئے ایک بڑی نعمت ہیں۔

(تشریح) رسولِ پاکؐ کو خالق و مخلوق کے درمیان برزخ کبریٰ یعنی ایک واسطہ اور خالق کی اپنے بندوں کے لئے ایک بڑی نعمت قرار دیا گیا ہے۔

مظہرِ اوصافِ ربّانی توئی
مَبدءِ الطافِ رحمانی توئی

(ترجمہ) (اے رسولؐ) آپ اللہ کی صفات کا مظہر ہیں اور خدائے رحمٰن کی رحمتوں اور مہربانیوں کا مبدأ ہیں۔

(تشریح) الطاف و عنایاتِ الٰہی کی ابتدا رسول پاک ہی سے ہوتی ہے۔

اے نزولتؐ رحمۃٌ للعالمین
اے وجودتؐ برکۃٌ للعالمین

(ترجمہ) اے (رسولؐ) آپؐ سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں اور آپؐ کا وجود پاک سب جہانوں کے لئے باعثِ برکت ہے۔

(تشریح) رسولِ پاک کی ذات سب جہانوں کے لئے رحمت اور باعثِ برکت ہے۔

اے کہ غمخوارِ گناہ گاراں توئی
اے خبردارِ سیاہ کاراں توئی

(ترجمہ) اے (رسول کریمؐ) آپ گنہ گاروں کے غمخوار اور بدکاروں (کے احوال) سے واقف ہیں۔

اے زِ رویتؐ جلوۂ ہر جلوہ گیں
اے زِ تارتؐ نغمۂ ہر نغمہ گیں

(ترجمہ) اے (رسولِ عربیؐ) تمام جلوے اور رونقیں آپؐ ہی کے چہرۂ مبارک کی

بدولت ہیں اور تمام نغمے آپؐ ہی کے تار سے نکلتے ہیں۔
(تشریح) عالمِ امکان کی تخلیق اور اس کے تمام جلوے اور نغمات رسولِ اکرم صلعم کی برکت سے ہیں بموجب ارشاد لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔

اے بیانِ راز و اسرارِ خدا
اے مقامِ ناز و کردارِ بقا

(ترجمہ) آپ باری تعالےٰ کے راز و اسرار کو بیان کرنے والے ہیں۔ آپ کا مقام ناز ہے اور آپ کا کردار بقا ہے۔
(تشریح) رسول کریم صلعم اللہ تعالےٰ کے راز و اسرار کو بیان فرماتے ہیں۔ آپ کا مقام ناز ہے جس کا نام شفاعت ہے اور آپ کا مقام بقا ہے جس کا نام آخرت اور دوامِ حیات ہے جس کی تعبیر ابد سے ہوتی ہے۔

رونقِ شہرِ مدینہ از شماؐ
زیورِ شہرِ مکہ از شماؐ

(ترجمہ) آپؐ سے ہی مدینہ منورہ کی رونق ہے۔ آپؐ سے ہی مکہ معظمہ کی زیبائش ہے۔
(تشریح) مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ دونوں شہروں کی خوبصورتی اور رونق رسول اللہ صلعم کی برکت سے ہے۔

شہرتِ اہلِ عرب ذاتِ شماؐ
شوکتِ اہلِ عرب ذاتِ شماؐ

(ترجمہ) اہل عرب کی شہرت اور شان و شوکت آپؐ کی ذات کی بدولت ہے۔
(تشریح) رسولِ مقبول صلعم کی تشریف آوری سے قبل اہلِ عرب جہالت میں مبتلا تھے اور ان میں طرح طرح کی برائیاں موجود تھیں۔ حضورؐ نے جب انہیں اسلام کی دعوت دے کر ان کے عیوب کو حسنات میں بدل دیا تو وہ سب سے زیادہ تہذیب یافتہ، خدا رسیدہ، خدا ترس، نیک اور اعلیٰ کردار والے بن گئے۔ سارے عالم میں ان کی شہرت ہوگئی اور انہیں بڑی شان و شوکت حاصل ہوئی۔ یہ سب کچھ انہیں رسولِ

مقبولؐ کی ذات مبارک کے طفیل حاصل ہؤا۔

بوالعجب اندرِ عرب جود شماؐ
بوالکرم اندر عَلَم بود شماؐ

(ترجمہ) عرب میں آپؐ کی سخاوت عجب سخاوت ہے۔ اور دنیا میں آپؐ کا وجود باعثِ رحم و کرم ہے۔

(تشریح) آپ کی سخاوت مثالی اور حیرت میں ڈالنے والی تھی کیوں کہ آپؐ بخشش فرمانے میں کبھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ ساری دنیا کے لئے آپ کی ذاتِ برکات موجبِ رحم و کرم ہی تھی یہاں تک کہ آپؐ نے اپنے جانی دشمنوں اور ایذا دینے والوں کے حق میں بھی بد دعا کی بجائے دعا ہی فرمائی۔

منزلِ تنزیلِ یزدانی توئیؐ
مایۂ احکامِ قرآنی توئیؐ

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام کی منزل آپؐ ہیں اور احکام قرآنی کا سرمایہ آپؐ ہی ہیں۔

(تشریح) باری تعالیٰ نے اپنا کلام پاک یعنی قرآنِ حکیم آپؐ ہی کی طرف نازل فرمایا جس کے احکام کا سرمایہ آپؐ کے پاس ہے اور جسے آپؐ نے امّت کو پہنچایا۔

نورِ قرآں روشن از نورِ شماؐ
زورِ ایقاں شور از شورِ شماؐ

(ترجمہ) قرآن کا نور آپؐ کے نور سے ہی روشن ہے، اور یقین کی قوت کی شہرت آپؐ ہی کے دم قدم سے ہے۔

(تشریح) حضورؐ انور کی بدولت ہی قرآنی احکام جو روشنی کا حکم رکھتے ہیں عالم میں پھیلے ہیں اور ذاتِ باری کا یقین بھی آپؐ ہی کے ذریعہ عام ہؤا ہے ورنہ آپؐ سے پہلے دنیا خالق حقیقی کو بھول چکی تھی۔

اے وجودتؐ مظہرِ حمدِ خدا   اے کہ بودتؐ منظر مجدِ خدا

(ترجمہ) آپؐ کا وجود مبارک حمدِ باری تعالےٰ کا مظہر ہے اور آپؐ کی ذات سے خدا کی بڑائی اور بزرگی کا نظارہ ہوتا ہے۔

(تشریح) رسولِ پاک کی تشریف آوری پر آپؐ کی تعلیم کے اثر سے ہی خدائے پاک کی حمد و ثنا کی جانے لگی اور خالق بزرگ و برتر کی بزرگی کا چرچا ہؤا۔

اے عنایت کردۂ ذاتِ غفار
اے شرافت مژدۂ پروردگار

(ترجمہ) آپؐ کو غفور رحیم خدا نے (مخلوق کے لئے بطور انعام) عنایت فرمایا ہے۔ آپؐ کی شرافت خدا کا ایک مژدہ ہے۔

(تشریح) رسول پاک صلعم مخلوق پر اللہ کی ایک عنایت ہے اور آپؐ ایسی اعلیٰ و ارفع شرافت کے مالک ہیں کہ یہ مخلوق کے لئے ایک طرح کی خوشخبری ہے۔

اے خریدارِ غلامانِ مکاں
پرورش دارِ زفیض لامکاں

(ترجمہ) آپؐ غلامانِ مکاں (ساری مخلوق) کے خریدار ہیں اور فیض ذاتِ باری سے (ان کی) پرورش کرنے والے ہیں۔

(تشریح) رسولِ کریم صلعم ساری مخلوق کے خریدار ہیں گویا تمام مخلوق غلام اور آپؐ آقا ہیں لیکن آپؐ ایسے مہربان اور خیرخواہ آقا ہیں کہ فیض ربّانی کے ذریعے سے ان غلاموں کی پرورش بھی فرماتے ہیں۔

در نگاہت دار ایں شرمندہ را
روزِ محشر ایں دلِ ترسندہ را

(ترجمہ) اس شرمندہ اور خوف زدہ دل والے کو محشر کے دن اپنی نگاہ میں رکھیئے۔

(تشریح) رسول پاکؐ سے جو غلاموں کے خریدار اور پرورش کرنے والے ہیں۔ التجا کی گئی ہے کہ محشر کے دن جب سب نفسی نفسی پکاریں گے اور میں بھی دل میں

خوفزدہ اور نادم ہوں گا مجھ پر اپنے لطف وکرم کی نظر رکھنا۔

مقامِ دل

یا خدائے یا ہوائے

امتیاز پیدا کن اے مردِ خدا
بندۂ مولائے یا بندِ ہوا

(ترجمہ) اے مرد خدا! (اس بات میں) تمیز کر کہ تو خدا کا بندہ ہے یا خواہشات کا۔
(تشریح) بندۂ خدا ہونے اور خواہشات کا بندہ ہونے میں بڑا فرق ہے اس لئے انسان اُن میں تمیز کر کے غور کرے کہ وُہ کس مقام پر ہے۔

فرضِ بندہ ہے تمیزِ بندگی
بے تمیزے سربسر شرمندگی

(ترجمہ) بندہ کا فرض ہے کہ بندگی میں تمیز کرے (کیونکہ) تمیز کے بغیر سراسر شرمندگی اور ندامت (ہوتی ہے)
(تشریح) اللہ اور نفس کی بندگی میں تمیز نہ کرنا سراسر شرمندگی اور ندامت ہے۔

از مقامِ دل آگاہ کن خویش را
از ہنر آموز عیش و کیش را

(ترجمہ) خود کو دل کے مقام سے آگاہ کر اور عیش و آرام (زندگی) کا ہنر سیکھ۔
(تشریح) دِل خانۂ خدا ہے لہٰذا اُس کے اِس مقام سے واقف ہو کر زندگی بسر کرنے کا صحیح طریقہ سیکھ۔

گر پرستارِ خدا بگذر ہوا
گر پرستار ہوا بگذر خدا

(ترجمہ) اگر (تو) خدا کا پرستار ہے تو نفس کو چھوڑ دے اور اگر نفس کا پرستار ہے تو خدا کو چھوڑ دے۔

(تشریح) انسان کو خدا اور نفس دونوں میں سے ایک کو چھوڑنا پڑے گا۔ یہ ممکن نہیں کہ انسان بندۂ خدا بھی ہو اور بندۂ نفس بھی۔

پیکرِ ہر یک جُدا از دیگرے
ہیکلِ ہر یک سوا از دیگرے

(ترجمہ) ہر ایک کا جسم دوسرے سے مختلف ہے ہر ایک کی شکل و صورت دوسرے سے الگ ہے۔

(تشریح) بندۂ خدا اور بندۂ نفس شکل و صورت اور ہئیت میں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔

یا قدم نہہ بر سبیلِ مصطفےٰ
یا ہوا پرور جُدا شو از خدا

(ترجمہ) یا تو رسولِ پاکؐ کے راستے پر چل یا نفس پرور بن جا اور خدا سے الگ ہو جا۔

(تشریح) دونو میں سے ایک راستہ اختیار کرو یا تو رسول مقبولؐ کا راستہ اختیار کرو یا نفس کے راستہ پر چلو۔ دونو راستے ایک وقت میں اختیار کرنا ممکن نہیں۔

ظاہراً رفتار ہے از دو قدم
باطناً رفتار ہے از یک قدم

(ترجمہ) ظاہری طور پر دو قدم چلنا ہوگا (لیکن) باطنی طور پر صرف ایک قدم

(تشریح) بندۂ خدا یا بندۂ نفس بننے کے لئے ظاہری طور پر دو باتیں کرنا ہوں گی۔ ایک تو صورتاً اس کے ساتھ مطابقت ظاہر ہو کہ خدا کے ساتھ تعلق ہے یا نفس کے ساتھ۔ دوسرے اقراراً یعنی زبان سے بھی اس تعلق کا اظہار ہو باطنی طور پر کسی ایک سے تعلق استوار کرنے کے لئے صرف ایک راستہ ہے اور وہ ہے نیّت جیسا کہ ارشاد ہے' اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (اعمال کا دارو مدار

نیت پر رہے)

آں قدم نامیدۂ نیّت شدہ
بر ہوا یا بر خدا پوپت شدہ

(ترجمہ) اس قدم کا نام نیّت ہے۔ تو خواہشات یا خدا کی طرف چل پڑتا ہے۔

(تشریح) نیّت کرنے کے ساتھ ہی بندہ سے اس قسم کے افعال سرزد ہونے لگتے ہیں جیسا بننے کی اس نے نیت کی ہو۔

از مقامِ دل اوّل آگاہ شو
بعد ازاں بہرِ عمل بر راہ شو

(ترجمہ) پہلے دل کے مقام سے واقفیت حاصل کرو اور اس کے بعد عمل کرنا شروع کرو۔

(تشریح) بندہ پہلے اپنے دل کا جائزہ لے کر اسے نفاق وغیرہ سے پاک کرلے اور پھر صحیح عمل کی راہ پر گامزن ہو جائے۔

منکرِ مولا مسلمان کفر
منکرِ ہوا مسلمان ہنر

(ترجمہ) خدا کا منکر کافر اور نفس کا منکر مومن ہے۔

(تشریح) مفہوم واضح ہے۔

از عملِ مخلوط نہ آید بندہ گی
حسرتِ ہر دو جہاں ہے زندگی

(ترجمہ) مخلوط عمل سے بندگی (صحیح) نہیں ہوتی اور دونوں جہان کی زندگی حسرت اور افسوس کی زندگی بن جاتی ہے۔

(تشریح) مخلوط عمل منافقانہ ہوتا ہے اور بندگی صحیح نہیں ہوتی اور دونو جہان میں ایسی زندگی حسرتناک ہوتی ہے۔

کارِ تو کفر است و نامش نیک ہے، یارِ تو شرک است چالش نیک ہے،

(ترجمہ) تیرا کام تو کفر کا کام ہے لیکن اس کو نیک عمل کا نام دیا گیا ہے تیرا دوست اور ساتھی شرک ہے لیکن عمل کو نیک کہا جاتا ہے۔

(تشریح) بندۂ نفس ہوتے ہوئے بندۂ خدا بن کر دکھاتے ہو اور شرک میں ملوث ہونے کے باوجود عمل کو نیک بتایا جاتا ہے۔

بد تریں باشد فریبِ خود بخود

کمتریں باشد رقیبِ خود زِ خود

(ترجمہ) یہ بد ترین خود فریبی ہے اور اپنے آپ سے دشمنی ہے۔

(تشریح) کفر اور شرک کے عمل کو نیک عمل کا نام دینا بد ترین خود فریبی ہے اور اس طرح خود اپنے ساتھ دشمنی کرنے کے مترادف ہے۔

یار در کردارِ انوارِ سنّتؐ

بار در کردارِ انکار سنّتؐ

(ترجمہ) سنّتِ رسولِ مقبول صلعم کی پیروی صحیح معاون و مددگار ہے اور آپؐ کی سنّت کی مخالفت سراسر خرابی ہے۔

(تشریح) اتباع سنّت نبویؐ معاون و مددگار ہے جب کہ اس کی مخالفت باعثِ خرابی ہے۔

منکرِ اعمال و اقرار زباں

ایں زباں از بہرِ تو باشد زیاں

(ترجمہ) اعمال سے تو منکر ہے اور زبان سے اقرار کرتا ہے۔ ایسی زبان تیرے لئے نقصان دہ ہے۔

(تشریح) زبان سے اقرار کرنا لیکن عمل اس کے مطابق نہ کرنا منافقت کی علامت ہے اور ایسا اقرار فائدہ نہیں دیتا۔

در غلامی خدمتِ مولائے خود

اجتناب از سرکشی اہوائے خود

(ترجمہ) (اپنے آپ کو) اپنے آقا کی غلامی میں (ڈال دے) اور اپنے نفس کی سرکشی سے خود کو بچا۔
(تشریح) خود کو باری تعالیٰ کی غلامی میں دے کر نفس کی سرکشی سے بچا کر بندۂ خدا بننے کی نصیحت کی گئی ہے۔

حدیث شریف:۔ اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدُ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔
(ترجمہ) احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی ایسی عبادت کر جیسے تو اُسے دیکھ رہا ہے۔ اور اگر تو اُسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

مراقبۂ ذات اقدس

رَاقِبِ اللّٰہ

(مراقبہ کرو اللہ کا)

حروف اسم ذات کرسیٔ ذات ہے معنًا
عبارت از ارادتِ ایقانی است

(ترجمہ) اسم ذات کے حروف اصلاً کرسیٔ ذات کو ظاہر کرتے ہیں، اس سے مراد ایقانی ارادت ہے۔

شکل کُرسئ ذات

شکل کُرسی
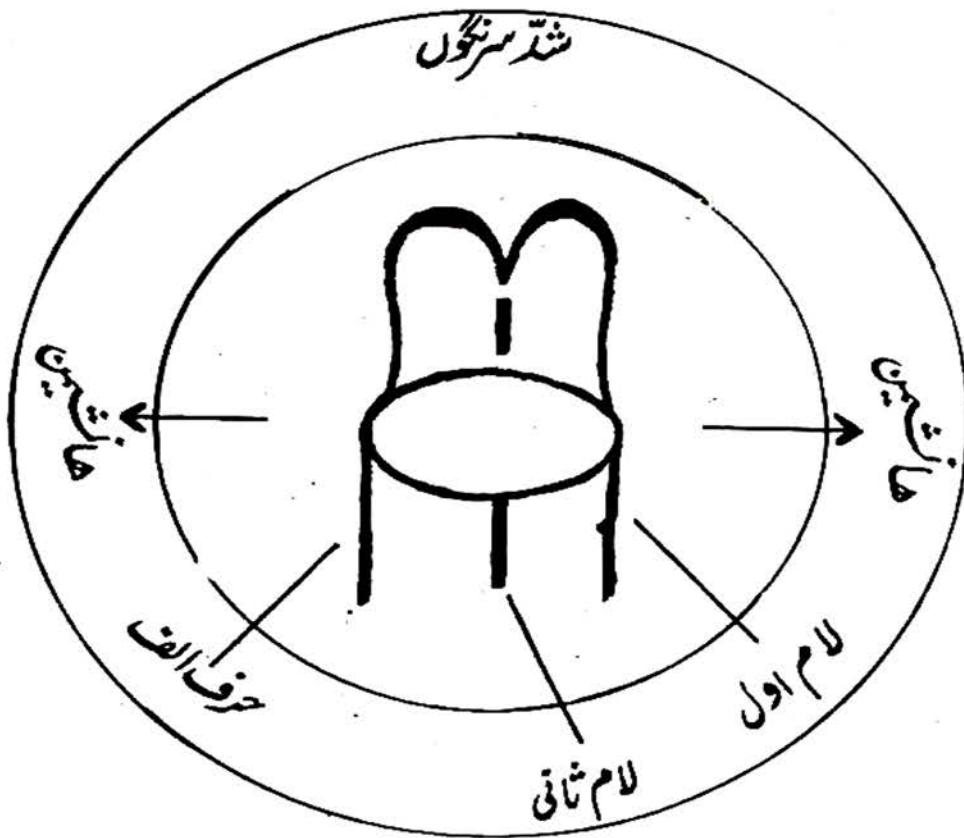
کرسئ سہ شاخہ حرفِ اسمِ ذات
در فضائے دل نشیمن اسمِ ذات

(ترجمہ) اسم ذات کے حروف سے تین پاؤں والی کرُسی بنتی ہے اور اسم ذات کا قیام دل میں ہے۔

(تشریح) دی گئی شکل سے وضاحت ہوتی ہے کہ اسم ذات کے حروف سے کرسی کس طرح بنتی ہے۔ اگلے اشعار میں بناوٹ کے بارے میں مزید تفصیل ہے۔

پائے لاہوت از الف گشتہ تیار
از ملکوت پائے ثانی استوار

(ترجمہ) الف سے (کرسی کا) پائے لاہوت تیار ہوُا اور (لام "ل") سے پائے ملکوت جو دوسرا پاؤں ہے مضبوط ہوُا۔

(تشریح) الف لاہوت کو ظاہر کرتا ہے اور لام اول سے ملکوت مراد ہے

پائے ثالث ناجِ ناسوتی بود
دورِ ھا تکمیلِ ھاھوتی بود

(ترجمہ) کرسی کا تیسرا پایہ ناسوت پر ہے اور ھا کے دائرے سے ھاھوت مراد ہے۔

حرفِ شدّ تکیہ شدہ بالائے ھا!
ذاتِ پاکش را نشیمن گاہ ھا

(ترجمہ) حرفِ ھا کے اوپر شدّ (سرنگوں حالت میں) تکیہ بنی اور ھا ذات پاک کے لئے بیٹھنے کی جگہ بن گئی۔

(تشریح) ھا سے کرسی کی نشست اور شدّ سے کرسی کی پشت تیار ہوئی۔

معنئ کرسئِ اسمِ ذات ذات
در مقامِ سینہ بنگر بے جہات

(ترجمہ) کرسئِ اسم ذات کے معنی ذات باری تعالےٰ ہے، اسے اپنے سینے

میں دیکھ کہ اس کی کوئی طرف نہیں۔
(تشریح) مطلب صاف ظاہر ہے۔

مطلق از دیدار برخردار شو
دائماً بافکر در اذکار شو

(ترجمہ) ذات کی مطلق طور پر زیارت کرو اور ہمیشہ خیال اور فکر کے ساتھ ذکر میں لگے رہو۔
(تشریح) مطلق سے مراد قطعی طور پر ہے یعنی ذات کی کوئی طرف مقرر نہ کرو۔

تا یقینت پختہ گردد از حضور
گاہ سُرور یابندہ گاہے بے سُرور

(ترجمہ) جب تک مراقبہ سے تیرا یقین پختہ ہو کبھی تجھے سُرور حاصل ہوگا اور کبھی سرور حاصل نہیں ہوگا۔
(تشریح) کبھی سُرور اور کبھی بے سُرور کی کیفیت اس وقت تک رہتی ہے جب تک حضور میں پختگی، استقامت اور مداومت حاصل نہیں ہو جاتی۔

بر سرِ کرُسی نگاہ بر روئے یار
با خلوص دِل تماشا بار بار

(ترجمہ) کرُسی پر سے نگاہ ذات پر ہو اور خلوصِ دل کے ساتھ بار بار دیدار کرو۔
(تشریح) اصل توجہ دیدارِ ذات کی طرف ہو۔

ایں عبادت بے ریاضت کامل است
ہر دعاء و ہر عمل را شامل است

(ترجمہ) یہ عبادتِ (مراقبہ) بغیر ریاضت کے مکمل ہوتا ہے اور اس میں ہر دعا اور عمل شامل ہے۔
(تشریح) مراقبہ ایسی عبادت ہے کہ سب عبادتیں اس میں شامل ہیں اور سخت محنت بھی نہیں کرنی پڑتی۔

گر شود دائمُ زغم آزاد باش
وصل در وصل است دل آباد باش

(ترجمہ) اگر (یہ مراقبہ) ہمیشہ کرتے رہو تو غم سے آزاد ہو جاؤ اور پھر ذات کا وصل ہی وصل ہے جس سے دل آباد ہو جائے۔

(تشریح) مراقبہ کی مداومت غم سے نجات، ذات کے مستقل وصل اور ذات کی حضوری سے دل کی آبادی کا باعث ہے۔

زاں طرف تا ایں طرف تارِ وفا
بستہ وپیوستہ یارب العلےٰ

(ترجمہ) اے باری تعالےٰ اِس طرف سے اُس طرف تک وفا کی یہ تار ہمیشہ قائم رہے۔

(تشریح) ذات باری تعالےٰ سے ذکر کا تعلق ہمیشہ وابستہ رہنے کی دعا کی ہے۔

خیمۂ دِل۔ برائے ذات

خیمۂ دل بہرِ دلدارِ من است
خیمۂ رِگل بہرِ گلزارِ من است

(ترجمہ) (میرے) دل کا خیمہ میرے محبوب کے لئے ہے۔ اور (میرا) مٹی کا خیمہ یعنی جسم میرے گلزار کے لئے ہے۔

(تشریح) میرا دل ذات کے لئے وقف ہے اور دوام حضور کے لئے ہے یعنی میں ہمیشہ راقب اللہ رہوں اور میرا وجود بھی ذات کا ایک گلزار ہے۔

بہرِ آرامِ دلآرام ایں دل است
از قیام گاہِ دلآرام ایں گِل است

(ترجمہ) میرا دل میرے دوست کے آرام کے لئے ہے اور میرا یہ وجود اُن کی قیام گاہ ہے۔

(تشریح) دِل ذات باری کی آرام گاہ کی حیثیت رکھتا ہے اور جسم قیام گاہ کی۔

خیمۂ گوں بہرِ بیگونیٔ تو
خیمۂ چوں بہرِ بیچونیٔ تو

(ترجمہ) یہ گون کا خیمہ (کائنات) آپ کی بیگونی کو ظاہر کرتا ہے اور اس چوں (حجاب) کا پردہ آپ کی بیچونی کو ظاہر کرتا ہے۔

(تشریح) خیمہ کو بطورِ مثال کہا گیا، لیکن یہ ساری کائنات ذاتِ باری تعالےٰ کی عظمت کبریائی پر دلیل ہے اور اس کا ہر جزو واجب باری تعالےٰ کی معرفت کی نشاندہی کرتی ہے۔

درمیان خیمۂ دل جلوہ گیں
از بروں اطرافِ خیمہ نغمگیں

(ترجمہ) (آپ) خیمۂ دل کے اندر جلوہ فرما ہیں اور باہر خیمہ کے اطراف سے آپ کے نغمے بیان ہو رہے ہیں۔

(تشریح) ذات باری دل کے اندر جلوہ فرما ہیں اور باہر معارف کا بیان ہو رہا ہے۔

از حضور است جشن شاہے با سرور
از دیدار است شوق عاشقِ ناصبور

(ترجمہ) حضور سے سرور کا ایک شاہانہ جشن ہے اور بے صبر عاشق کو دیدار کا شوق ہے۔

(تشریح) ذات کے حضور سے مراد مراقبۂ ذات ہے، اس مراقبۂ ذکر ذات سے ذاکر کو ایک قسم کا سرور حاصل ہوتا ہے اور وہ انتہائی مسرت محسوس کرتا اور شوقِ دیدار میں بے قرار ہوتا ہے۔

تا قیامت ناصبوری نا قرار
حصۂ ناقص غلامِ خود شمار

(ترجمہ) اپنے ناقص غلام کو قیامت تک اس بے چینی اور بے قراری سے حصّہ دیجئے۔

(تشریح) اپنے لئے قیامت تک دیدارِ ذات کے شوق میں بے چینی اور بیقراری سے حصہ ملنے کی تمنا کا اظہار ہے۔

نیم شب از آخر رمضاں بُدہ
ایں دو مژگانِ قلم گریاں شدہ

(ترجمہ) آخری رمضان المبارک کی آدھی رات تھی جب قلم کی یہ مژگاں گریاں ہوئیں۔

(تشریح) یہ کلام آخری رمضان المبارک کی آدھی رات کو تحریر ہوا۔

اسم ذات

اسمِ ذات آمادہ شکلِ دل بود
مظہرِ ذات است گر از گل بود

(ترجمہ) اسمِ ذات دل کی شکل کے مشابہ ہے۔ اگرچہ مٹی سے بنا ہے (لیکن) مظہرِ ذات ہے۔

(تشریح) ذات بے کیف ہے دل کا ایرادہ بھی بے کیف ہے۔ لہٰذا بے کیف بے کیف میں سما سکتا ہے، اسی لئے دل ذات کا مظہر ٹھہرا۔

اسم در معنی و معنی اسم در
ہم چو شاخِ گُل کہ گُل دارد بہ بر

(ترجمہ) اسم اپنے معنی میں اور معنی اپنے اسم میں (پوشیدہ ہوتے ہیں) جس طرح پھُول کی ٹہنی پر پھُول ہوتا ہے۔

(تشریح) میرے دل اور ذات کی مناسبت اُسی طرح ہے جس طرح اسم کی مناسبت معنی سے اور پھُول کی مناسبت پھُول کی ٹہنی سے۔

معنئ موسوم اسمِ کبریا
راہ نمایندہ است سوئے کبریا

(ترجمہ) اسمِ ذات کے معنی ذاتِ کبریا کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

(تشریح) اسم ذات کے ذریعہ سے ذاتِ کبریا تک رسائی ہوتی ہے۔

اسم می گردد فنا وقتِ حضور
ہم حاضر گردد فنا وقتِ سرور

(ترجمہ) حضورِ ذات کے وقت اسم ذات فنا ہو جاتا ہے اور سرور کے حال میں فنا حاضر ہو جاتی ہے۔

(تشریح) حضور میں آمنا سامنا ہوتا ہے اور راز و نیاز کی گفتگو کا موقع ہوتا ہے۔ اس وقت اسم ذات کی ضرورت نہیں ہوتی اس لئے فنا قائم ہوتی ہے اور اسم پس پردہ چلا جاتا ہے۔

گر فنا آید حضور بے کار شد
چوں بقا آید سرور و بیزار شد

(ترجمہ) جب فنا واقع ہوتی ہے تو حضور (کا کیف) بے اثر ہو جاتا ہے اور جب (ذات باری تعالےٰ کے ساتھ اس کیف میں) بقا نصیب ہوتی ہے تو سرور بے اثر ہو جاتا ہے۔

از خودی بیخود شود کیف خودی
از بُدی تا بُد شود لیفِ بُدی (لیف بمعنی لاف)

(ترجمہ) (اپنی) ذات سے خودی کا کیف ختم ہو جاتا ہے اور اپنی ہستی کی لاف زنی جاتی رہتی ہے۔

(تشریح) حضور ذات سے اپنی ذات کا کیف اور اپنی ہستی کی ڈینگیں اور شیخیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

غیر واجب پیشِ واجب کالعدم عکس پیشِ اصل گردد منہدم

(ترجمہ) واجب یعنی ذات کے سامنے غیر واجب یعنی ممکن مٹ جاتا ہے جس طرح عکس اصل کے سامنے فنا ہو جاتا ہے۔

(تشریح) ذات کے روبرو ممکن بے وقعت ہو جاتا ہے جس طرح آفتاب کے سامنے چاند ستاروں کی کوئی حقیقت نہیں رہتی۔

شیشۂ پندار بشکن از یقین
تا بہ بینی عالمِ حسنِ ایں

(ترجمہ) یقین کے ذریعے اپنے فخر و غرور کے شیشہ کو توڑ دو تا کہ حسنِ ذات کا عالم دیکھے۔

(تشریح) ذات کا یقین ہونے سے اپنی بے حقیقتی ظاہر ہو جائے گی اور اپنی ذات اور ہستی کا فخر و غرور مٹ جائے گا اور ذات کے حسن کا بے پایاں عالم نظر آئے گا۔

از قرآں آموز دستورِ عمل
تا شوی مقبول نزدِ لم یزل

(ترجمہ) قرآن حکیم سے تو طرزِ عمل سیکھ تا کہ ذات باری کے نزدیک مقبول ہو جائے۔

(تشریح) دربارِ خداوندی میں مقبولیت قرآن حکیم میں بتائے ہوئے طریقے سے عمل کرنے پر ہوتی ہے۔

درمیان دو خدا حیراں مشو
یا ہوا پرور خدا جویاں مشو

(ترجمہ) دو خداؤں کے درمیان حیران و پریشان نہ ہو یا پھر نفس کا بندہ بن جا اور خدا کی تلاش نہ کر۔

(تشریح) دو خدا سے مراد خدا اور نفس ہے کیونکہ انسان نے نفس کو بھی خدا بنا رکھا ہے اور اس کے کہنے پر چلتا ہے۔ شعر کا مطلب ہے کہ حیران ہونے کی کیا ضرورت ہے یا تو نفس کا بندہ بن جا اور خدا کی تلاش نہ کر (اگلے شعر کے ساتھ ربط ہے)

یا خدائے پاک یکتا یک نگر تا عمل ضائع نہ گردد اے پسر

(ترجمہ) یا تو خدا کو واحد اور یکتا جان تاکہ اے بیٹے عمل ضائع نہ ہو۔
(تشریح) پہلے شعر کے ساتھ ربط ہے کہ یا نفس کا بندہ بن جا اور خدا کو تلاش نہ کر یا پھر خدا کو واحد اور یکتا ہی سمجھ کر اس کے احکام کے مطابق عمل کر تاکہ عمل ضائع نہ ہو۔

الاماں از بندگیٔ دو خدا
کے ہوا بازی ست دین مصطفٰے

(ترجمہ) دو خدا کی بندگی سے پناہ (مانگتا ہوں) حضور اکرم صلعم کا دین نفسانی کھیل نہیں ہے۔
(تشریح) خدا اور نفس دونوں کی بندگی منافقت ہے۔ لہٰذا اس سے پناہ مانگی گئی ہے کیوں کہ مذہب اسلام میں نفسانی خواہشات کی اتباع اور اغراض و مقاصد کے حصول ہی کو مقصد بنا لینے کی گنجائش نہیں ہے۔

بہرِ دنیا ایں بیاں گردد زیاں
برسرِ منبر خطابت اے جواں

(ترجمہ) منبر پر سے اگر یہ بیان دنیا کے لئے کیا جائے تو نقصان دہ ہے۔
(تشریح) تقریر میں نیکی کا بیان اگر دنیاوی نفع حاصل کرنے کے لئے کیا جائے تو اس سے فائدہ نہیں نقصان ہوگا۔

نوٹ:۔ اگلے چند اشعار حضرت صاحبؒ نے راولپنڈی میں ۱۹۶۳ء میں عیدالفطر کے موقع پر لکھے جبکہ ایک امام مسجد زور شور کی تقریر فرما رہے تھے۔

شورِ تنبورِ دہانت ابتر است
تارِ ایقانِ دیانت کمتر است

(ترجمہ) تیرے منہ سے جو شور پیدا ہو رہا ہے وہ بہت برا ہے کیوں کہ دیانتدار آن یقین کی تار کمزور ہے۔
(تشریح) زبانی تقریر میں خالص اللہ کی عبادت کا بیان ہو رہا تھا لیکن یقین کی

کمزوری کے باعث اعمال اور ایمان میں خامی تھی اور ظاہر و باطن میں فرق تھا اس لئے تقریر بہت بُری تھی۔

راقبِ جاہ و جلال تقریرِ تو
بہرِ اعناقت شود زنجیرِ تو

(ترجمہ) شان وشوکت کی دلدادہ تیری تقریر تیری گردن کی زنجیر بن جائے گی۔

(تشریح) طالبِ جاہ ومنصب مقرّر کو یاد دلایا گیا ہے کہ تیری اس منافقانہ تقریر کے سبب آخرت میں تیری گردن میں پھندہ ڈال دیا جائے گا۔

آفریں بر علمِ آتش بازِ تو
آفریں بر حلمِ قہر انبازِ تو

(ترجمہ) تیرے شعلہ بار علم اور غضب آلود تحمّل پر شاباش۔

(تشریح) شاباش طنز کے طور پر دی گئی ہے کہ علم جو محبت والفت کا سبق دیتا ہے تو اس سے آگ لگانے اور منافرت کا کام لیتا ہے اور تیرا بظاہر حلم غضب آلود ہے۔

بے خبر باشی ز اجلالِ خدا
با خبر باشی ز حلوائے ہوا

(ترجمہ) ذاتِ باری تعالےٰ کے جلال وعظمت سے تُو بے خبر ہے لیکن نفس کی خواہشات کی جو خوش معلوم ہوتی ہیں تجھے خبر ہے۔

(تشریح) مقرّر کو اس کی خامی سے آگاہ کیا گیا ہے کہ اسے خواہشات نفسانی کی لذّت سے تو واقفیّت ہے اور ان کا طالب ہے لیکن خدا کے جلال کی خبر نہیں جو اس کا خوف دل میں نہیں ہے۔

خلق را در وہم و شک انداختی
چوں فرشتہ خویش را بنواختی

(ترجمہ) مخلوق کو شک و شبہ میں ڈال دیا ہے اور اپنے آپ کو فرشتہ ظاہر کیا ہے۔

غیرِ قرآن است تقریرِ شما
غیرِ قرآن است تصویرِ شما

(ترجمہ) تیری تقریر و گفتگو اور شکل و صورت قرآن حکیم کے خلاف ہے۔
(تشریح) تو احکام قرآنی کی خلاف ورزی کا مرتکب ہے، گفتگو میں بھی اور صورت میں بھی۔

فارغ از اعمالِ قرآن گشتۂ
اکتفا بر درسِ قرآن کردۂ

(ترجمہ) تو قرآن کے بتائے ہوئے اعمال سے فارغ ہو گیا ہے صرف قرآن کا درس دینے کو کافی سمجھ لیا ہے۔
(تشریح) امام مسجد کو آگاہ کیا گیا ہے کہ تُو جو کلام مجید کے درس ہی کو کافی سمجھتا ہے اور احکام قرآنی پر عمل کرنے سے غفلت برتتا ہے یہ درست نہیں۔

تعریف اسم الرّحمٰن

ہر عبادت لائقِ شانِ اِلٰہ
ہر نیازت شائقِ شانِ اِلٰہ

(ترجمہ) ہر قسم کی عبادت شانِ الٰہی کے لائق ہے اور ہر ایک نیاز مندی التجا وغیرہ بھی اسی کی شان کو زیب دیتی ہے۔
(تشریح) ذاتِ خداوندی ہی تمام عبادتوں کے لائق ہے اور دعا اور التجا بھی اسی سے کرنی چاہیئے۔

ناز و نعمت شانِ رحمانی بود
جودِ امکاں وصفِ رحمانی بود

(ترجمہ) ناز و نعمت (کی عطا) اسم الرحمٰن کی شان ہے اور دنیاوی سخاوت الرحمٰن کی صفت ہے۔

(تشریح) ذاتِ باری تعالےٰ کے اسم اَلرَّحمٰن کے تصرف ہی سے دنیاوی نعمتیں، عیش و عشرت اور بخشش و عطا کا ظہور ہو رہا ہے۔

عیش دنیا عیشِ عقبےٰ از رحیم
صورتِ انعام رحمان الرّحیم

(ترجمہ) دنیا اور عاقبت کا عیش و آرام الرحمٰن الرحیم کے انعام کی صورت ہے۔

(تشریح) دنیا اور آخرت کا عیش و آرام اللہ کا ایک انعام ہے جو اس کی صفات الرحمٰن الرحیم کا اثر ہے۔

معیّت و غیریّت

نوٹ :۔ اس نظم میں ذاکر کی حیرت و استعجاب کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ جب ذاکر مدارجِ سلوک طے کرتا ہُوا ذات الٰہی کے قرب و وصال سے مشرّف ہوتا ہے تو ایک عجیب حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں اُسے نہ اپنے بارے میں کچھ پتہ چلتا ہے اور نہ باری تعالےٰ کے بارے میں۔ وہ ذات باری کا دھیان کرتا ہے تو اپنے وجود کا احساس نہیں ہوتا اور اپنے وجود کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو ذات باری تعالےٰ کا علم نہیں رہتا۔ اس انتہائی قرُب میں بھی وہ غیریّت محسوس کرتا ہُوا اپنی عاجزی و انکساری کے پیشِ نظر اُس کی ذات کو اعلیٰ اور ارفع اور اپنے آپ کو ادنیٰ اور حقیر سمجھ کر دیدارِ الٰہی کی فکر و شوق اور ذکرِ محبوب پر ہی اکتفا کرتا ہے اور اسی کو کافی سمجھتا ہے۔

یہ تشریح تمام نظم پر حاوی ہے۔ لہٰذا اشعار کا صرف ترجمہ ہی کیا گیا ہے۔

اے در کنارِ من کنارِ تو کُجا
من در کنارِ تو کنارِ من کُجا
من کجا و تو کجا و غم کُجا
فکرِ دیدارِ تو بس!

(ترجمہ) آپ میرے پہلو میں ہیں۔ آپ کا پہلو کہاں ہے؟ میں آپ کے پہلو میں ہوں۔ میرا پہلو کہاں ہے؟ کہاں میں، کہاں آپ، کہاں غم۔ صرف آپ کے دیدار ہی کی فکر ہے۔

من در قطارِ تو قطارِ من کُجا
تو در قطارِ من قطارِ من کُجا
من کجا و تو کجا و غم کُجا
ذکرِ اغیارِ تو بس!

(ترجمہ) میں آپ کی قطار یعنی صف میں ہوں۔ میری صف کہاں ہے؟ آپ میری صف میں ہیں۔ میری صف کہاں ہے؟ میں کہاں، آپ کہاں اور غم کہاں! بس ماسوا اللہ ہی کا ذکر ہے۔

تو در کلامِ من کلامِ تو کجا
من در کلامِ تو کلامِ من کجا
تو کجا و من کجا و غم کجا
فکرِ دیدار تو بس!

(ترجمہ) آپ میرے کلام میں ہیں۔ آپ کا کلام کہاں ہے؟ میں آپ کے کلام میں ہوں۔ میرا کلام کہاں ہے؟ آپ کہاں، میں کہاں اور غم کہاں! آپ کے دیدار ہی کی فکر ہے۔

تو در نگاہِ من نگاہِ تو کجا
من در نگاہِ تو نگاہِ من کجا
تو کجا و من کجا و غم کجا
شوقِ دیدارِ تو بس!

(ترجمہ) آپ میری نگاہ میں ہیں آپ کی نگاہ کہاں ہے۔ میں آپ کی نگاہ میں ہوں میری نگاہ کہاں ہے۔ آپ کہاں، میں کہاں اور غم کہاں۔ بس آپ کے دیدار ہی کا شوق ہے۔

من خمارِ تو خمارِ من کجا
تو خمارِ من خمار تو کجا
تو کجا و من کجا و غم کجا
یارِ غم خوارِ تو بس!

(ترجمہ) میں آپ کا خمار ہوں۔ میرا خمار کہاں ہے؟ آپ میرا خمار ہیں آپ کا خمار کہاں ہے؟ آپ کہاں، میں کہاں، آپ کہاں اور غم کہاں۔ آپ ہی

غم خوار دوست کافی ہیں۔

من قرارِ تو قرارِ من کجا
تو قرارِ من قرار تو کجا
تو کجا و من کجا و غم کجا
ذکرِ دلدارِ تو بس!

(ترجمہ) میں آپ کا قرار ہوں۔ میرا قرار کہاں ہے؟ آپ میرا قرار ہیں۔ آپ کا قرار کہاں ہے؟ آپ کہاں، میں کہاں، اور غم کہاں! آپ دلدار کا ذکر ہی کافی ہے۔

من بقا یا تو بقا یا من فنا
من فنا یا تو بقا یا من بقا
من بقا و تو بقا و غم بقا
غلامِ غم خوارِ تو بس!

(ترجمہ) میں باقی ہوں یا آپ باقی ہیں۔ یا میں فانی ہوں؟ میں فانی ہوں یا آپ باقی ہیں یا میں باقی ہوں؟ میں باقی ہوں، آپ باقی ہیں اور غم باقی ہے اور آپ کا غلامِ غمخوار کافی ہے۔

مقامِ وصل

ذاتِ اقدس خارج مخلوق نیست
ذاتِ اقدس داخل مخلوق نیست

(ترجمہ) ذاتِ باری تعالیٰ مخلوق سے جدا نہیں اور نہ ہی مخلوق میں داخل ہے۔

(تشریح) مخلوق کے ساتھ معیت باری تعالیٰ تصرفاً اور قدرتاً ہے، ذاتاً نہیں، یعنی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت، ایرادت، مشیت اور دیگر صفات کاملہ کے تصرف کے ساتھ مخلوق سے معیت رکھتے ہیں لیکن ذاتی طور پر نہیں۔

ذاتِ خالق واصلِ مخلوق نیست
ذاتِ خالق فاصلِ مخلوق نیست

(ترجمہ) ذات باری تعالیٰ مخلوق سے واصل نہیں اور نہ ہی مخلوق سے الگ ہے۔

(تشریح) یہاں بھی پہلے شعر کا مفہوم بیان ہؤا ہے۔

چونکہ ذاتش برتر از ادراک است
زاں سبب از وصل و فصلش پاک است

(ترجمہ) چونکہ آپ کی ذات ہماری سمجھ سے بالا ہے اس وجہ سے وہ ذات وصل و فصل کے احاطہ سے منزّہ اور پاک ہے۔

از تغیّر تبدیل و حالِ نیک و بد
برتر و پاک است ذات لَمۡ یَلِدۡ

(ترجمہ) ذاتِ لَم یا لِدۡ (لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ) تغیر و تبدّل اور نیک و بد کے حالات سے بالاتر اور پاک ہے۔

(تشریح) اللہ تعالےٰ کی وہ ذات ہے کہ نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ کسی نے اُس کو جنا۔ پس وہ کسی قسم کے تغیّر و تبدّل اور اچھے بُرے حالات سے پاک ہے۔

درمیانِ داخل و خارج قریب
درمیانِ واصل و فاصل قریب

(ترجمہ) ذاتِ باری تعالےٰ داخل و خارج اور واصل و فاصل (دونو حالتوں) کے قریب قریب ہے۔

ذاتِ حق از ماورآء باشد ورآء
از تصرّف قدرتش با ماورآء

(ترجمہ) اللہ تعالےٰ کی ذات ماوراء یعنی مخلوق سے وراء یعنی الگ ہے (لیکن) اپنی قدرت اور تصرف سے مخلوق کے ساتھ ہے۔

(تشریح) اللہ تعالےٰ اپنی ذات کے اعتبار سے تو مخلوق سے جدا ہیں لیکن مخلوق

میں تصرف کرنے پر قادر ہونے کے لحاظ سے اس کے ساتھ ہیں۔

ذات او خارج و امرش داخل ہست
ذاتِ حق فاصل وکونش واصل ہست

(ترجمہ) ذاتِ باری مخلوق سے جُدا ہے لیکن امر ربّی شامل مخلوق ہے۔ذاتِ حق تو جُدا ہے لیکن کُن کا حکم ساتھ شامل ہے۔

(تشریح) اگرچہ اللہ تعالےٰ کی ذات تو مخلوق سے الگ اور جُدا ہے لیکن اس کا حکم کُن باری تعالےٰ کا فعل ہے جس سے مخلوق کا ظہور ہوُا اور فعل اپنے فاعل سے جُدا نہیں ہو سکتا۔اس اعتبار سے باری تعالےٰ مخلوق سے واصل ہے۔

امرِ آمر داخلِ مامور داں
فعلِ فاعل داخلِ مفعول داں

(ترجمہ) حاکم کے حکم کو محکوم میں داخل جانو (اور اسی طرح) فاعل کے فعل کو مفعول میں داخل جانو۔

(تشریح) اس سے پہلے شعر میں جو بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے امر کے اعتبار مخلوق سے واصل ہیں یہاں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ اُس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک حاکم اپنے حکم کے ذریعے اپنے محکوم کے ساتھ اور ایک فاعل اپنے فعل کے ذریعے اپنے مفعول کے ساتھ تعلق اور لگاؤ رکھنے والا سمجھا جاتا ہے۔

ایں معیت با ممکاں امری بود
غیریت از ایں مکاں ذاتی بود

(ترجمہ) ذاتِ باری کی ممکن کے ساتھ یہ معیت امری صورت میں ہے اور دنیا سے غیریت ذاتی اعتبار سے ہے۔

(تشریح) بہ اعتبار امر ربی اللہ تعالےٰ مخلوق سے واصل ہیں اور بہ اعتبار ذات اس سے جُدا ہیں۔

فعل را تا امر باشد انتظار　　امر دارد تا ایرادہ انتظار

(ترجمہ) فعل کو امر ربی کا انتظار ہوتا ہے اور امر ربی کو ارادۂ ذات کا انتظار ہوتا ہے۔

(تشریح) فعل سرزد ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا حکم ہوتا ہے اور حکم فرمانے سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کا ارادہ فرماتے ہیں۔

تا بہ مشیت انتظار ارادہ را
تا بہ ذاتش انتظار ایجادہ را

(ترجمہ) ارادۂ ذات کو مشیتِ ذات کا انتظار ہوتا ہے اور دنیا (مخلوق) کو باری تعالیٰ کی ذات بابرکات کا انتظار کرنا ہوتا ہے۔

(تشریح) اللہ تعالیٰ کا ارادہ فرمانا مشیت الٰہی پر موقوف ہے۔ ان جملہ مدارج کے بعد فعل واقع ہوتا ہے۔

الغرض آثار کو افعال باری کا، افعال باری کو امر ربی کا، امر ربی کو ارادۂ ذات کا اور ارادۂ ذات کو مشیتِ ذات کا انتظار رہتا ہے۔ ان سب کے ظاہر ہونے پر آثار پیدا ہوتے ہیں۔

اصل را با عکس باشد اتصال
گرچہ عکس از اصل دارد انفصال

(ترجمہ) اصل کو اپنے عکس کے ساتھ لگاؤ ہے، اگرچہ عکس اپنے اصل سے جدا ہے۔

(تشریح) اگرچہ ذات باری تعالیٰ مخلوق سے جُدا ہے اور الگ ہے لیکن اس کے باوجود اسے اپنی مخلوق سے لامتناہی معیت ہے۔

ایں تصرف از صفاتِ ذاتیات
دائماً جاری ست اندر ممکنات

(ترجمہ) ذاتی صفات باری تعالیٰ کا یہ تصرف مخلوق میں ہمیشہ جاری رہتا ہے۔

(تشریح) ذات باری تعالیٰ کی یہ معیت جو صفاتِ ذات کے تصرف کے اعتبار

سے ہے مخلوق کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہے۔

یک تجلّی ذاتہٖ تربیتاً
از کمالِ برق او معیتاً

(ترجمہ) اللہ تعالٰے کے ایک ذاتی تجلّی اور اُس کے برقی تصرف سے (مخلوق) کی تربیت اور معیت ہے۔

(تشریح) ذاتِ باری جو اپنی ایک تجلّی کی تیز برقی صفت کے تصرّف سے جو مخلوق کی تربیت کرتی ہے تو یہ معیت بہ اعتبار تربیت ہے۔

داخلِ ہر ذرّہ نورِ آفتاب
خارجِ ہر ذرّہ ذاتِ آفتاب

(ترجمہ) سورج کا نور ہر ذرّہ میں داخل ہے۔ (لیکن) سورج کی ذات ہر ذرّہ سے خارج ہے۔

(تشریح) اس شعر میں باری تعالٰے کی معیت اور غیریت کو سورج اور ذرّہ کی مثال دے کر سمجھایا گیا ہے کہ سورج کی روشنی تو ہر ذرّہ میں داخل ہے، یعنی اس اعتبار سے کہ سورج کی روشنی ذرّہ پر پڑ کر اسے بھی روشن کر رہی ہے۔ ذرّہ کو سورج کی معیت حاصل ہے لیکن سورج بذات خود ذرّہ سے جُدا ہے۔

تابِ تارِ برق تا باشد در مکاں
ذاتِ تابِ برق دُور است از مکاں

(ترجمہ) بجلی کے تار کی روشنی مکان میں آتی ہے (لیکن) بجلی کی روشنی کی ذات (قوت وطاقت) مکان سے دُور ہے۔

(تشریح) یہ دوسری مثال بیان کی گئی ہے کہ مکان میں جو بجلی کی روشنی تار کے ذریعے مکان میں آتی ہے اِس کا سرچشمہ (ذات) بجلی گھر ہے تو اس روشنی کے اعتبار سے مکان کو بجلی گھر کے ساتھ معیت یعنی تعلق ضرور ہے لیکن حقیقت میں بجلی گھر مکان سے بالکل جدا اور الگ۔ یہی صورت باری تعالٰے کی مخلوق کے ساتھ معیت اور الگ ہونے کی

ہے کہ اپنی ذات کے اعتبار سے باری تعالےٰ مخلوق سے جدا ہیں لیکن اپنی صفات اور قدرت سے جو تصرّف فرماتے ہیں۔ اس کے اعتبار سے مخلوق کے ساتھ معیت پیدا ہے۔

ہاں زتابِ برق روشن چشمِ من
ہاں زذاتِ برق کورش چشمِ من

(ترجمہ) بجلی کی روشنی سے میری آنکھ روشن ہوتی ہے (لیکن) بجلی کی ذات (طاقت و قوّت) سے میری آنکھ خیرہ ہو جاتی ہے۔

(تشریح) بجلی کی روشنی ہمارے لئے مفید ہے ہم اس کے ذریعے اندھیرے میں دیکھ سکتے ہیں لیکن بجلی کی توانائی ہمارے لئے خطرناک ہے کہ بجلی کا کرنٹ جان لیوا ہوتا ہے۔ پس تجلیاتِ ذاتِ باری کوئی ممکن برداشت نہیں کر سکتا۔

چوں نظر داخل بہ منظر می بود
ہم نظر خارج زمنظر می بود

(ترجمہ) جس طرح نظر منظر میں داخل ہے۔ اسی طرح منظر سے خارج بھی ہے۔

(تشریح) یہاں پھر ایک مثال دی گئی ہے۔ نظر جس چیز کا نظارہ کرتی ہے اس کے ساتھ بھی ہوتی ہے لیکن بذاتِ خود منظر سے الگ ہوتی ہے۔

صورتِ منظر جُدا شد از نظر
قدرتِ نظر نہ آید در نظر

(ترجمہ) نظارہ گاہ کی صورت تو نظر سے الگ ہو گئی ہے۔ لیکن نظر کی قدرت دکھائی نہیں دیتی۔

(تشریح) ظاہرا صورت میں نظارہ گاہ نظر سے الگ ہے لیکن نظر کی اُس قدرت اور قوّت کا علم نہیں جس کے سبب منظر دکھائی دیتا ہے اور منظر کو نظر کی معیت حاصل ہے۔

لیک مے دارد معیت قدرتاً
ہم چناں غیریتاً در صورتاً

(ترجمہ) لیکن (نظر) اپنی قدرت کے ذریعے (منظر) کے ساتھ معیت رکھتی ہے اور

اور اسی طرح منظر سے صورتاً غیریت رکھتی ہے۔

(تشریح) نظر اپنی قدرت و قوت کے ذریعے جو منظر کا نظارہ کرتی ہے تو نظر کو منظر سے لگاؤ اور معیت حاصل ہے لیکن صورتاً نظر اور منظر الگ الگ ہیں۔

بوئے گُل از گُل نمی باشد جُدا
صورتِ گُل گشتہ از بویش جُدا

(ترجمہ) پھُول کی خوشبو پھُول سے جُدا نہیں ہوتی لیکن پھُول صورتاً اپنی خوشبو سے جُدا ہوتا ہے۔

(تشریح) یہ ایک اور مثال دلیل کے طور پر پیش کی گئی ہے۔ پھُول اور اس کی خوشبو ایک دوسرے سے جدا نہیں۔ لیکن پھُول کی صورت اپنی خوشبو سے یقیناً جُدا ہے۔

غیر ادراک است رنگِ بوئے گُل
در شمام عین است لطفِ بوئے گُل

(ترجمہ) پھُول کی خوشبو کا رنگ تو ادراک سے باہر ہے البتہ سونگھنے میں پھُول کی خوشبو کا لطف محسوس ہوتا ہے۔

(تشریح) پھُول کی خوشبو کے رنگ کے بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ ہم اس کا ادراک کر ہی نہیں سکتے۔ البتہ اس کو سونگھنے سے ہم لطف ضرور اٹھاتے ہیں۔

بود در نطفہ پسر ہمتا پدر
گشتہ در صورت پدر غیر از پسر

(ترجمہ) نطفہ میں بیٹا اور باپ ایک ہیں (لیکن) وجودی صورت میں باپ بیٹے سے الگ ہوتا ہے۔

(تشریح) بیٹا باپ کے نطفے ہی سے پیدا ہوتا ہے اس لحاظ سے دونوں ایک ہیں لیکن دونوں کا وجود ایک دوسرے سے جدا ہے۔

خلق اندر علم و قدرت با خُدا
در شہادت واجب از ممکن جُدا

(ترجمہ) مخلوق علم اور قدرت سے خدا کے ساتھ ہے (لیکن) مخلوق کے ظاہر ہونے پر خدا اور مخلوق جدا ہو گئے۔

(تشریح) تخلیقِ کائنات سے پہلے مخلوق ذات باری تعالےٰ کے علم و قدرت اور ارادہ میں تھی لیکن مخلوق کے ظہور پر واجب (ذات الٰہی) اور ممکن (مخلوق) جُدا جُدا ہو گئے۔

عکس با اصل است غیر آئینہ
جلوۂ عکس است اندر آئینہ

(ترجمہ) آئینہ کے بغیر کسی شے کا عکس اپنی اصل کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن آئینہ کے اندر عکس کا جلوہ موجود ہوتا ہے۔

(تشریح) آئینہ کے بغیر کسی چیز کا عکس موجود نہیں ہوتا یعنی وہ اپنی اصل کے ساتھ ہے اور اس سے جُدا نہیں۔ لیکن آئینہ کے سامنے ہونے سے عکس آئینہ میں موجود نظر آتا ہے اور وہ اپنی اصل کا غیر اور اس سے جُدا ہوتا ہے۔ یہی صورت ذاتِ باری کے ساتھ مخلوق کی معیت اور غیریت کی ہے۔ مخلوق کا وجود اللہ تعالےٰ کے ارادہ میں موجود ہے۔ لہٰذا ایسی حالت میں مخلوق ذات باری تعالےٰ سے جُدا نہیں اور ذات میں مخفی ہے کیوں کہ ارادۂ ذات، ذات باری تعالےٰ کی ذاتی صفت ہے۔ لیکن جب باری تعالےٰ کو منظور ہوُا تو اس ارادہ کو اپنی قدرت سے ظاہر فرمایا، یعنی وہ مخلوق کی صورت میں ظاہر ہوُا۔ اب مخلوق ذات باری سے الگ ہو گئی۔

ثابتِ اصل است عکسِ آئینہ
شاھد اصل است عکس آئینہ

(ترجمہ) آئینہ کا عکس اپنے اصل کو ثابت کرتا ہے اور اس کی گواہی دیتا ہے۔

(تشریح) جس طرح آئینہ کا عکس اس بات کا ثبوت اور اس پر گواہ ہے کہ اس کی کوئی اصل ضرور ہے اسی طرح مخلوق کا وجود ذاتِ باری تعالےٰ پر گواہ اور اُس کا ثبوت ہے۔

وصفِ ظاہر شیشۂ جملہ عَلَم
اَلْمُصَوِّرُ صُورتِ جملہ عَلَمْ

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی صفت ُاَلظَّاھِرُ، تمام جہانوں کا شیشہ ہے اور صفت ُاَلْمُصَوِّرُ، تمام جہانوں کی صورت ہے۔

(تشریح) اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے دو صفات اَلظَّاھِرُ اور اَلْمُصَوِّرُ ہیں۔ پہلی صفت سے تمام کائنات کا ظہور ہوُا اور دوسری سے ان کی شکل و صورت تیار ہوئی۔

وصفِ باطن قدرتِ ذاتِ قدیر
گشتہ اندر شیشۂ امکاں شہیر

(ترجمہ) ذاتِ باری تعالیٰ کی قدرت سے اَلْبَاطِنُ کی صفت امکان یعنی دنیا کے شیشہ میں مشہور ہوگئی۔

(تشریح) معیّت خداوندی باطن ہے لیکن مخلوق کے وجود میں آنے سے دنیا میں شہرت پا گئی۔

قدرتِ اوصافِ ذاتی شد قریب
مظہر اوصاف ذاتی نا قریب

(ترجمہ) اوصاف ذاتی کی قدرت قریب ہوئی لیکن اوصاف ذاتی کا مظہر دُور ہُوا۔

(تشریح) باری تعالیٰ کی ذاتی صفات کی جو قدرت اور تصرّف ہے، اس کے اعتبار سے مخلوق ذاتِ باری کے نزدیک ہے لیکن جب ان ذاتی اوصاف کے ذریعہ ظہور پذیر ہوئی تو ذات باری تعالیٰ سے جُدا ہوگئی۔

ہمچوں روحِ ما کہ واصل با من است
ہمچوں جسمِ ما کہ فاصل با من است

(ترجمہ) جیسا کہ ہماری روح ہماری ذات کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور جس طرح ہمارا جسم ہماری ذات سے جدا ہے۔

(تشریح) روح کے انسان سے واصل اور جسم کے الگ اور جُدا ہونے کی مثال دے کر ذاتِ باری سے مخلوق کی معیت اور غیریت کو واضح کیا گیا ہے۔

عشق عاشق واصل معشوق خود
جسمِ عاشق فاصلِ معشوق خود

(ترجمہ) عاشق کا عشق اپنے معشوق سے واصل ہے لیکن اس کا وجود اپنے معشوق سے جدا ہے۔

(تشریح) یہاں بھی صفت کے لحاظ سے معیت کو اور وجود کے لحاظ سے غیریت کو بیان کیا گیا ہے۔

قدرت ہر اسم ذاتی با من است
ذاتِ ہر یک اسم ذاتی نا من است

(ترجمہ) ہر اسم ذات کی قدرت میرے ساتھ ہے لیکن ہر اسم کی ذات میرے ساتھ نہیں۔

(تشریح) ہر اسم کی خصوصی طاقت کا تصرف مخلوق کے ساتھ معیت رکھتا ہے لیکن ہر اسم بذاتِ خود مخلوق سے جدا ہوتا ہے۔

حسنِ معشوق درد و سوزِ عاشقاں
جسمِ معشوق غیرِ سوزِ عاشقاں

(ترجمہ) معشوق کا حسن و جمال عاشقوں کا درد و سوز ہے لیکن معشوق کا جسم سوز سے جدا ہے۔

(تشریح) معشوق کا حسن جو ایک صفت ہے عاشق کے درد اور تڑپ کا سبب ہے اور معیت کو ظاہر کرتا ہے لیکن معشوق کا جسم معیت نہیں غیریت رکھتا ہے۔

داخلِ عاشق بود حسن و جمال
خارج عاشق بود جسمِ خیال

(ترجمہ) معشوق کا حسن و جمال عاشق کے تصور میں موجود ہے لیکن معشوق

کے جسم کا عاشق کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔
(تشریح) معشوق کے حُسن و جمال کے باعث عاشق کو اس کے ساتھ تصور میں معیت حاصل ہے، لیکن عاشق چونکہ معشوق کے جسم کا تصور نہیں کرتا لہٰذا اس بنا پر غیریت موجود ہوتی ہے۔

قبضۂ مولا ہست مِلکِ ہر غلام
خارجِ مولا ہست جسمِ ہر غلام

(ترجمہ) ہر بندہ کی مِلک باری تعالےٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے لیکن ہر بندہ کا جسم باری تعالےٰ کی ذات سے الگ ہے۔
(تشریح) مخلوق کی حیات و ممات، کاروبار، رزق وغیرہ میں ذات باری کی قدرت کا تصرف معیت کو ظاہر کرتا ہے لیکن بندہ کا وجود ذات باری تعالےٰ سے جُدا ہے۔

واصلِ سنگ است ذوقِ نمک
فاصل از ذوق نمک جسمِ نمک

(ترجمہ) نمک کا ذائقہ نمک کے پتھر میں شامل ہوتا ہے کہ نمک کا جسم نمک کے ذائقہ سے جدا ہوتا ہے۔
(تشریح) نمک کا ذائقہ اگرچہ نمک کے پتھر میں باطنی طور پر موجود ہے اور اُسے پتھر کے ساتھ معیت حاصل ہے لیکن جو چکھنے سے معلوم ہوتا ہے وہ نمک کے پتھر سے الگ اور جُدا ہے۔

ذوقِ نارنج واصلِ نارنج شدہ
جسمِ نارنج فاصل ذوقش شدہ

(ترجمہ) نارنگی کا ذائقہ نارنگی میں موجود ہوتا ہے لیکن نارنگی کا جسم اس کے ذائقہ سے جُدا ہوتا ہے۔
(تشریح) نارنگی کے ذائقہ کا ہم مشاہدہ نہیں کر سکتے لیکن وہ نارنگی میں موجود ہے اس کے برعکس نارنگی کے جسم کا ہم مشاہدہ کر سکتے ہیں جو نارنگی کے ذائقہ سے جُدا ہے۔

لفظ و حرفِ نام از معنی جُدا
معنیٰ اندر اسم باشد ناجُدا

(ترجمہ) نام کا لفظ اور حرف معنیٰ سے الگ ہوتا ہے (لیکن) معنی جو نام کے اندر ہیں وُہ اس سے جُدا نہیں۔

(تشریح) ہر ایک نام کا ایک لفظ ہوتا ہے جو حرفوں سے مل کر بنتا ہے اور ایک اس نام کے معنی ہوتے ہیں۔ نام کا یہ لفظ اور اس کے معنی ایک دوسرے سے جُدا ہوتے ہیں لیکن نام کے معنی نام کے اندر ہی پوشیدہ ہیں اور اس میں شامل ہیں۔

لفظ در معنیٰ و معنیٰ لفظ در
از معیّت ہر دو باشد بے خبر

(ترجمہ) لفظ معنیٰ کے اور معنیٰ لفظ کے اندر ہی ہوتے ہیں لیکن دونوں اس معیّت سے بے خبر ہوتے ہیں۔

(تشریح) لفظ اور اس کے معنیٰ ایک دوسرے سے جُدا نہیں بلکہ ان دونوں میں معیّت موجود ہوتی ہے لیکن اس میت سے دونوں بے خبر ہیں۔

نائم اندر خواب و خواب در نائم است
بے تمیز از وصل و فصل اش نائم است

(ترجمہ) سویا ہُوا آدمی خواب میں اور خواب اس سوئے ہوئے آدمی میں موجود ہوتا ہے لیکن سونے والا خواب کے وصل اور فصل میں کوئی تمیز نہیں رکھتا۔

(تشریح) ایک سونے والے آدمی اور اس کے خواب کی باہم معیّت بیان کی گئی کہ وہ الگ الگ نہیں لیکن اُس سونے والے کو اس معیّت اور غیریت کا فرق معلوم نہیں۔

خواب در من یا درونِ خواب من
آب در من یا درونِ آب من

(ترجمہ) خواب مجھ میں ہو یا مَیں خواب میں ہوں اور پانی (نطفہ) مجھ میں

میں پانی میں ہوں۔

(تشریح) آدمی اور اس کا خواب ایک دوسرے سے الگ نہیں اسی طرح انسان اور وہ نطفہ جس سے اس کی پیدائش ہوئی ہے باہم ملے ہوئے ہیں۔

ایں تمیز اندر مقامِ معرفت
نیست آگاہ زا ایں ہنر اہلِ لغت

(ترجمہ) یہ تمیز معرفت کے مقام میں ہے اور اس راز سے اہل لغت واقف نہیں۔

(تشریح) مسئلہ معیت و غیریت جو بالا اشعار میں بیان ہوا اس کی تمیز معرفت الٰہی کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ اہل لغت یعنی الفاظ معانی جاننے والے یا علم والے اس نکتہ سے آگاہ نہیں۔

زندگی در ما و من در زندگی
بندگی در ما و من در بندگی

(ترجمہ) زندگی مجھ میں ہے اور میں زندگی میں ہوں. بندگی مجھ میں اور میں بندگی میں ہوں۔

(تشریح) زندگی اور بندگی کی آدمی کے ساتھ معیت کو بیان کیا گیا ہے۔

خون اندر ما و ما در خون در
غیریت از ایں معیت بے خبر

(ترجمہ) خون ہم میں ہے اور ہم خون میں ہیں اور غیریت اس معیت سے بے خبر ہے۔

(تشریح) یہاں خون کی ہمارے ساتھ معیت بیان کرکے بتایا گیا ہے کہ ہم خون کو اپنی ذات سے الگ خیال کرتے ہیں اور اس معیت کا ہم کو علم نہیں ہے، انسان خون سے اور خون انسان سے جُدا نہیں۔

راقب موجود شو در کائنات
تا شوی فارغ ز بودِ کائنات

(ترجمہ) اس کائنات میں موجود یعنی ذات الٰہی کا مراقبہ کر، تاکہ کائنات کے وجود سے بے خبر ہو جائے۔

(تشریح) ذات باری تعالےٰ کا مراقبہ کرنے سے انسان میں یہ قوت پیدا ہو جائیگی کہ کائنات کی ہستی اور موجودگی سے بے نیاز اور بے فکر ہو جائے گا۔

گر نتانی راقبِ مقصود شو
از حضورِ غیرِ حق مہجور شو

(ترجمہ) اگر یہ نہیں کر سکتے یعنی راقب موجود نہیں بن سکتے تو راقبِ مقصود بن جاؤ اور غیر حق یعنی ماسوی اللہ سے الگ ہو جاؤ۔

(تشریح) راقب موجود نہ بنا جا سکے تو راقبِ مقصود بنا جائے اگرچہ مقصود بھی ذات الٰہی ہے اور اس طرح ماسوی اللہ سے جدائی اور دُوری اختیار کر لی جائے۔

گر نیابی اُستاذِ ایں سبق
راقبِ معبود شو بگذر ورق

(ترجمہ) اگر تجھے اس سبق کا استاد نہیں ملتا تو تُو راقب معبود بن جا اور کتابوں کو چھوڑ دے۔

(تشریح) اگر راقبِ مقصود بھی نہ بنا جا سکے تو راقب معبود بن جا۔ رہنمائی مراقبہ سے ہی حاصل ہوگی۔ کتابوں کے ذریعے رہنمائی نہیں ہوگی۔ اس لئے کتابوں کو چھوڑ دے۔

تا تو باشی راقب دنیائے دُوں
راقبِ مولا نباشی از درُوں

(ترجمہ) جب تک تو کمینی دنیا کا راقب رہے گا راقب مولا نہیں بن سکتا۔

(تشریح) دنیاوی امور میں کلی طور پر منہمک انسان ذات باری تعالےٰ کا تصور اور خیال دل میں نہیں لا سکتا۔ جیسے ایک میان میں دو تلواریں نہیں

آسکتیں اسی طرح انسان کے دل میں دنیا اور عقبےٰ دونو اکٹھے نہیں سما سکتے۔

این معیت غیریت مبہم بود
عقل و فکرش زیں بیانم کم بود

(ترجمہ) یہ معیت و غیریت مبہم ہے۔ میرے اس بیان سے اس کی سمجھ بوجھ کم ہی آتی ہے۔

(تشریح) معیت اور غیریت کا یہ مسئلہ ایسا باریک ہے کہ وہ بیانی طاقت سے باہر ہے پس میرے اس بیان سے بھی اس پر کم روشنی پڑتی ہے۔

تمنّائے عشق

ز اسمِ پاکِ جلالت چہ شعلہ مے خیزد
درونِ چاکِ خیالت چو پنبہ مے سوزد

(ترجمہ) تیرے اسم پاک کے جلال سے عجب شعلہ بھڑکتا ہے۔ تیرے خیال میں باطن روئی کی مانند جلتا ہے۔

(تشریح) اللہ تعالےٰ کے اسم پاک میں ایسا جلال ہے جیسے شعلہ بھڑکتا ہو اور قلبِ عاشق کی یہ کیفیت ہوتی ہے گویا آگ لگی ہوئی ہے۔

حمدِ حمید بریں چاکہائے جاویدی
نواز دار ایں داغہائے کہ داغیدی

(ترجمہ) ہمیشہ کے اس عشق پر اللہ تعالےٰ کا شکر ہے اے مولیٰ تو نے جو (عشق کے) یہ داغ ڈالے ہیں۔ ان کی پرورش فرما۔

(تشریح) سالک کو جو عشق الٰہی سے نوازا گیا ہے وہ اس پر باری تعالیٰ کا شکر بجا لاتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ یہ جذبۂ عشق اس میں مزید پرورش پائے۔

زہیبتے کہ مناسب بحالِ ما دانی
عطاء ز روئے کرم یا کریم و رحمانی

(ترجمہ) جس ہیبت کو تو میرے حال کے مناسب جانتا ہے، اے رحیم و کریم مجھے اپنے کرم سے عطا فرما۔

(تشریح) خدائے رحیم و کریم سے التجا کی گئی ہے کہ مجھے ایسا عشق اپنی ذات کا عطا فرما جو میرے مناسب حال ہو۔

تعریفِ عشق

عاشقے از غیرِ معشوق است فنا　　دلبرے باذاتِ معشوق است بقا

(ترجمہ) محبوب کے علاوہ ہر شے کو مٹا دینا عاشقی ہے اور معشوق کی ذات کے ساتھ باقی رہنا دلبری ہے۔

(تشریح) عشق الٰہی کا تقاضا یہ ہے کہ محبوب کے غیر سے بالکل قطع تعلق کر لیا جائے عبادت کے لائق باری تعالےٰ کو سمجھا جائے اور کسی قسم کا اس کے ساتھ شرک نہ کیا جائے نیز عبادت راوی کے ذریعہ حضور حاصل کر کے کمالِ عشق کے مرتبہ پر پہنچا جائے۔

مقامات عشق

حال و مالش فکر و ذکرش بے بدل
درحضورِ دوست قرباں بے خلل

(ترجمہ) عاشق کا حال و مال اور فکر و ذکر کسی غرض کے لئے نہ ہو وہ معشوق پر بغیر کسی عوض کے اپنے آپ کو قربان کر دے۔

(تشریح) عشق کا مقام یہ ہے کہ فکر و ذکر الٰہی میں عاشق کی کوئی غرض شامل نہ ہو اور نہ وہ معشوق سے کسی معاوضہ کا خواہاں ہو بلکہ اس کا عشق بے لوث اور بے غرض ہو اور عاشق اپنے آپ کو معشوق پر قربان کر دے۔

نیستن در حسنِ معشوق است عشق
زیستن با حسنِ معشوق است عشق

(ترجمہ) معشوق کے حسن میں نابود ہو جانا عشق ہے اور حسنِ معشوق ہی سے زندہ رہنا عشق ہے۔

(تشریح) عشق کی حقیقت یہ ہے کہ عاشق خود کو معشوق کے حسن میں مٹا ڈالے اور صرف اسی کے لئے زندہ رہے۔

عاجزی و ناکسی احوالِ عشق
ناصبوری ناقراری قالِ عشق

(ترجمہ) عشق کا حال عجز اور کمزوری و بے کسی ہے اور عشق کی گفتار بے صبری

اور بے قراری ہے۔

(تشریح) عاشق کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ خود کو اپنے محبوب کے سامنے عاجز اور بے کس اور حقیر خیال کرتا ہے اور عشق کی آگ کے باعث بے صبری اور بے قراری کا اظہار بھی کرتا ہے۔

سربسر دیوانگی آوارگی
عیش حیرانی پریشاں سادگی

(ترجمہ) مکمل دیوانگی، آوارگی، حیرانی و پریشانی کی کیفیت ہوتی ہے۔

(تشریح) عاشق اپنے عشق میں دیوانہ وار گھومتا پھرتا رہتا ہے اور وہ بہت حیران اور پریشان رہتا ہے۔

یاس و مایوس است از ناموس خود
روشن و تابندہ از یاتوس خود

(ترجمہ) اپنی عزت و آبرو کی طرف سے اسے مایوسی ہے لیکن اپنے محب کی طرف سے اسے روشنی کی جھلک نظر آتی ہے۔

زار و بیزار است از اغیارِ یار
کار با یار است از دیدارِ یار

(ترجمہ) محبوب کے غیر سے وہ بیزار ہے اور اسے صرف محبوب اور اس کے دیدار سے غرض ہے۔

(تشریح) عاشق کو اپنے محبوب کے ماسوا یعنی مخلوق سے کوئی تعلق یا واسطہ نہیں بلکہ وہ ان سے بیزار ہے اس کا تعلق تو اپنے محبوب یعنی ذاتِ باری تعالےٰ سے ہے اور اس کے دیدار کا شوق ہے۔

بے خبر از مردگی و زندگی
حور و غلماں نا خبر از خندگی

(ترجمہ) موت، زندگی، حور و غلماں اور ہنسی خوشی سے وہ بے خبر ہے۔

(تشریح) عاشق الٰہی زندگی اور موت سے بے نیاز ہے اور حور و غلمان اور ہنسی خوشی سے بھی اسے کوئی واسطہ نہیں۔ وہ تو عشق الٰہی میں سرشار ہے۔

ہر چہ آید بر سرش یارے بود
گرچہ خوں خوارے دل آزارے بود

(ترجمہ) جو کچھ اس پر گذرتی ہے وہ اسے محبوب ہے خواہ وہ اس کے لئے خطرناک اور دل دکھانے والی ہی کیوں نہ ہو۔

(تشریح) عشق الٰہی میں اگر اسے سخت تکالیف بھی اٹھانی پڑیں اور دل آزاری کی بات بھی ہو لیکن جو کچھ اس پر گذرتی ہے وہ سب اسے محبوب ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دقائق سلوک

(تعریف وجد اور حقیقت وجد) حالۃٌ محمودۃٌ غیر اختیاریۃٌ وکسبیۃٌ بل ھو موھوبۃٌ وعطایۃٌ) عن مسائل السلوک التھانویۃ اشرف العارفین زیر آیات : وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ۔ (تفسیر بیان القرآن پارہ ۷)

(ترجمہ) وجد کی تعریف اور اس کی حقیقت : یہ ایک اچھی حالت ہے جو غیر اختیاری ہے اور محنت سے حاصل نہیں کی جا سکتی بلکہ یہ موہوبی اور عطاء الٰہی ہے۔ (یہ اشرف العارفین میں مسائل السلوک تھانویہ کے تحت اس آیت کے بارے میں بیان ہوا ہے جس کا ترجمہ ہے کہ جب انہوں نے وہ کلام سُنا جو رسولؐ پر اترا تو بہت خوش ہوئے اور آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔

در مقام وصل درد و اضطراب
سیل بر سیل است چو طوفانِ آب

(ترجمہ) مقامِ وصل میں پانی کے طوفان کی طرح تہ بر تہ درد اور اضطراب ہے۔
(تشریح) عاشق مقامِ وصل میں ایک بے چینی اور درد محسوس کرتا ہے جو بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس کثرت کی مثال ایسی ہے جیسے پانی کا سیلاب ہو اور وہ (موج در موج) آتا ہو۔

در مقامِ فصل تنگ از ننگ و عار
با وجودِ عیش و نعمت ناقرار

(ترجمہ) جدائی کی حالت میں ننگ اور عار کی وجہ سے عاشق تنگی محسوس کرتا ہے اور عیش و نعمت کے باوجود بے قرار رہتا ہے۔
(تشریح) عاشق جدائی کی حالت کو باعثِ شرم و عار سمجھتا ہے اور اگرچہ عیش و عشرت کی زندگی ہے لیکن قرار اور چین حاصل نہیں۔

در دلش خا مارِ غم بیدار شد
بہرِ نوشِ خونِ او در کار شد

(ترجمہ) اس کے دل میں غم کا اژدہا بیدار ہو گیا ہے اور اس کا خون پینے لگا ہے۔
(تشریح) عاشق کو غمِ عشق کھائے جا رہا ہے۔

آتشِ رخسارِ یار افروختہ
ایں کبابِ دل بہ آتش سوختہ

(ترجمہ) محبوب کے رخسار کی آگ بھڑک اُٹھی ہے اور اس آگ نے دل کے کباب کو جلا ڈالا ہے۔
(تشریح) محبوب کے حسن و جمال یعنی انوار و تجلیات الٰہی نے عاشق کے دل پر گہرا اثر کیا ہے اور وہ بے حد مضطرب اور بے قرار ہے۔

آتشِ نمرود در دالانِ دل
تابشِ مطلوب در جولانِ دل

(ترجمہ) دل کے دالان میں یہ آتش نمرود ہے لیکن دل کو اُسکی گرمی مطلوب ہے۔
(تشریح) اگرچہ عشق کی آگ انتہائی تیز ہے لیکن دلِ عاشق کو یہ حرارت مطلوب اور محبوب ہے۔

پس قرار یدن آرامیدن کجا
کارِ نازیدن خرامیدن کجا

(ترجمہ) پس عاشق کے دل کو قرار و آرام اور ناز و خرام کہاں (نصیب ہے)
(تشریح) جب دلِ عاشق میں عشق کی آگ بھڑک رہی ہو تو اسے قرار و آرام کس صورت میں نصیب ہو سکتا ہے۔

شیوۂ دستورِ عاشق اے غلام
رنج بر رنج است تا یوم القیام

(ترجمہ) اے غلام دستور عاشق کا شیوہ قیامت کے دن تک رنج پر رنج اٹھانا ہے۔
(تشریح) عاشق تا قیامت اضطراب اور درد کی کیفیت میں مبتلا رہے گا، یہی اس کا مقدر ہے۔

مقامِ عشق

درمیانِ چشمِ تر، دردِ جگر
عشق میدارد مقامِ شور و شر

(ترجمہ) عشق کے آہ و بکا کا مقام آنسوؤں اور دردِ جگر کے درمیان ہے۔
(تشریح) عشق کا مقام یہ ہے کہ عاشق فراقِ محبوب میں گریہ وزاری کرتا رہے اور دردِ جگر میں مبتلا ہو اور اس طرح مسلسل پریشان رہے۔

کیفِ عشق

شعلۂ رخسارِ حُسنِ دِل رُبا
دردِ دلِ بیدل چو خیزد از قضا
چشم میگرید ز دردش زار زار
درد بر درد و غم با غم قطار

(ترجمہ) محبوب کے خوبصورت رخسار کا شعلہ جب دل عاشق میں پیدا ہوتا ہے تو اس کے درد سے آنکھ زار زار روتی ہے اور عاشق پر بے انتہا درد وغم ٹوٹ پڑتا ہے۔
(تشریح) عشق کی کیفیت یہ ہے کہ محبوب کا حسن وجمال دلِ عاشق میں تڑپ پیدا کر دیتا ہے جس سے درد وغم کی اتنی شدت ہوتی ہے کہ آنکھ بے اختیار اشکبار ہو جاتی ہے۔

عملِ عشق

خیال و حالش فکر و ذکرش یادِ یار
کاروبارش ناقرارش خوارِ خار

(ترجمہ) اس کا خیال محبوب کا فکر اور ذکر ہے اور اس کا حال محبوب کی یاد ہے اور بے تابی اور غم خواری اس کا کام ہے۔
(تشریح) عشق کا عمل یہ ہے کہ عاشق کے تصور میں معشوق کا فکر و ذکر رہتا ہے اور ہر حال میں اس کی یاد رہتی ہے اور اس وجہ سے وہ بے قرار اور غم زدہ رہتا ہے۔

حیاتِ عشق

با نیازش ناز بر غم مے کند
با حضورش ساز ہر دم مے کند

(ترجمہ) عاجزی کے ساتھ غمِ فراق پر فخر کرتا ہے اور حضورِ معشوق میں ہر وقت خوش ہوتا ہے۔

(تشریح) عشق کی زندگی اس طور سے گزرتی ہے کہ غمِ فراق اور حضورِ معشوق دونوں حالت میں عاشق خوش رہتا ہے۔

فراغِ عشق

بے خبر از کارِ اغیار ہست و بس

بے خبر از خیر و شر دور از ہوس

(ترجمہ) معشوق کے غیر سے عاشق بے خبر ہوتا ہے اور نیکی بدی کی اسے خبر نہیں ہوتی اور حرص و ہوس سے بیگانہ ہوتا ہے۔

(تشریح) عشق میں معشوق کے ماسوا کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔ ان سے نیکی بدی اور کسی طرح کے لالچ سے عاشق بے خبر، بے نیاز اور بے پرواہ ہوتا ہے۔ یعنی ان سب سے وہ فارغ ہوتا ہے صرف معشوق کی خبر اسے ہوتی ہے اور اسی کے خیال میں مصروف رہتا ہے۔

ثمرۂ عشق

از ثوابش از عذابش باک نیست

تکیہ بر غیر ہم چوں تارِ تاک نیست

(ترجمہ) اس کے ثواب و عذاب کا کوئی ڈر نہیں اور انگور کی بیل کی طرح غیر پر کوئی اعتماد نہیں۔

(تشریح) عشق کا ثمرہ یہ ہے کہ عاشق کو ثواب و عذاب یعنی اس کی بھلائی برائی سے کوئی غرض نہیں ہوتی اور غیر پر کوئی بھروسہ نہیں کرتا۔

سیرِ عشق

رفتہ بالا از مکانش تا مراد
سروِ باغش شاخ و تن دارد آزاد

(ترجمہ) (عاشق) اپنے مقام سے بلند جاکر مراد تک پہنچ جاتا ہے اور اس کے باغ کا سرو شاخ و تن سے آزاد ہوتا ہے۔

(تشریح) عشق کی سیر یہ ہے کہ عاشق اپنے مقام سے بلند ہو کر ذات باری تعالےٰ تک جا پہنچتا ہے اور ایسا کرنے کے لئے وہ کسی ارادہ یا نیت کا محتاج نہیں۔

کسبِ عشق

از غلامی شیشہ ساز د یار را
بنگرد در شیشہ روئے یار را

(ترجمہ) امکان میں دوست کے لئے ایک شیشہ بناتا ہے اور اس شیشہ میں دوست کا چہرہ دیکھتا ہے۔

(تشریح) عشق کا کسب یہ ہے کہ وہ دل کو صاف کر کے آئینہ کی مانند بناتا ہے جس میں محبوب کی صورت نظر آئے۔

آں سطورِ عشق مکتوبِ جنوں
آں پریشاں کُن درونِ باسکوں

(ترجمہ) عشق کے متعلق یہ سطریں ایک جنونی کی تحریر ہے اور اس نے اندرونی سکون کو برباد کر دیا ہے۔

(تشریح) عشق کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ جنون کی ایک حالت ہے جو دلی سکون کو تباہ و برباد کرنے والا اور پریشانی لانے والا ہے۔

جلوہ گاہش خاطرِ خاطر شدہ
از شعاعِ شمسؒ جاں نائر شدہ

(ترجمہ) اُن کے جلوہ و دیدار سے دل کو سکون ہوا اور حضرت پیر شمس الدینؒ کی شعاع سے جان برق بن گئی۔

(تشریح) پیر و مرشد حضرت سید شمس الدینؒ کے جلوہ اور دیدار سے میرے دل کو روحانی سکون نصیب ہوا اور ان کے فیض کی تجلی سے میری روح منور ہو گئی۔

مقام ایمان

ایمان تعلق ایقانی ایرادی یا ذاتِ سبحانی موجوداً فی الموجودات قدرةً تصرفاً حقیقةً بقاءً ابدًا

ایمان اللہ تعالےٰ کے ساتھ یقین اور ارادہ کے ساتھ ایسا تعلق ہے جو بلحاظ قدرت تصرف، حقیقت، بقاء و ہمیشہ کے لئے مخلوق میں موجود ہے۔

و ایضاً تعلق ایرادی ایقانی بامقصود و مطلوب از روئے طلب رضائے ذات او تعالےٰ اخلاصاً از سُبل شرعیہ ظاہریہ باطنیہ۔

اور یہ ارادہ اور یقین والا تعلق مقصود و مطلوب کے ساتھ شریعت کے ظاہری و باطنی طریقوں کے ذریعہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو۔

و ایضاً تعلق ایرادی ایقانی بامعبود در عبادت مالی و زبانی و حالی و افعالی و اقوالی عجزاً و نیازاً با تصدیق رسالت کبریٰ و سنت علیا و محبت و اطاعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور پھر ارادہ اور یقین والا تعلق معبود کے ساتھ اس کی عبادت میں عجز و نیاز والا ہو خواہ وہ عبادت مالی ہو، زبانی اور حالی ہو یا فعلی اور قولی ہو اور ساتھ ہی رسالت و سنت نبویؐ کی تصدیق اور رسول پاکؐ سے محبت اور آپؐ کی اطاعت بھی ہو۔

واین تعلق ایرادی ایقانی را
سبب و مظہر جوفِ یمنیٰ قلبِ حیوانی
انسانی ہست کہ قدرة قادرہ دار و مدارِ
ایقان با خونِ سیاہ رنگ کردہ و نقطۂ
استعداد ہدایت و فطرتِ خداوندی و
تراشِ خداوندی بہ این خون سیاہ رنگ
کہ نامش سویدا است سپردہ۔ در ہر
انسان این لفظ اختیاری ہوا یعنی
موجود اگر اختیار کند ایطاعت رامی
تواند کرد عمل نیک و اگر اختیار نہ
کند اطاعت را پس آں نقطہ استعدادے
پژمردہ بیکار گردد، باوجود مادۂ استعداد۔
نعوذ باللہ وبرائے بیدار کردن این نقطۂ
استعداد بہ ذرائع ناسوتی دنیائے فرستادہ
مثل انبیاء صلی اللہ علیہم و اولیاء و
صلحاء وغیرہ و ذرائع ملکوتی جبروتی لاہوتی
ہم فرستادہ مثل کتب سماوی و قرآن کریم
و الہامات و ہدایات و علوم لدنی و
فیوضاتِ رابطے، ارشادے، تلقینے
ریاضے، مجاھدے و دیگر عبرت انگیز
اشیاء کہ دال بر توحید ذات جل شانہٗ
و صفات جل حمدہٗ و مجدہ نزول کردہ بالواسطہ
یا بلا واسطہ و این را نام ہدایت امری

اور اس ارادہ و یقین والے تعلق کا سبب
اور ظاہر ہونے کا مقام حیوانی انسانی قلب
کا دایاں حصہ ہے کہ قدرت الہٰی نے یقین
کا دار و مدار سیاہ رنگ کے خون پر رکھا
ہے اور ہدایت کی استعداد کے نقطہ اور خدا
کی فطرت اور تراش کو اس سیاہ رنگ والے
خون کے سپرد کر دیا ہے جس کا نام سویدا ہے
ہر انسان میں یہ نقطہ اختیاری ہوُا۔ یعنی اگر
مخلوق اطاعت اختیار کرے تو نیک عمل کر
سکتی ہے اور اگر اطاعت اختیار نہ کرے
تو یہ نقطۂ استعداد صلاحیت ہونے کے
باوجود مرجھا کر بیکار ہو جائے۔ اور اس
نقطۂ استعداد کو بیدار کرنے کے لئے ناسوتی
اور دنیاوی ذریعہ کے طور پر انبیاءؑ، اولیاء
کرام اور صالحین وغیرہ کو بھیجا اور ملکوتی
جبروتی لاہوتی ذریعہ کے طور پر آسمانی
کتب، قرآن کریم اور الہامات، ہدایات
اور علوم لدنی کو بھیجا اور بزرگوں سے
رابطے، ان کے ارشادات اور تلقین اور
پھر ریاضت و مجاھدہ اور دوسری عبرت
دلانے والی چیزوں کو جو اللہ تعالےٰ کی ذات
اور صفات پر دلالت کرتی ہیں بالواسطہ
یا بلا واسطہ اتارا اس کا نام ہدایت امری

هست و توفیق امری اسبابی موہوبی۔

ہے اور توفیق امری اسباب کے ذریعہ سے موہوبی ہے۔

نوٹ:۔ ایں نقطۂ استعداد یہ محرک اولیٰ و نیت عظما است کہ متعلق باشد بہ اسم ظاہر کہ عمل جوارح است و اسم باطن کہ ہدایت و نیت قلبی ایرادی است۔

نوٹ:۔ استعداد کا یہ نقطہ سب سے پہلا محرک ہے اور عظیم نیت ہے، جس کا تعلق ہے اسم ظاہر سے جو اعضا کا عمل ہے اور اسم باطن سے جو ہدایت اور قلبی ارادی نیت ہے۔

مقام تعلق ایرادی

نوٹ:۔ ان اشعار میں واضح کیا گیا ہے کہ 'تعلق' کے سبب کیا کیا ظہور پذیر ہوتا ہے تعلق کی کرشمہ سازیاں حیرت و استعجاب پیدا کرنے والی ہیں۔ مفہوم چونکہ واضح ہے اس لئے تشریح نہیں کی گئی صرف ترجمہ پر اکتفا کیا گیا۔

از تعلق پختہ گردد دلبرے
از تعلق رشتہ آید گوہرے

(ترجمہ) تعلق سے محبت پختہ ہو جاتی ہے اور موتی دھاگے میں پرو دیا جاتا ہے یعنی مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔

از تعلق خون گردد آب چوں
از تعلق آب گردد خون چوں

(ترجمہ) تعلق سے خون پانی کی مانند اور پانی خون کی مانند ہو جاتا ہے یعنی حالت تبدیل ہو جاتی ہے۔

از تعلق آب گردد چوں بشر
از تعلق بذر گردد چوں شجر

(ترجمہ) تعلق سے پانی جو ایک گندہ قطرہ ہوتا ہے انسان کی صورت اختیار

کرلیتا ہے اور بیج ایک درخت بن جاتا ہے۔

از تعلق در زمین تخم چنار
چند روزے باز گردد چوں چنار

(ترجمہ) تعلق سے زمین میں چنار کا بیج چند روز بعد چنار کا درخت بن جاتا ہے۔

از تعلق بید لرزد از ہوا!
در زمینش پائے او دارد قوے

(ترجمہ) بید جو ہوا سے لرزتا ہے اس کے پاؤں زمین کے اندر تعلق رکھنے کے سبب طاقتور ہوتے ہیں۔

از تعلق لامکاں اندر مکاں
از تعلق ایں مکاں در لامکاں

(ترجمہ) تعلق سے مکان اور لامکان ایک دوسرے کے اندر ہیں، یعنی ان کا باہم گہرا رابطہ ہے۔

از تعلق روح باشد چوں بدن
از تعلق مشتِ خاک آید بدن

(ترجمہ) تعلق سے روح بدن جیسی اور مٹھی بھر خاک جسم بن جاتی ہے۔ مٹھی بھر مٹی کے پتلے میں رُوح داخل ہوئی تو وہ زندہ انسان کہلایا۔

از تعلق برق گردد تارِ مس
از تعلق تار گردد کارِ حس

(ترجمہ) تعلق سے تانبے کی تار بجلی بن گئی اور حس نے آگ پیدا کرنے کا کام کیا یعنی بٹن دباتے ہی کرنٹ آگیا۔

از تعلق دوستے پیدا شود
مثلِ گل در شاخ باغوغا شود

(ترجمہ) تعلق سے دوست پیدا ہوگیا مثال کے طور پر شاخ پر پھول کھلا تو

بلبل نے وہاں آکر چہچہانا شروع کر دیا۔

از تعلق روغن آتشناک شد
از تعلق گلبن آبشناک شد

(ترجمہ) تعلق سے تیل میں جلنے کی خاصیت پیدا ہوگئی اور پھول کے پودے پر پانی نمودار ہوگیا۔

از تعلق وعدۂ پارینہ را
یاد آید ایں دلِ خارینہ را

(ترجمہ) تعلق سے اس دل کو پرانا وعدہ یاد آتا ہے کہ روحوں سے اللہ تعالےٰ نے دریافت کیا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں تو سب نے کہا تھا کہ ہاں یعنی تو بیشک ہمارا رب ہے۔

از تعلق خاک اکسیرے شود
سیبِ کوہے سیبِ کشمیرے شود

(ترجمہ) تعلق سے مٹی اکسیر بن جاتی ہے جیسے پہاڑ کا سیب کشمیر کے ساتھ تعلق کے سبب کشمیر بن گیا۔ (حضرت غلام ربانیؒ کا تعلق گکڑ شنگ کے پہاڑی علاقہ سے اور آپ کے پیر و مرشد سید شمس الدینؒ سید پوری کا تعلق کشمیر سے ہے۔ اسی نسبت سے کہا گیا ہے کہ پہاڑی سیب، سیب کشمیر بن گیا ہے)

از تعلق میدود آہن چو باد
باہزاراں مے پرد چوں باد

(ترجمہ) تعلق کے ذریعہ لوہا (ریل گاڑی وغیرہ) ہزاروں انسانوں کو لے کر دوڑتا جاتا ہے۔

از تعلق مرغ چوں انساں پرد
در زماں صد منزل و مرحل برد

(ترجمہ) تعلق کے باعث انسان پرندے کی طرح اڑتا ہے اور تھوڑے عرصہ میں

سینکڑوں منزلیں اور مرحلے طے کر لیتا ہے۔

ریڈیو گویند باشد بے زباں !
از تعلق ساز و سوزش در بیاں

(ترجمہ) کہتے ہیں ریڈیو بے زبان ہے یعنی بولنے والی چیز نہیں لیکن تعلق کے ذریعے اس پر سوز و ساز بیان ہوتے ہیں۔

از تعلق دور و نزدیکش نہ ماند
در کلام تار توفیقش نہ ماند

(ترجمہ) تعلق کے سبب دور اور نزدیک کا کوئی فرق نہیں رہا کوسوں دور کی آواز چشم زدن میں سنی جاتی ہے۔ ورنہ تار میں بولنے کی استعداد نہیں تھی۔

از تعلق معرفت پیدا شود
ناشنا چوں آشنا ہمتا شود

(ترجمہ) تعلق سے اللہ کی معرفت پیدا ہوتی ہے اور نا آشنا آشنا جیسا بن جاتا ہے۔

از تعلق ناز پیدا مے شود
از تعلق راز غوغا مے شود

(ترجمہ) تعلق سے ناز پیدا ہوتا ہے (محبوب کا ناز عاشق کے تعلق کے سبب سے ہوتا ہے) اور راز آشکارا ہو جاتا ہے۔

از تعلق سینہ گردد گلشنے
از تعلق گل بروید گلخنے !

(ترجمہ) تعلق سے سینہ گلشن کی مانند شگفتہ اور شاداب ہو جاتا ہے اور تعلق ہی کے سبب انگیٹھی میں پھول اُگ آتا ہے۔

از تعلق طبع خنداں مے شود
از تعلق طبع گریاں مے شود

(ترجمہ) تعلق ہی کے باعث طبیعت کو خوشی اور غم ہوتا ہے۔

از تعلق عظمتِ معبودِ من!
از تعلق رویتِ مقصود من

(ترجمہ) میرے معبود کی عظمت کا علم بھی تعلق کے باعث ہے اور تعلق ہی سے میرا مقصود نظر آتا ہے۔

از تعلق حال شد حکمِ تَرَاکَ
یا از او پیدا شود طرزِ یَرَاکَ

(ترجمہ) حالت کے تعلق سے تَرَاکَ یا یَرَاکَ کا حکم پیدا ہوتا ہے یہ ایک حدیث شریف کے الفاظ ہیں جس میں ارشاد ہے کہ احسان یہ ہے کہ تو ایسی نماز پڑھے جیسے تو اپنے خالق کو دیکھ رہا ہے یا کم ازکم اس طرح کہ تجھے معلوم ہو کہ تیرا خالق تجھے دیکھ رہا ہے۔

از تعلق راقب موجود شو
اندر مکاں ناظرِ موجود شو

(ترجمہ) تعلق کے ذریعہ موجود کا مراقبہ کر اور اسے اندر ہی دیکھ لے۔

از تعلق راقبِ معبود شو
از تعلق طالب مقصود شو

(ترجمہ) تعلق ہی سے معبود کا مراقبہ کر اور مقصود کا طالب ہو۔

از تعلق بندہ شو معبود را
از تعلق سجدہ شو مسجود را

(ترجمہ) تعلق کے ذریعہ معبود کا بندہ بن جا اور مسجود کے لئے سجدہ بن جا۔

از تعلق روئے موجود اندروں
از تعلق کوئے مقصود اندروں

(ترجمہ) تعلق کے سبب مخلوق اور مقصود دونو تمہارے اندر ہی موجود ہیں۔

از تعلق ذاتِ معبود حاضرؐ
از تعلق ذاتِ معبود باصرؐ

(ترجمہ) تعلق ہی کے سبب معبود کی ذات کے حاضر و ناظر ہونے کا علم ہوتا ہے۔

از تعلق غیرِ حق گردد فنا
از تعلق ذات حق گردد بقا

(ترجمہ) تعلق کے سبب ماسوا اللہ سب فانی ہو جاتا ہے اور باقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے بمصداق كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ۔

از تعلق فکر یکتا مے شود
از تعلق ذکر یکتا مے شود

(ترجمہ) تعلق کے سبب سے ہی ذکر فکر میں یکسوئی پیدا ہوتی ہے۔

از تعلق بندگی گردد قبول
از تعلق زندگی گردد قبول

(ترجمہ) تعلق کے باعث بندہ کی عبادت اور اس کی زندگی خدائے برتر کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔

از تعلق نیک عمل دہ چند شد
از تعلق یک ہمت صد چند شد

(ترجمہ) تعلق سے نیک عمل دس گنا ہو جاتا ہے یعنی ایک نیکی کی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں بموجب ارشاد خداوندی مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ نیز تعلق سے ایک ہمت سو گنا ہو جاتی ہے۔

از تعلق خاک بر افلاک شد
بے تگ و پو ایں سفر چالاک شد

(ترجمہ) تعلق کے طفیل خاک آسمان پر جا پہنچی۔ حضورؐ کے واقعۂ معراج کی طرف اشارہ ہے اور دوڑ دھوپ یعنی مشقت کے بغیر یہ سفر آسانی سے طے ہو گیا۔ ذاکر کا بھی

کا بھی یہی حال ہے کہ دوران ذکر ذاکر یکسوئی کے ساتھ لامکان تک سیر کرتا ہے۔

از تعلق بے قدم بے باک رفت
تا بہ ذاتِ اقدسِ خود پاک رفت

(ترجمہ) یہ شعر بھی واقعۂ معراج سے متعلق ہے۔ تعلق کے ذریعے حضورؐ پاک کوئی قدم اٹھائے بغیر نڈر ہو کر تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ ذات باری تعالےٰ کے حضور پہنچ گئے۔

از تعلق زندگی شد مردگی
از تعلق مردگی شد زندگی

(ترجمہ) تعلق سے زندگی موت میں اور موت زندگی میں تبدیل ہو جاتی ہے یعنی بندہ اپنی دنیاوی زندگی کو ہیچ سمجھتا ہے جو فنا ہونے والی ہے اور موت اس کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کی خبر لاتی ہے۔

از تعلق بے شمار است ایں حیات
از تعلق بے قطار است ایں ممات

(ترجمہ) تعلق سے یہ زندگی قدر والی بن جاتی ہے اور موت بے وقعت ہو جاتی ہے

از تعلق محو شد بارِ عمل
از تعلق یار شد کارِ عمل

(ترجمہ) تعلق سے اعمال کا بوجھ مٹ جاتا ہے یعنی نیک عمل کرنا دشوار محسوس نہیں ہوتا بلکہ وہ آسان اور محبوب بن جاتا ہے۔ اور تعلق سے ہی ہر عمل آسانی سے کیا جاتا ہے۔

از تعلق پختہ شد نورِ یقیں!
از تعلق جفتہ شد زورِ یقیں

(ترجمہ) تعلق کے سبب ذات باری تعالیٰ پر یقین پختہ اور مضبوط ہو جاتا ہے۔

از تعلق باز گردد چشمِ دل
از غیوب آید خبر در چشمِ دل

(ترجمہ) تعلق کے ذریعہ دل کی آنکھ کھل جاتی ہے یعنی دل روشن ہو جاتا ہے اور اس میں غیب سے خبریں آنے لگتی ہیں۔

از تعلق عشق غوغا مے شود
از تعلق وصل پیدا مے شود

(ترجمہ) تعلق ہی سے عشق میں دھوم دھام پیدا ہوتی ہے اور محبوب کا وصل حاصل ہوتا ہے۔

نور ایماں از تعلق در کمال
یار ایماں از تعلق در جمال

(ترجمہ) نور ایماں میں تعلق سے کمال پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا جمال نظر آتا ہے۔

از تعلق نار ایقاں در جلال
از تعلق یار ایقاں بے زوال

(ترجمہ) تعلق سے یقین کی آگ میں جلال پیدا ہو جاتا ہے یعنی یقین میں پختگی اور شان آجاتی ہے اور ذات باری تعالےٰ کے لازوال ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔

از تعلق الصلوٰۃ والسلام
از تعلق بر در خیر الانام

(ترجمہ) حضور پاکؐ کے روضۂ اقدس پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا بھی اسی تعلق کے سبب سے ہے۔

از تعلق حلائف بیت الحرام
از تعلق زائر خیر الانام

(ترجمہ) خانۂ کعبہ کا حج اور روضۂ پاک کی زیارت بھی اسی تعلق کے سبب ہے۔

از تعلق فیض احمدؐ در برش
از تعلق تاج احمدؐ بر سرش

(ترجمہ) تعلق کے سبب انسان کو رسولِ کریمؐ کا فیض حاصل ہوتا ہے اور تاجِ احمدیؐ اس کے سر پر رکھا جاتا ہے۔

از تعلق تاک می گردد شراب
شُکر پیدا میکند در چشمِ خواب

(ترجمہ) تعلق سے انگور شراب بن جاتی ہے اور آنکھ میں عشق الٰہی کا نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

از تعلق نطفہ مے گردد بشر
از تعلق شد پسر عکس پدر

(ترجمہ) تعلق ہی سے نطفہ سے انسان بن جاتا ہے اور بیٹا اپنے باپ کا عکس ہوتا ہے۔

از تعلق شاخ باشد در ثمر
از تعلق ہم ثمر در شاخ در

(ترجمہ) تعلق کے سبب شاخ اور پھل ایک دوسرے کے اندر ہوتے ہیں یعنی وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں اور ان کی مثال ایک جان دو قالب کی ہوتی ہے۔

از تعلق آسمان گردد زمیں
از تعلق لغو گردد ہر کمیں

(ترجمہ) تعلق کے باعث آسمان زمین بن جاتا ہے یعنی ہر قسم کے نزولات و انکشافات بندوں پر نازل ہوتے ہیں اور تعلق ہی سے ہر کمین گاہ بے سود اور بے کار ہو جاتی ہے یعنی ہر قسم کے حجابات کٹ جاتے ہیں۔

از تعلق فرش گردد عرش وش
از تعلق عرش گیرد رنگِ فرش

(ترجمہ) تعلق سے زمین عرش کا مرتبہ پالیتی ہے اور عرش زمین کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ یعنی اسی تعلق کے باعث عروج الی اللہ یا نزول من اللہ نصیب ہوتا ہے۔

از من اللہ یا الی اللہ ہر عمل
از نزول ہست یا عروج است ہر عمل

(ترجمہ) ہر عمل اللہ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف ہے گویا ہر عمل نزول یا عروج سے ہے۔

از تعلق ہر نگاہ تکوین شد
از آثارِ کون ہر تلوین شد

(ترجمہ) تکوین سے مراد وجود میں لانا یعنی کرنے یا نہ کرنے کی قوت۔ تلوین سے مراد۔ گوناگوں تخلیق کائنات۔ تعلق سے ہی اللہ جل شانہٗ کے ہر ارادہ سے کوئی نہ کوئی تخلیق وجود میں آتی ہے اور اس کائنات میں گوناگوں آثار کا ظہور ہوتا ہے (یعنی فعل باری تعالےٰ در مظاہر)

منتظر امر الٰہی ہر نظر
منتظر اِذنِ الٰہی ہر بصر

(ترجمہ) ہر نظر اور ہر بینائی حکم الٰہی کی منتظر ہے۔

از تعلق باد و باراں رزق شد
قوت عبدیت اندر رزق شد

(ترجمہ) تعلق سے ہوا اور بارش رزق کا ذریعہ بن گئے اور رزق میں انسانی روزی رکھ دی گئی۔

عبدیت را صورتِ ناسوت بس
معرفت را سیرت ناسوت بس

(ترجمہ) بندگی کے لئے انسانی جسم وصورت کا ہونا کافی ہے لیکن معرفت الٰہیہ کے لئے اعلیٰ انسانی سیرت ناگزیر ہے۔

از تعلق حسنِ خوباں عشق شد
عشقِ عاشق حسن را چو فتق شد

(ترجمہ) تعلق کے سبب خوبروؤں کا جمال عشق کا ذریعہ بن گیا اور عاشق کا عشق، حسن کے نمائش کا باعث بنا۔

از تعلق ہر دوا گردد شفا
از شفا پیدا شود نور قوے

(ترجمہ) تعلق کے ذریعہ ہر دوا شفا کا باعث بن گئی اور شفا سے اعضاء میں قوت آگئی۔

از تعلق محوہ صندل در شراب
از تعلق شربتِ صندل ز آب

(ترجمہ) تعلق کے سبب صندل پینے کے لائق چیز میں حل ہو گیا اور پانی سے شربت صندل تیار ہو گیا۔

از تعلق قطرِ باراں برف شد
از تموزِ آفتابش صرف شد

(ترجمہ) تعلق کے باعث بارش کا قطرہ برف بن گیا اور سورج کی گرمی کے تعلق کے باعث برف پھر پگھل گئی۔

آں سیاہی از تعلق حرف شد
حرف در مضمون و معنے ظرف شد

(ترجمہ) سیاہی نے حرف کی صورت اختیار کر لی اور حرف مضمون اور معنے کے برتن میں پہنچ گیا۔

از تعلق تار زلفِ دلربا
بہرِ عاشق گشتہ اعنے اژدہا

(ترجمہ) تعلق کے سبب محبوب کی زلف کا بال عاشق کے لئے ایک اژدہا بن گیا۔

از تعلق ماہ روئے ماہ جبیں
فکر و خیالِ عاشقاں است دائمیں

(ترجمہ) تعلق کے باعث عاشقوں کو ہمیشہ خوبصورت محبوب کے چہرے کی فکر اور خیال رہتا ہے۔

آں بنفشہ از تعلق شد خمیر
از تناول روح ازو گردد منیر

(ترجمہ) تعلق کے باعث بنفشہ کا خمیر اٹھا اور شربت بنا جس کے استعمال سے روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔

از تعلق خوش مزہ شربت انار
از انار و آب می گردد تیار

(ترجمہ) خوش ذائقہ شربت انار پانی اور انار کے تعلق سے تیار ہوتا ہے۔

از تعلق صالح کارِ جگر
شربتِ انار آمدہ خونِ جگر

(ترجمہ) تعلق کے سبب جگر کی اصلاح کے لئے شربتِ انار خون کا کام دیتا ہے۔

از تعلق دل پریشاں جمع شد
از تعلق چشم گریاں دمع شد

(ترجمہ) تعلق کے سبب پریشان دل کو سکون مل جاتا ہے، رونے والی آنکھ سے آنسو بہنے بند ہو جاتے ہیں۔

دل بہ دلبر از تعلق شد حضور
از تعلق حال شد وجد و سرور

(ترجمہ) تعلق کے سبب دل محبوب کے حضور میں پہنچ جاتا اور وجد و سرور کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

شمسِ مشرق از تعلق غرب شد
از شعاعش فیض یاب این غرب شد

(ترجمہ) تعلق کے سبب مشرق کا شمس مغرب کا شمس ہو گیا اور اس کی شعاعوں سے مغرب فیضیاب ہؤا اس شعر میں صاحب اشعار نے اپنے پیر و مرشد حضرت پیر شمس الدینؒ سید پوری کا ذکر کیا ہے کہ ان کے فیض سے مغرب کے لوگ سیراب ہوئے اور انہوں

نے خود بھی آپؒ سے فیض حاصل کیا۔

از تعلق شورِ بلبل در بہار
در کنارِ گل چرا روئیدہ خار

(ترجمہ) تعلق ہی کے سبب موسم بہار میں بلبل چلا رہی ہے کہ پھول کے پہلو میں کانٹا کیوں اُگا ہے۔

از تعلق خار ہمراہِ گُل است
از تعلق عطر ہمراہِ گُل است

(ترجمہ) تعلق ہی کی وجہ سے پھول کے ساتھ کانٹا بھی ہے اور خوشبو بھی ہے۔

از تعلق گُل ز گِل پیدا شود
از تعلق مُل ز گُل غوغا شود

(ترجمہ) تعلق ہی کی وجہ سے مٹی سے پھول پیدا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے گلاب کی شراب مشہور ہوگئی۔

از تعلق گامِ دل بر لامکاں
از تعلق کامِ دِل از لامکاں

(ترجمہ) تعلق کی وجہ سے دل لامکاں پر قدم رکھتا ہے اور تعلق سے ہی دل کا کام بنتا ہے۔

از تعلق دردِ دل شد روئے یار
از تعلق وردِ دل شد روئے یار

(ترجمہ) تعلق کے سبب رُخِ یار یعنی محبوب کا حسن وجمال دردِ دل کا باعث بنتا ہے اور تعلق ہی کے سبب دل محبوب کے رُخِ زیبا اور حسن وجمال کا ذکر بھی کرتا رہتا ہے۔

تارِ زلف است از تعلق فکرِ یار
یار جفت است از تعلق ذکرِ یار

(ترجمہ) تعلق کے سبب زلف کا بال دوست کے فکر کا باعث بن گیا ہے اور دوست دوست کے ذکر میں مشغول ہو گیا ہے۔

از تعلق سیر و منزل ختم شد
از تعلق غیر منزل ختم شد

(ترجمہ) تعلق کے باعث منزل کی جانب سیر ختم ہو گئی ہے اور منزل کے علاوہ سب ختم ہو گیا ہے۔

از تعلق یار جز اغیار شد
با تمیز ہر کار ہر گفتار شد

(ترجمہ) تعلق کے سبب دوست غیروں سے الگ ہو گیا یعنی صرف دوست سے تعلق باقی رہ گیا اور ہر کام سلیقہ سے اور ہر گفتگو احترام سے ہونے لگی۔

از تعلق شد تناب دل بہ یار
بے خبر از کارِ اغیار است یار

(ترجمہ) تعلق کے باعث ارادہ ذات کے ساتھ ہو گیا اور تعلق سے ہی غیر اللہ کی کاروائی، دخل سے بے خبر ہے۔

از تعلق مرغ شب بیدار شد
نعرۂ تکبیر در گفتار شد

(ترجمہ) تعلق ہی کے سبب مرغ نیند سے جاگ اُٹھا اور اذان دینے لگا۔

دعوت تکبیر مرغِ شب کند
زآں تقلیدِ مرد شب کند

(ترجمہ) مرغ اذاں دے کر عبادت کی دعوت دیتا ہے اور مرد (اللہ کا بندہ) اس کی تقلید کر کے عبادت میں مصروف ہوتا ہے۔

از تعلق نور چشم است از دماغ
حرف در منظر و دیگر از دماغ

(ترجمہ) تعلق کے باعث آنکھ کا نور دماغ سے آتا ہے۔ حرف تو نظر آتا ہے لیکن باقی دوسرے خیالات دماغ سے آتے ہیں۔

نورِ اوّل رفت و دیگر آمدہ
زورِ اوّل رفت و دیگر آمدہ

(ترجمہ) پہلا نور اور پہلا زور تو جاتا رہا۔ دوسرا نور اور دوسرا زور آگیا یعنی پہلی حالت میں تبدیلی آگئی۔

گفت اوّل گشتہ گفتارِ زباں
لفظ آخر آمد اسرارِ زباں

(ترجمہ) پہلے بات زبان پر گفتگو کے طور پر آتی ہے اور آخر میں الفاظ سے زبان کا بھید ظاہر ہوتا ہے یعنی مطلب پورا ہو جاتا ہے۔

از تعلق رمز شد حرف بیاں
بہرِ معنے در زباں ہائے جہاں

(ترجمہ) تعلق کے ذریعہ جو رمز اور اشارہ کی بات تھی وہ مطلب اور مفہوم واضح کرنے کے لئے بیان کا حرف بن گئی یعنی الفاظ میں بیان کر کے راز کو آشکارا کر دیا۔

اصطلاحِ ہر زباں باشد جدا
گفتگوئے ہر نوا باشد جدا

(ترجمہ) ہر زبان کی اصطلاح جدا ہے اور ہر آواز کی گفتگو بھی جدا ہے۔ یعنی مختلف زبانوں کی اصطلاح اور گفتگو الگ الگ ہے۔

از تعلق ہر نوا باشد غرض
از تعلق ہر صدا باشد غرض

(ترجمہ) تعلق کے سبب ہر فریاد اور ہر آواز کی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے۔

از تعلق سرود آمد سرور
از تعلق مست شد حالِ سرور

(ترجمہ) تعلق کے سبب نغمہ سے سرور حاصل ہوتا ہے۔ اور سرور مستی کی کیفیت پیدا کرتا ہے۔

از تعلق صوت شد حرف کلام
از تعلق نغمہ شد حرف تمام

(ترجمہ) تعلق کے سبب آواز گفتگو کا حرف بن جاتی ہے اور نغمہ آخری اور مکمل حرف بنتا ہے۔

از تعلق آب طاہر آمدہ
وصف طاہر را مظاہر آمدہ

(ترجمہ) تعلق کے سبب پانی صاف ہو گیا اور پاک پانی ظاہر ہو گیا۔

از تعلق طاہریں محبوب شد
از تعلق تائبین مرغوب شد

(ترجمہ) تعلق کے باعث پاک اور طاہر لوگ محبوب بن گئے اور توبہ کرنے والے پسندیدہ ہو گئے۔

از تعلق پردہ شد وصفِ غفور
ذنب شد نیکی ز توسیعِ غفور

(ترجمہ) تعلق کے سبب اللہ تعالےٰ کی صفت مغفرت گناہ کو چھپانے کے لئے ایک پردہ بن گئی اور وسعتِ مغفرت سے وہ گناہ نیکی میں تبدیل ہو گیا۔

از تعلق کہترے مہتر شدہ
از تعلق نوکرے افسر شدہ

(ترجمہ) تعلق کے سبب جو چھوٹا تھا وہ بڑا بن گیا اور جو نوکر تھا وہ افسر بن گیا۔

از تعلق شہد پنجالِ نحل
از تعلق نوش خرمائے نخل

(ترجمہ) تعلق ہی سے پنجال کے درخت کا شہد حاصل ہوتا ہے اور تعلق ہی سے کھجور کھانے کو ملتی ہے۔

از تعلق خون تلقیح ورید
از تعلق بر علت صحت مزید

(ترجمہ) تعلق کے سبب نس سے نکالا ہوا خون زیادہ صحت کا موجب بن جاتا ہے۔

از تعلق نسبتے دارد غلام
با شہے سیدپور فارحم بالتمام

(ترجمہ) تعلق کے سبب مجھ غلام ربانی کو سید شمس الدینؒ سیدپوری سے نسبت ہے۔ اے اللہ ان پر مکمل رحم فرما۔

از حضور و فکر و ذکر دائماً
نام کردم بر تعلق فاہما

(ترجمہ) حضور و فکر و ذکر کے ساتھ میں نے ہمیشہ سوچ سمجھ کر ان کے نام کے ساتھ تعلق قائم کیا ہے۔

در دماغ و در دلش ذات متیں
دائماً ملحوظ دار ایں است دیں

(ترجمہ) دماغ و دل میں ذات باری تعالیٰ کو ہمیشہ ملحوظ رکھ، یہی دین ہے۔

دین - عبادت

آلۂ دیں است و عرفاں است دل
نیت و تکمیل ایماں است دل

(ترجمہ) دین کا آلہ اور دین کی معرفت دل ہے اور ایمان کی نیت اور تکمیل دل ہی سے ہوتی ہے۔

بہرِ استحضار و احسانِ خدا
عزمِ دل پیوستہ با ذاتِ ھدا

(ترجمہ) باری تعالےٰ کی حضوری اور احسانِ عبادت کے لئے دل کا عزم ذاتِ خداوندی کے ساتھ پورا تعلق اور رابطہ رکھے۔

ایں عبادت بے ریاضت اکمل است
صد ریاضت بے حضورت احول است

(ترجمہ) ایسی عبادت بغیر ریاضت کے بھی اکمل ہے۔ جبکہ بغیر حضوری کے سو مرتبہ کی گئی ریاضت اندھی ہے اور بیکار ہے۔

ایں ایرادِ دِل چوں با دلبر بود
گو کہ ذاتِ دلبرش در بر بود

(ترجمہ) اگر یہ دلی ارادہ محبوب کے ساتھ تعلق رکھتا ہو تو کہہ دے کہ اس کا محبوب اس کے پہلو میں ہے۔ حضوری والی عبادت خدا کو پالینے کا ذریعہ ہے۔

ایں تبتّل غیر جسمانی بود
ایں معیت عین الیقانی بود

(ترجمہ) یہ تعلق باللہ غیر جسمانی ہوتا ہے اور یہ خدا کے ساتھ معیت عین یقینی ہے اس میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہے۔

چوں نگاہِ دِل بہ دلبر بستہ شد
از غمِ ہجراں و خسراں رستہ شد

(ترجمہ) جب دل کی آنکھ دلبر پر جم جاتی ہے تو جدائی کے غم اور نقصان سے عاشق کو رہائی مل جاتی ہے۔

چوں غلامی بہرِ دیں داری بود
دیں برائے کارِ دل داری بود

(ترجمہ) جب غلامی دینداری کے لئے ہو تو دین کا کام دلداری ہوتا ہے۔

زمانۂ مستقبل

با زمانہ ماضیہ فکرے مبند
ہم ز استقبال خود فکرے مبند

(ترجمہ) زمانۂ ماضی اور زمانۂ مستقبل دونوں میں سے کسی کا بھی فکر نہ کر۔

حال را دریاب فکرِ حال کن
نیک و بد اندازۂ احوال کن

(ترجمہ) زمانۂ حال کو پالے اور اسی کی فکر کر اور اچھے اور بُرے حالات کا اندازہ لگا۔

غالب حالش خدا یا شد ہوا
امتیاز ہر دو فرضت اے فتا

(ترجمہ) حال پر خدا کا غلبہ رہا ہے یا خواہشات کا۔ اے انسان ان دونوں میں امتیاز کرنا تجھ پر فرض ہے۔

مقام اسمِ ظاہر و باطن

الظاہر: اثر القدرۃ القادر ظاہرٌ فی المظاہر من الخلق

(ترجمہ) قادر کی قدرت کا اثر مظاہر میں جو مخلوق ہیں ظاہر ہے۔

الباطن: تصرف قدرت القادر باطنٌ فی المظاہر من الخلق

(ترجمہ) قادر کی قدرت کا تصرف مظاہر میں جو مخلوق ہیں اندرونی طور پر ہوتا ہے۔

الاوّل: وجود الذات معہ قدرۃِ جمیع صفاتہٖ اولٌ من الخلق

(ترجمہ) ذات باری کا وجود اس کی تمام صفات پر قدرت سمیت مخلوق سے پہلے ہے۔

الآخر: وجود الذات المقدس معہ قدرۃِ جمیع الصفاتیہ آخرٌ من الخلق

(ترجمہ) ذات مقدس کا وجود تمام صفات پر قدرت کے ساتھ مخلوق کے آخر میں ہے۔

تشریح مقام اسم الظاہر

قدرتِ قادر مع تکوینِ خود
در مظاہر ظاہر از تلوینِ خود

(ترجمہ) اللہ تعالےٰ کی قدرت کن کہہ کر چیزوں کو موجود کردینے کی صفت سمیت مظاہر قدرت چاند، سورج، پانی، پہاڑ، زمین و آسمان، جمادات، نباتات، حیوانات سب ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

وصفِ ظاہر صورتِ زیبا گرفت
در مظاہر جلوۂ دو تا گرفت

(ترجمہ) وصف ظاہر سے مظاہر کو بہت اچھی شکل وصورت مل گئی اور مظاہر میں دوہرا جلوہ پالیا ایک قدرتِ قادر کا دوسرے خود اُس مظہر کا۔

از قضا جلوہ است وصفِ ظاہرؒ
ہر چہ بینی در شہادت ظاہرؒ

(ترجمہ) ایک تو قدرت الٰہی کا جلوہ وصف ظاہر میں نظر آتا ہے، دوسرے جو کچھ بندہ اس کی شہادت میں دیکھتا ہے یعنی مظاہر قدرت وہ بھی ظاہر ہے۔

صورتِ ظاہر کہ نامش خلق شد
سیرت رنگش نظامش خلق شد

(ترجمہ) ظاہری صورت کا نام مخلوق ہے اور اس کے رنگ کی سیرت مخلوق کا نظام ہے کہ اس نے مخلوق کو بھانت بھانت میں بنایا ہے۔

شور و غوغائے مکاں از ظاہرؒ
صورت معنے ز ذاتِ ظاہرؒ

(ترجمہ) دنیا کا یہ شور وغل صفت ظاہر کے سبب سے ہے اور معنوی صورت خود صفت ظاہر کی ذات سے ہے۔

هُوَالظَّاهِرُ هُوَالْبَاطِنُ

از نظر غائب زِ دل غائب نئ
در سفر غائب حضر غائب نئ

(ترجمہ) نظر سے تو غائب ہے لیکن دل سے غائب نہیں ہے۔ اسی طرح سفر میں غائب ہے لیکن حضر میں غائب نہیں۔

(تشریح) ظاہری آنکھ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کو نہیں دیکھ سکتی۔ لیکن دل کی آنکھ سے اللہ تعالےٰ کی ذات ہمیشہ نظر آتی ہے۔ بقول حدیث پاک لَا یَسِعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسِعُنِیْ قَلْبُ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ (یعنی زمین و آسمان مجھے نہیں سما سکتے لیکن بندۂ مومن کا قلب مجھے سما لیتا ہے) قلبِ مومن خود اللہ جل شانہٗ کا مسکن بن جاتا ہے۔

چشمِ سر در سوئے دلبر ناظر است
چشمِ دل بر روئے دلبر ناظر است

(ترجمہ) ظاہری آنکھ محبوب کی جانب دیکھتی ہے لیکن دل کی آنکھ محبوب کا چہرہ دیکھتی ہے۔

(تشریح) ظاہری آنکھ تو صرف اللہ جل شانہٗ کی صفات اور اُن کے تصرفات اور آثار کا ملاحظہ کرتی ہے۔ لیکن باطنی آنکھ (دل) خود ذات کا مشاہدہ کرتی ہے۔

با جمالِ غیب حاضر اندرُوں
از دروں خالی و حاضر از بروں

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اپنے باطنی حسن کے ساتھ دل میں موجود ہیں اگرچہ اندرونِ دل خالی معلوم ہوتا ہے لیکن باری تعالےٰ باہر سے بھی دل میں حاضر اور موجود رہتے ہیں۔

(تشریح) اللہ تعالیٰ اپنے ذاتی اور باطنی حسن کے ساتھ دل میں جلوہ فرما ہیں اگرچہ اندرون دل اس موجودگی کا احساس کم ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی ذات باری تعالےٰ

باہر سے دل میں صفاتی تصرفات کے ساتھ موجود رہتے ہیں۔

اندروں نئ گر دروں گویم ترا
از بروں نئ گر بروں گویم ترا

(ترجمہ) اگر میں کہوں کہ تو دل کے اندر ہے تو تو دل کے اندر بھی نہیں اور اگر دل سے باہر کہوں تو دل سے باہر بھی نہیں۔

(تشریح) اس شعر میں باری تعالےٰ کو اندرون اور بیرونِ دل کہنے سے احتراز کیا گیا ہے کیوں کہ حقیقت میں دونو میں سے کوئی صورت بھی ممکن نہیں۔

ایں دروں وایں بروں است حالِ من
ذاتِ اقدس برتر از احوالِ من

(ترجمہ) یہ اندرون و بیرون میرے حال کے مطابق ہے اور ذات الٰہی میرے احوال سے برتر ہے۔

(تشریح) اس سے پہلے شعر کی وضاحت ہے کہ اندر اور باہر کا تصور تو انسانی حال کے لحاظ سے ہے۔ خدا تعالےٰ کی ذات اس قسم کی قیود سے منزہ اور پاک ہے لہٰذا اس کے لئے اس قسم کا تصور صحیح نہیں۔

مقامِ رحمت

احمدیت مظہرِ اوصافِ حق
محمدیت مظہرِ احکام حق

(ترجمہ) احمدیت اوصافِ الٰہیہ کی اور محمدیت احکام الٰہیہ کی مظہر ہے۔

(تشریح) نبی آخر الزمان صلعم کا اسم مبارک احمدؐ بھی ہے اور محمد بھی۔ پہلا نام یعنی احمدؐ اللہ تعالےٰ کے اوصاف جیسے ستار، غفار، سمیع، بصیر وغیرہ کا مظہر ہے اور دوسرا نام یعنی محمد باری تعالےٰ کے احکام جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کا مظہر ہے۔

روحِ احمد روحیاں را شد پدر
جسمِ آدمؑ جسمِ احمدؐ را پدر

(ترجمہ) روحِ احمدؐ ارواح کے لیئے بمنزلہ باپ کے ہے اور جسمِ آدمؑ جسمِ احمدؐ کیلئے بمنزلہ باپ کے ہے

(تشریح) اس شعر میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ اور مقام بیان کیا گیا ہے کہ جسمانی طور پر تو حضرت آدمؑ محمدؐ سمیت تمام انسانوں کے باپ ہیں لیکن بلحاظ رُوحِ محمدؐ کو تمام ارواح بشمول رُوحِ آدمؑ پر پدرانہ حیثیت حاصل ہے۔

مقامِ اسمِ ذاتِ اقدس

اے کہ نامت عائن ہر ابتدا
اے کہ ذاتت کائن ہر دو سرا

(ترجمہ) اے ذات باری تعالیٰ ہر کام عین تیرے نام سے شروع ہوتا ہے اور تیری ذات دونوں جہانوں کو پیدا کرنے والی ہے۔

اے کہ نامت برکتہٌ للبحر و بَر
اے کہ نامت قُربتہٌ در خشک و تَر

(ترجمہ) اے باریتعالیٰ تیرا نام بحر و بر کیلئے باعث برکت ہے اور تیرا نام پاک خشک و تر کیلئے قُربت کا سبب ہے۔

اے کہ نامت عارجِ معراجِ ذات
اے کہ نامت راہبر منہاجِ ذات

(ترجمہ) اے باری تعالےٰ تیرا نام ہی تیری ذات کی رفعت کی دلیل ہے اور تیرا نام ہی تیری ذات تک رہنمائی کرتا ہے۔

اے کہ نامت واصلِ حالِ عمل
اے کہ نامت قائلِ قولِ عمل

(ترجمہ) اے باری تعالیٰ تیرا نام ہر عمل کے حال میں شامل ہے اور تیرا نام ہی ہر عمل کو صالح بناتا ہے۔

اے کہ نامت ذاکر و مذکوراست
اے کہ نامت شاکر و مشکوراست

(ترجمہ) اے خدائے برتر۔ تیرا نام ذاکر بھی اور مذکور بھی ہے اور اسی طرح شاکر اور مشکور بھی تیرے نام ہیں۔

اے کہ نامت ناصر و منصور ہے
اے کہ نامت حاضر و محضور ہے

(ترجمہ) خدایا ناصر و منصور اور حاضر و محضور بھی آپ کے نام ہیں۔

اے کہ نامت غافر و مغفور است
اے کہ نامت ناظر و منظور است

(ترجمہ) یا اللہ غافر و مغفور بھی اوز ناظر و منظور بھی تیرے نام ہیں۔

اے کہ نامت وارِدِ حالِ جلیل
اے کہ نامت وارِدِ حالِ جمیل

(ترجمہ) اے باری تعالےٰ تیرے نام ہی سے حالِ جلالی و حال جمالی نمایاں ہوتے ہیں۔

اے کہ نامت فاصلِ معنی شدہ
اے کہ نامت واصلِ معنی شدہ

(ترجمہ) اے باری تعالےٰ تیرا نام تیری ذات سے جدا ہے لیکن تیرے نام ہی سے تیری ذات کا وصل بھی ہوتا ہے۔

اے کہ نامت واصلِ درگاہِ تو
اے کہ نامت فاصلِ عطائے تو

(ترجمہ) تیرا نام تیری درگاہ سے ملانے والا بھی ہے اور تیری بخشش سے جُدا کرنے والا بھی ہے۔

اے کہ نامت نورِ چشمِ عاشقاں
اے کہ نامت حسنِ چشمِ دلبراں

(ترجمہ) تیرا نام عاشقوں کی آنکھ کا نور اور محبوب کی آنکھ کا حسن ہے۔

اے کہ نامت زودِ عزم عارفاں
اے کہ نامت شورِ درد بے دلاں

(ترجمہ) تیرا نام عارفوں کے عزم کو قوت دینے والا ہے۔ اور بے دلوں کے درد میں شور پیدا کرنے والا ہے۔

اے کہ نامت اشکبار بیدلاں
اے کہ نامت یارِ غار بیکساں

(ترجمہ) تیرا نام بیدلوں کو رلاتا ہے اور بیکس لوگوں کا گہرا دوست ہے۔

اے کہ نامت خلوتِ اہلِ فناء
اے کہ نامت قوتِ اہلِ بقاء

(ترجمہ) اے باری تعالےٰ تیرا نام اہلِ فنا کو تنہائی میں یکسوئی عطا کرتا ہے اور اہلِ بقاء کے لئے استقامت پیدا کرتا ہے۔

اے کہ نامت خواب چشم راقباں
اے کہ نامت قاب قوسِ فاکراں

(ترجمہ) تیرا نام مراقبہ کرنے والوں کی آنکھ کے لئے نیند کا کام کرتا ہے اور فکر کرنے والوں کے لئے قاب قوسین کی حیثیت رکھتا ہے۔

اے کہ نامت سُکر و مستی را عطا
اے کہ نامت صحوِ ہستی را دوا

(ترجمہ) تیرا نام سکر و مستی عطا کرنے والا اور ہستی کی تکلیف کے لئے بمنزلہ دوا کے ہے۔

اے کہ نامت شُکرِ توحیدِ وحید
اے کہ نامت شکرِ تمجیدِ مجید

(ترجمہ) اے باری تعالےٰ تیرا نام توحید کے شُکر کا باعث ہے اور تیرا نام ہی باعثِ شکر ہے۔

اے کہ نامت زندگیٔ دوجہاں
اے کہ نامت بندگیٔ دوجہاں

(ترجمہ) تیرا نام دونوجہان کی زندگی بھی ہے اور دونوجہان کی بندگی بھی۔

اے کہ نامت شیر باشد و شکر
اے کہ نامت قوّتِ ضعفِ جگر

(ترجمہ) تیرا نام شیر و شکر یعنی ملاپ پیدا کرتا ہے اور جگر کی کمزوری کو قوّت بخشنے والا ہے۔ یعنی قلب کو نورِ عرفاں عطا کرتا ہے۔

اے کہ نامت شربت افزائے رُوح
اے کہ نامت راحت اقوائے رُوح

(ترجمہ) تیرا نام روح کو بڑھانے والا شربت اور روح کے قوی کو راحت و آرام بخشنے والا ہے۔

اے زنامت روح را روحانیت
اے کہ نامت نوحؑ را نوحانیت

(ترجمہ) اے خدا روح کی روحانیت تیرے نام سے ہے اور تیرا نام نوحؑ میں قوت و ہمت پیدا کرنے والا ہے۔

اے زنامت باغ و سرشاب است دل
اے زنامت راغ و دریاب است دل

(ترجمہ) دل تیرے نام کے ذریعے باغ کی طرح شگفتہ اور شاداب ہے۔

اے زنامت سدرہ زیر پائے دل
اے زنامت عرش گرد پائے دل

(ترجمہ) اے باری تعالےٰ تیرے نام سے سدرۃ المنتہیٰ دل کے نیچے ہے اور عرش دل کے پیر کی گرد ہے۔ یعنی تیرے نام سے دل کا مقام سدرہ اور عرش سے بہت اونچا ہے۔

اے زنامت ماوراء اندر فنا
اے زنامت ذاکراں اندر بقا

(ترجمہ) یا اللہ تیرے نام کے سوا جو کچھ ہے وہ فانی ہے لیکن تیرے نام کا ذکر کرنے والے باقی ہیں۔

اے زنامت عاشقاں اندر بلا
اے زنامت عارفاں در ابتلا

ترجمہ:۔ خدایا تیرے نام سے عاشق مصیبت میں ہیں اور عارف لوگ آزمائش میں پڑے ہیں۔

اے زنامت جذبۂ مجذوبیاں
اے کہ نامت غلبۂ مغلوبیاں

(ترجمہ) مجذوب اور مغلوب انسانوں کی جذب اور غلبہ کی حالت تیرے ہی نام سے ہے۔

اے زنامت حسنِ روی دلبراں
اے زنامت درد و زخمِ عاشقاں

(ترجمہ) معشوقوں کے چہرے کا حسن بھی تیرے ہی نام سے ہے اور عاشقوں کا درد اور زخم بھی تیرے نام سے ہے۔

اے زنامت انجذاب طبع شد
اے زنامت انقلاب طمع شد

(ترجمہ) طبیعت کے جذب کی حالت بھی تیرے نام سے ہے اور طمع کا انقلاب بھی تیرے نام سے ہے یعنی نفس پر غلبہ کا باعث بھی تیرا ہی نام ہے۔

اے کہ نامت رشکِ حورِ جنت
اے کہ نامت رونقِ حُورِ جنت

(ترجمہ) تیرے نام پر حور جنت بھی رشک کرتی ہے اور حور جنت کی رونق اور

حسن و جمال تیرے ہی نام سے ہے۔

اے کہ نامت زنجبیلِ ذاکراں
اے کہ نامت سلسبیلِ فاکراں

(ترجمہ) تیرا نام ذکر کرنے والوں کے زنجبیل ہے اور فکر کرنے والوں کے کیلئے سلسبیل یعنی بہشتی چشمہ یا خوش مزہ چیز ہے۔

اے ز نامت شد حیاتِ ہر حیات
اے ز نامت شد مماتِ ہر ممات

(ترجمہ) ہر زندگی اور موت کا سبب تیرا ہی نام ہے۔

اے ز نامت نور شمس بازغا
اے ز نامت زور شمس بالغا

(ترجمہ) روشن سورج کا نور تیرے ہی نام سے ہے اور مکمل سورج کا زور بھی تیرے ہی نام سے ہے۔

اے کہ نامت جامع حسنےٰ شدہ
اے کہ نامت لامعِ معنےٰ شدہ

(ترجمہ) تیرا نام جملہ اسماء مقدسہ کا جامع ہے اور اُن کے معانی یعنی اسرار کو روشن کرنے والا ہے۔

اے ز نامت اول و آخر آباد
اے ز نامت ظاہر و باطن آباد

(ترجمہ) اول و آخر اور ظاہر و باطن تیرے ہی نام سے آباد ہیں۔

اے کہ نامت حاصلِ شانِ ازل
اے کہ نامت فاضلِ شانِ ازل

(ترجمہ) تیرا نام شانِ ازلی کا حاصل اور اس میں اضافہ کرنے والا ہے۔

اے کہ نامت قائم شان ابد

اے کہ نامت دائم شان ابد

(ترجمہ) تیرے نام سے ابدی شان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم و دائم ہے۔

اے زنامت انبساطِ نازنیں

اے کہ نامت نازنینِ نازنیں

(ترجمہ) تیرا نام نازنینوں کے لئے خوشی اور مسرت کا سبب ہے۔

اے زنامت انکشافِ رازہا

اے زنامت انبراز رازہا

(ترجمہ) تیرے نام سے راز ظاہر ہو جاتے ہیں۔

اے کہ نامت زینتِ ہریک غلام

اے کہ نامت قیمتِ ہریک غلام

(ترجمہ) تیرا نام ہر غلام کی زینت اور قیمت ہے۔

اے زنامت مردگاں را زندگی

اے زنامت زندگاں را مردگی

(ترجمہ) تیرے نام سے مردوں کو زندگی اور زندوں کو موت ملتی ہے۔

اے زنامت عاشقاں را وصل یار

اے زنامت واصلاں را فصلِ یار

(ترجمہ) تیرے نام سے عاشقوں کو محبوب کا وصل اور جو واصل ہیں، ان کو جدائی ہوتی ہے۔

اے زنامت نعرۂ تکبیر تو

اے زنامت نغمۂ تشہیر تو

(ترجمہ) تیرے نام سے تیری کبریائی کا نعرہ اور تیری شہرت کا نغمہ بلند ہوتا ہے۔

اے زنامت مغفرت خواہاں غلام
اے زنامت عافیت اندر نظام

(ترجمہ) بندہ تیرے نام کے ذریعہ بخشش مانگتا ہے تیرے نام سے نظام کائنات میں عافیت اور خیریت چاہتا ہے۔

اے زنامت نورِ آسمان وزمیں
اے کہ نامت زور اکوان ومکیں

(ترجمہ) آسمان اور زمین کا نور تیرے ہی نام سے ہے اور مکانوں اور ان میں رہنے والوں میں زور اور طاقت بھی تیرے ہی نام سے ہے۔

اے کہ نامت مطلع اسرار تو
اے کہ زنامت مشرق انوار تو

(ترجمہ) تیرا نام تیرے بھیدوں کے ظاہر ہونے کا ذریعہ ہے اور تیرے نام سے تیرے انوار نمودار ہوتے ہیں۔

اے کہ نامت منبع علم لدُن!
اے کہ نامت مسمع فہم لدُن

(ترجمہ) تیرا نام علم لدنی کا منبع ہے یعنی علم لدنی تیرے نام سے نکلتا ہے اور تیرے نام ہی کے ذریعے علم لدنی کا مفہوم سنائی دیتا ہے۔

اے کہ نامت روح و اسلامِ غلام
اے زنامت لوح و اقلامِ غلام

(ترجمہ) تیرا نام ہی غلام کی روح اور اس کا اسلام ہے اور غلام کا یعنی میرا کاغذ وقلم بھی تیرے نام سے ہے۔

اسم احمدؐ

اسم احمدؐ رمز اوصافِ کمال
جسمِ احمدؐ جسم اوصافِ کمال

(ترجمہ) لفظ احمدؐ اوصافِ کمالیہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور احمدؐ کا وجود ان اوصاف کمالیہ کی مجسم صورت ہے۔

(تشریح) رسول پاک صلعم کے اسم گرامی احمدؐ کے لفظ سے تمام اوصاف کمالیہ کا تصور ملتا ہے یعنی یہ لفظ ان تمام اوصاف کا حامل ہے جو کمال کا درجہ رکھتے ہیں اور احمدؐ کا جسم مبارک یعنی حضور پر نور صلعم کا وجود پاک ان تمام اوصاف کمالیہ کا مظہر ہے اور آپؐ میں وہ تمام اوصاف بدرجۂ کمال موجود تھے۔

مجمع جملہ صفاتِ کبریا
ذاتِ اطہر یعنی ذاتِ مصطفےٰ

(ترجمہ) محمد مصطفےٰ صلعم کی ذات پاک باری تعالےٰ کی تمام صفات کا مجموعہ تھی۔
(تشریح) رسول پاک صلعم میں اللہ تعالےٰ کی تمام صفات جمع تھیں۔

از نزولات است ذاتِ مجتبیٰ
از عنایات است ذاتِ مقتدیٰ

(ترجمہ) رسول کریم صلعم کی ذات پاک اللہ تعالےٰ کی نازل کی ہوئی ہے اور اس کی یہ ایک بڑی عنایت ہے۔

(تشریح) باری تعالےٰ کی یہ بھی ایک بڑی عنایت ہے کہ اس نے نبی پاک صلعم کو مبعوث فرمایا۔

گردِ پائے مہتدے دینِ من است
نقش پائے مصطفےٰ خونِ من است

(ترجمہ) حضور پاکؐ کے پاؤں کی مٹی میرا دین ہے اور حضور صلعم کے پاؤں کا نقش میری زندگی ہے۔

(تشریح) حضور صلعم کے نقشِ قدم کے مطابق یعنی آپؐ کے طریقوں کے مطابق زندگی گزارنا ہی میرا دین ہے۔

گر رسم تا مصطفےٰ یابم خدا
عیش عقبےٰ زیر پائے مصطفےٰ

(ترجمہ) اگر میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاؤں تو میں خدا کو پالوں گا۔ کیوں کہ آخرت کا عیش و آرام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے ہے۔

(تشریح) محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پا لینے سے خدا ملتا ہے اور حضورؐ کی پیروی کرنے سے آخرت میں عیش و آرام اور راحت نصیب ہوتی ہے۔

بہرِ احمدؐ شد نظامِ دوسرا
مادۂ کثرت وجودِ مصطفےٰ

(ترجمہ) رسول پاک صلعم کے طفیل دونوں جہان کا نظام قائم کیا گیا اور حضورؐ کا وجود پاک کثرت کا سبب ہے۔

(تشریح) لولاك لما خلقت الافلاك کے مطابق رسول پاکؐ کی ذات بابرکت تخلیقِ دو عالم کا سبب ہے اور چونکہ اس تخلیق سے کثرت پیدا ہوئی اس لئے وجودِ رسول مقبول صلعم کثرت پر دلالت کرتا ہے جبکہ ذاتِ الٰہی وحدت پر دلالت کرتی ہے۔

من کہ شرمندہ غلامِ مُصطفےٰ
عفو کن یا رب غلامِ مصطفےٰ

(ترجمہ) یا رب میں غلامِ مصطفےٰ شرمندہ ہوں مجھے معاف فرما۔

(تشریح) اپنی خطاؤں اور گناہوں پر شرمندگی اور ندامت کا اظہار کر کے اللہ تعالےٰ سے معافی کی درخواست کی گئی ہے۔

دولتِ غفران را وارث منم
شفقتِ رحمٰن را وارث منم

(ترجمہ) میں مغفرت کی دولت اور رحمٰن کی شفقت کا وارث ہوں۔

تشریح) اے باری تعالےٰ میں بہت ہی گنہگار ہوں اور رب کی مغفرت کا حقیقی مستحق ہوں میں مستحق ہوں اسی طرح میں آپ کی رحمانیت اور شفقت کا بھی مستحق ہوں۔

پس ادا کن حق ایں نادار را
زیر غفراں تربیتِ بدکار را

(ترجمہ) پس اس نادار یعنی گنہگار کا یہ حق (یعنی مغفرت و شفقت) عطا کیجئے اور اس بدکار کی اپنی مغفرت سے تربیت و اصلاح فرمایئے۔

(تشریح) میں بدکار اور نادار ہوں۔ لہٰذا میں آپ کی مغفرت۔ رحمت اور شفقت کا زیادہ حقدار ہوں۔ اس لئے یہ حق عطا کیا جائے۔

تا بہ مشیت کار و بارِ کارہا
ہر چہ خواہی مے توانی یا خدا

(ترجمہ) اے خدا تو جملہ کام اپنی مرضی کے مطابق جیسے چاہے کر سکتا ہے۔

(تشریح) امور کا انجام پانا مشیت ایزدی پر موقوف ہے اس لئے خدا جو چاہتا ہے وہ ہر شے پر قادر ہے۔

مہر کردم نامۂ توحیدِ تو
بر محمدؐ تام شد تمجید تو

(ترجمہ) میں نے آپ کا توحید نامہ مکمل کر دیا ہے اور سب بزرگی اور تعریف حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم مبارک پر تمام ہوگئی۔

نفی اثبات است بود محمدیؐ
نقش اعمال است نقشِ محمدیؐ

(ترجمہ) حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہستی مبارک ہی نفی اثبات پر دلالت کرتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت پاک ہی اعمال کیلئے صحیح اور درست ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

(تشریح) کلمہ توحید میں لا الٰہ کو نفی اور الا اللہ کو اثبات کہا جاتا ہے یعنی پہلے

ہرغیر اللہ کے معبود ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ توحید کہ کوئی بھی معبود نہیں اور پھر صرف خدائے واحد یعنی اللہ کی معبودیت کو ثابت کیا گیا ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ یہ کلمہ ہمیں رسول مقبول کے ذریعہ سے حاصل ہؤا ہے اور حضورؐ کا طریقہ ہی ہمارے واسطے اعمال کا طریقہ مقرر کیا گیا ہے۔

راہ عشق تو است نقشِ احمدؐی
زاد راہِ تو است عشقِ احمدؐی

(ترجمہ) محمدؐ مصطفٰے کا طریقہ تیرے عشق کا راستہ ہے اور محمدؐ مصطفٰے کا عشق تیرے راستہ کا توشہ ہے۔

(تشریح) عشق الہٰی کے راستہ پر چلنے کے لئے رسول پاکؐ کے طریقے کو اپنانا ضروری ہے اور اس راستہ کا توشہ یہ ہے کہ حضور نبی کریمؐ سے عشق ہو۔

قدرتِ غفراں وسیلۂ غلام
تکیہ بر غفرانِ تو یا ذوالکرام جل جلالہ

(ترجمہ) تیری مغفرت کی قدرت غلام کی بخشش کا وسیلہ ہے اور اے خدا تیری مغفرت پر مجھے بھروسہ ہے۔

(تشریح) حضرت غلام ربانیؒ اللہ تعالےٰ کی قدرتِ مغفرت کو وسیلہ بنا کر اُسی پر بھروسہ کرتے ہیں اور اسی سے مغفرت کی اُمید رکھتے ہیں۔

شجرہ شریف سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ

جسے

سیدنا حضرت مولٰینا غلام ربّانی مدظلّہ العالی نے منظوم فرمایا

احمدؐ و صدیقؓ و سلمانؓ قاسمؒ است وجعفرؒ است
بایزیدؒ و بوالحسنؒ زو بُوعلیؒ تاجِ سراست
یوسفؒ است وغجدوانیؒ عارفؒ ومحمودؒ ہم
ازعلی را متیتیؒ سماسؒ شمسِ خاور است
شاہ کُلالؒ است و بہاؤالدینؒ علاؤالدینؒ ولی
خواجہ یعقوبؒ و عبیداللہؒ بہ فضلِ داور است
زاہدؒ و درویشؒ و خواجہ امکنگیؒ باقیؒ بحق
احمدؒ و آدم بنورؒ و شیخ سعدیؒ رہبر است
خواجہ یحییٰؒ است ہم عبدالشکورؒ عبدالرزاقؒ
حضرتِ محمد صفاؒ وفقیر محمدؒ انور است
شمس الدینؒ مولا شدہ جانِ خریدارِ غلامؒ
فیضِ نامت یا خدایا در دروُنم خوشتر است

مشائخ سلسلۂ نقشبندیہ مجدّدیہ کا مختصر تعارف

۱۔ حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

شفیع المذنبین، رحمۃٌ للعالمین محبوب رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث ہے:

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَکُنْتُ نَبِیًّا وَ آدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ"

"سب سے اوّل اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا اور میں پیغمبر تھا اس وقت جب کہ آدم پانی اور مٹی میں تھے"

اسم گرامی محمد و احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کُنیت ابو القاسم، والد ماجد عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن مناف، والدہ ماجدہ آمنہ بنت وہب۔

ولادت باسعادت مکہ معظمہ میں ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی۔ آپؐ کا سن شریف صرف دو ماہ ہی کا تھا کہ آپؐ کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔ ۶ برس کے تھے کہ آپؐ کی والدہ شریفہ نے انتقال کیا۔ ۸ سال کے ہوئے تو آپؐ کے دادا کا بھی انتقال ہوگیا۔ جب آپؐ کا سن مبارک ۲۵ برس کا ہوا تو خدیجۃ الکبریٰؓ خود اپنی درخواست سے آپؐ کے نکاح میں داخل ہوئیں۔

۴۰ برس کی عمر میں نبوت عطا ہوئی۔ سب سے پہلے جوانوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے۔ عورتوں میں خدیجۃ الکبریٰؓ، لڑکوں میں حضرت علیؓ بعد ازاں حضرت ابوبکرؓ کی ترغیب سے حضرت عثمانؓ نے اسلام قبول کیا۔

نبوت کے دسویں سال آپؐ کے چچا ابو طالب اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا انتقال ہوا۔ نبوت کے بارھویں سال آپ کو بتاریخ ۲۷ رجب معراج ہوئی۔ ۱۳ سال

بعد بتاریخ ۱۲ ربیع الاوّل مدینہ کو ہجرت فرمائی۔

حدیث میں وارد ہے کہ مسجد نبویؐ کی تعمیر میں آپؐ نے ایک پتھر اپنے دست مبارک سے رکھ کر حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اس کے بعد ایک پتھر تم رکھو۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے پتھر کے پاس حضرت عمرؓ اور حضرت عمرؓ کے پتھر کے پاس حضرت عثمانؓ سے رکھوایا اور فرمایا هٰؤُلَاءِ الْخُلَفَاءُ مِنْ بَعْدِیْ (یہ لوگ خلیفہ ہوں گے میرے بعد) چنانچہ ایسا ہی ہؤا۔

ہجرت کے دوسرے سال ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے اور اسی سال آپؐ کو حکم جہاد ہؤا۔ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ سن ہجری دوشنبہ کو دوپہر ڈھلے آپؐ کا وصال ہؤا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

۲۔ حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیقؓ

اسم گرامی عبداللہ کنیت ابوبکر والد کا اسم گرامی عثمان۔ والدہ کا سلمٰی۔ آپ کی ولادت باسعادت سال فیل سے دو سال اور کچھ کم چار مہینے کے بعد ہوئی۔ ساتویں پشت میں آپ کا نسب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے آپکی عمر ۱۸ سال کی تھی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہوئے نوجوانوں میں سب سے پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، تین پشتوں کو صحابیت کا شرف حاصل ہؤا۔ انبیاء کے بعد تمام دنیا کے انسانوں سے افضل ہیں۔ حضورؐ سے غایت درجہ کا عشق تھا۔ گھر، کنبہ، جائیداد اور مال حضورؐ پر قربان کر دیا۔ حضورؐ نے مرض وفات میں آپؓ کو اپنا جانشین بنا کر اپنے مصلّے پر کھڑا کیا۔ "خلیفۃ الرسول" صرف آپؓ کے لئے بولا گیا۔ اسلام لانے سے پہلے چالیس ہزار نقد موجود تھا۔ مسلمانوں کے حکمران کی حیثیت سے انتقال ہؤا تو گھر میں اتنا بھی نہ رکھا تھا کہ نیا کفن خریدا جا سکتا۔ ۶۳ سال کی عمر میں ۱۱ جمادی الآخر ۱۳ ہجری کو وفات پائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام گاہ نصیب ہوئی۔

تھے۔ آپ حضرت امام باقرؓ کے صاحبزادے ہیں۔ تبع تابعین میں سے ہیں، آپ کی والدہ حضرت صدیق اکبرؓ کی نواسی تھیں۔ آپ کی امامت و سیادت پر سب کا اتفاق ہے مدینہ منورہ میں آپ ظاہری اور باطنی علوم کا مرکز تھے۔ بعدازاں عراق تشریف لے گئے اور وہاں مدت تک قیام فرمایا۔ ۲۵ شوال ۱۴۸ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۶۔ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ

اسم گرامی طیفور بن عیسیٰؒ ۱۳۶ھ کو پیدا ہوئے، آپ کو امام جعفر صادقؓ سے انتساب ہے، آپ کے دادا پہلے آتش پرست تھے بعد میں مسلمان ہوئے، ۳۰ سال تک شام کے جنگلوں میں مصروف ریاضت رہے، آپؒ کو ۷ مرتبہ وطن سے نکالا گیا۔ جس وقت نماز پڑھتے ان کے سینے کی ہڈیوں سے ہیبتِ حق و تعظیم شریعت سے ایسی زور سے آواز نکلتی کہ لوگوں کو سنائی دیتی۔ آپ کے گھر سے مسجد تک ۴۰ قدم کا فاصلہ تھا۔ مگر بوجہ تعظیم کبھی راہ میں نہیں تھوکا — ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔

۷۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ

آپ کا اسم گرامی علی بن جعفر اور کنیت ابوالحسن ہے، آپ کو تصوف میں بطریق اویسیت حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی سے انتساب ہے، آپ کی ولادت حضرت بایزید بسطامی کی وفات کے بعد ہوئی۔ منقول ہے کہ حضرت بایزید بسطامی جب خرقان سے گزرتے تو فرماتے کہ یہاں سے دوست کی خوشبو آتی ہے۔ منقول ہے کہ چالیس سال تک آپ نے سر تکیے پر نہیں رکھا اور صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی۔

سلطان محمود غزنوی کو آپ سے بڑی عقیدت تھی۔ حکیم بوعلی سینا آپ کی بزرگی اور کرامت کے قائل تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ نبی کریمؐ کی وراثت کے معنی یہ ہیں کہ ہر فعل میں حضور اقدس کی پیروی کی جائے۔ خرقان میں ۱۵ رمضان المبارک ۴۲۵ھ ہجری میں رحلت فرمائی۔

۳۔ حضرت سلمان فارسی رضؓ

اسم گرامی سلمانؓ کنیت ابوعبداللہ وطن فارس، پہلے آتش پرست تھے، پھر عیسائی ہوئے۔ کئی راہبوں کے پاس حق کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ آخری راہب نے انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بتایا۔ چنانچہ ایک قافلے کے ساتھ مدینہ روانہ ہوئے۔ اہل قافلہ نے انہیں مدینے کے ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ حضور اقدس جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت سلمانؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے اور حضوری کے ہو رہے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے ان کو اپنے ایام خلافت میں مدائن کا گورنر مقرر کیا اور پانچ ہزار درہم بیت المال سے مقرر کر دیئے۔ مگر آپ تمام روپیہ حاجت مندوں میں تقسیم کر دیتے اور خود کھجور کے پتوں کی چیزیں بنا کر گزر اوقات کرتے تھے۔

آپؓ کے پاس ایک کملی اونٹ کے بالوں کی تھی۔ دن کو اسے اپنے اوپر لپیٹ لیا کرتے اور رات کو اوڑھ لیا کرتے تھے۔ رجب ۳۶ھ شہر مدائن میں وفات پائی۔

۴۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ

اسم گرامی قاسم بن محمدؓ علم باطن میں آپ کو حضرت سلمان فارسیؓ سے انتساب ہے اور اپنے جد بزرگوار کی نعمت ان سے حاصل کی۔ اپنی پھوپھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تربیت پائی، آپ حضرت امام زین العابدینؓ کے خالہ زاد بھائی تھے، آپ کا سن شریف ۷۰ سال ہوا ۱۰۶ھ میں انتقال فرمایا۔

۵۔ حضرت امام جعفر صادقؒ

اسم گرامی جعفر صادقؓ آپ کو علم باطن میں اپنے نانا امام قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ اور اپنے دادا امام زین العابدینؒ سے انتساب ہے۔ آپ سادات اہل بیت سے

۸ - شیخ ابو علی فارمدیؒ

شیخ ابو علیؒ کو تصوف و سلوک میں خواجہ ابوالحسن خرقانی اور شیخ ابوالقاسم گرگانی طوسی سے انتساب ہے۔ حجۃ الاسلام امام غزالیؒ آپ ہی سے بیعت تھے اور آپ ہی کے تربیت یافتہ تھے۔ طوس میں ۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ یا ۵۱۱ھ میں وفات پائی۔

۹ - حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ کو تصوف میں خواجہ ابُو علی فارمدی سے انتساب ہے۔ اسم گرامی یوسف کُنیت ابو یعقوب ہے۔ خرقہ شیخ عبداللہ جوینی سے پہنا، اور شیخ حسن سمنانی کی صحبت میں بھی حاضر رہے۔ علم حدیث میں قدرت کامل حاصل تھی حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ بھی آپ کی صحبت میں رہے۔ اور خواجہ معین الدین چشتی بھی حاضر رہے ہیں، آپ پانچویں صدی کے مجدّد تھے۔ بغداد۔ سمرقند، اصفہان۔ بخارا۔ اور خراسان وغیرہ کے لوگ آپ سے مستفیض ہوئے۔ ۶۰ سال سے زیادہ مسندِ ارشاد پر قائم رہے اور قبولیت عظیم پائی۔ اپنے وقت کے غوث تھے۔ سالہا کوہ آذر میں مقیم رہے اور عادت تھی کہ سوائے جمعہ کے باہر تشریف نہ لاتے۔ ولادت ۴۴۰ھ میں ہوئی اور رجب ۵۳۵ھ میں وفات پائی۔ مزار مبارک مرو میں ہے۔

۱۰ - خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ

خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ حضرت امام مالکؒ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی والدہ سلطان روم کی نسل سے تھیں۔ آپ کے والد بزرگوار امام کبریٰ عبدالجلیلؒ اولیاء کرام سے تھے۔ اور حضرت خضر کے صحبت دار تھے۔ آپ بدعت سے سخت متنفر تھے اور سنّت کے کمال درجہ متبع تھے، کم بولنے، کم ملنے اور کم کھانے اور کم سونے کی خصوصیت

سے وصیت فرمائی، طریقۂ نقشبندیہ کے آٹھ کلمات: "ہوش در دم۔ نظر بر قدم سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ بازگشت۔ نگاہ داشت۔ یاد داشت۔ یاد کرد" آپ ہی کے مقرر کردہ ہیں۔ ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ ہجری کو وفات پائی۔ آپ کا مبارک مزار غجدوان بخارا کے قریب ہے۔

۱۱۔ حضرت خواجہ محمد عارف ریوگریؒ

حضرت خواجہ محمدؒ عارف ریوگریؒ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کے خلفاء میں سے تھے تاحیات ان کی خدمت میں حاضر رہے اور فائدہ باطنی حاصل کیا۔ علم و حلم، زہد و تقویٰ، ریاضت و عبادت، متابعت سنّت میں شان عالی رکھتے تھے۔ تصوف میں عارف نامہ آپ کا ایک رسالہ موسیٰ زئی شریف (ڈیرہ غازی خاں) میں موجود ہے۔ آپ کی وفات یکم شوال ۶۱۶ھ میں ہوئی۔ جائے پیدائش اور جائے مدفن قصبہ ریوگر ہے جو شہر بخارا سے اٹھارہ میل کے فاصلے پر ہے۔

۱۲۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنویؒ

حضرت خواجہ محمودؒ حضرت خواجہ عارف ریوگریؒ کے افضل و اکبر خلفاء میں سے ہیں۔ جب خواجہ عارفؒ کا آخری وقت آیا تو آپ نے ان کو اپنا خلیفہ بنایا اور دعوت خلق کی اجازت دی، آپ کی جائے ولادت قصبہ انجیری فغنی میں ہوئی جو متصل بخارا واقع ہے۔ آپ نے بمقتضائے مصلحت ذکرِ جہر تعلیم کیا، آپ پہلے شخص تھے جنہوں نے اس سلسلے میں ذکر جہر شروع کیا ورنہ خواجہ عبدالخالقؒ اور خواجہ عارفؒ ذکرِ جہر نہ کرتے تھے۔ لیکن حضرت سید امیر کلالؒ سے جب حضرت خواجہ بہاؤ الدین بیعت ہوئے تو علمائے بخارا کو آپ نے حضرت سید امیر کلالؒ سے رجوع کرایا اور جب علماء نے ذکر جہر کو بدعت قرار دیا تو اس کے بعد ذکر خفی کی تعلیم ہونے لگی۔ آپ نے ربیع الاول ۷۱۵ھ میں وفات پائی۔

۱۳۔ حضرت خواجہ علی رامیتنیؒ

حضرت خواجہ علی رامیتنیؒ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنویؒ کے خلیفہ تھے۔ جب ان کا وقت قریب پہنچا تو انہوں نے حضرت علی رامیتنی کو خلافت سپرد کی۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے اور ان ہی کے اشارے سے خواجہ محمود کے مرید ہوئے تھے۔ آپ قصبہ رامیتن میں پیدا ہوئے جو بخارا سے دو کوس کے فاصلے پر ہے۔ آخری عمر میں بخارا اور پھر خوارزم میں آ گئے۔ اہل طریقت آپ کو حضرت عزیزان کہتے ہیں۔ حضرت عزیزان نساجی کیا کرتے تھے، آپ سے کسی نے دریافت کیا ایمان کسے کہتے ہیں، آپ نے اپنے پیشہ کی مناسبت سے فرمایا "کندن و پیوستن"، توڑنا جوڑنا یعنی خلق سے توڑنا اور خالق سے جوڑنا۔ فرمایا اگر خواجہ عبدالخالقؒ کا کوئی فرزند ہوتا تو منصور حلاج سولی سے بچ جاتے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی محبت رکھو، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایسے کے ساتھ محبت رکھو جو اللہ کے ساتھ محبت رکھتا ہو۔

آپ نے ۲۸ ذیقعدہ ۷۱۵ھ میں انتقال کیا اور ۱۳۰ سال کی عمر پائی۔ آپ کا مدفن خوارزم میں ہے۔

۱۴۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ

حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ، حضرت خواجہ علی رامیتنیؒ کے خلفاء تھے۔ جب ان کا آخر وقت پہنچا تو آپ نے اپنے اصحاب میں حضرت بابا کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور فرمایا کہ انکی ملازمت و متابعت کرو۔ استغراق و بیخودی آپ کو بدرجۂ غائت تھی۔ سماس میں آپ کا ایک باغ تھا۔ گاہے گاہے آپ اسکی تاک کے شاخ کاٹا کرتے تھے اور شاخ کاٹتے کاٹتے بے خود ہو جاتے تھے اور وہ اندازے سے زیادہ کٹ جاتی تھی۔ آپ قصبہ سماس میں پیدا ہوئے جو بخارا سے ۹ میل دور ہے۔ حضرت شاہ نقشبندؒ کو آپ نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا اور فرماتے تھے کہ یہ لڑکا عنقریب مقتدا

ہوگا۔ ۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ کو سماس میں وفات پائی۔

۱۵۔ حضرت سید امیر کلالؒ

حضرت سید امیر کلالؒ اجلّ خلفاء حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ سے ہیں۔ آپ سید صحیح نسب تھے۔ حضرت امیر کلال کو جوانی میں کُشتی کا بہت شوق تھا۔ ایک روز حضرت بابا سماسیؒ کا گزر ان کے اکھاڑے سے ہوا۔ آپ وہاں ٹھہر گئے اور فرمایا اس معرکہ میں ایک مرد ہے جس سے بندگان خدا کو فیض پہنچے گا۔ میں اسی کے شکار میں کھڑا ہوں۔ اسی اثناء میں آپ نے سید امیر کلال کو دیکھا جو بہت متأثر ہوئے۔ چنانچہ فی الفور معرکہ کُشتی چھوڑ کر حضرت خواجہ کے ہمراہ ہو لئے۔ آپ حضرت بابا کی خدمت میں ۲۰ برس رہے آپ کی وفات صبح کی نماز کے وقت بروز پنج شنبہ بتاریخ ۸ جمادی الاول ۷۷۲ھ ہجری میں ہوئی۔

۱۶۔ حضرت خواجہ سید بہاءُ الدین نقشبندؒ

حضرت خواجہ بہاءُ الدین نقشبندؒ کا انتساب بحسب ظاہر حضرت امیر کلالؒ سے ہے اور فی الحقیقت آپ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کے اویسی ہیں اور ان کی روح پاک سے تربیت پائی۔ آپ کی ولادتِ باسعادت ماہ محرم ۷۱۸ھ ہجری کو قصرِ ہندوان میں ہوئی۔ چھوٹی عمر ہی سے آثار ولایت و انوارِ کرامت پیشانیٔ مبارک سے ظاہر تھے۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ نے آپ کی پیدائش سے پہلے ہی آپ کی علو شانی کی بشارت دی تھی اور جب قصرِ ہندوان پر گزر ہوتا فرمایا کرتے قریب ہے کہ قصرِ ہندوان، قصرِ عارفان ہو۔ اس جگہ سے ایک مرد کی بو آتی ہے۔ چنانچہ آپ کی ولادت کے تین دن بعد آپ کو حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ کے پاس لے گئے۔ انہوں نے آپ کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ اپنے جلیل القدر خلیفہ حضرت امیر کلالؒ کے سپرد کرکے فرمایا کہ میں تم کو معاف نہیں کروں گا اگر تم نے ان کی تربیت میں دریغ کیا۔

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہؒ دوسری مرتبہ حج کو جانے لگے تو صرف مولانا زین العابدین قدس سرہٗ سے ملاقات کے واسطے ہرات گئے اور تین روز تک ان سے صحبت گرم رہی۔ ایک روز بعد نماز صبح مولانا نے حضرت خواجہؒ سے کہا: "برائے ما ہم اے خواجہؒ نقشبند، یعنی اے خواجہؒ ہماری طرف بھی توجہ فرمائیے۔" حضرت خواجہؒ نے تواضع کے طور پر فرمایا "آمدیم تا نقش بریم یعنی ہم تو توجہ لینے آئے تھے۔" غالباً اسی روز سے حضرت کا لقب "نقشبند" ہوا آپ طریقۂ نقشبندیہ کے امام ہیں۔

حضرت خواجہؒ کی کرامات بے شمار ہیں۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے آپؒ سے کرامت طلب کی، فرمایا کرامت ظاہر ہے کہ باوجود اس قدر گناہوں کے زمین پر چلتا ہوں اور دھنس نہیں جاتا۔

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہؒ زیارت بیت اللہ کو گئے۔ حاجیوں نے روز عید قربانی کی۔ فرمایا ہم بھی قربانی کرتے ہیں۔ ایک لڑکا ہے اسی کو قربان کیا۔ بخارا واپسی پر معلوم ہوا روز عید قرباں آپ کے لڑکے کا انتقال ہوگیا تھا۔

آپؒ نے تہتر برس کی عمر میں بتاریخ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ بروز دوشنبہ انتقال فرمایا۔

۱۷۔ حضرت خواجہ علاؤالدینؒ

حضرت خواجہ علاؤالدینؒ، حضرت خواجہ نقشبندؒ کے خلیفۂ اوّل نائب مطلق اور داماد تھے۔ علم شریعت میں کامل تھے اور اتباع سنت اور عمل پر ایک خاص شان رکھتے تھے آپ کی وفات ۲۰ ربیع الاول ۸۰۲ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک موضع جغانیاں میں ہے آپ کی وفات کے بعد آپ کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انواع کی مہربانیاں فرمائی ہیں۔ جملہ ازاں ایک یہ ہے کہ جو کوئی چالیس فرسنگ میری قبر کے گرد دفن ہوگا وہ بخشا جائے گا۔

۱۸۔ حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ

حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ کو اگرچہ اجازت حضرت خواجہ نقشبندؒ سے ہوئی لیکن چونکہ

آپ کی تکمیل حضرت خواجہ علاؤ الدین عطارؒ سے ہوئی اس سبب سے ان ہی کے خلیفہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ صاحب تصانیف اور تفاسیر گزرے ہیں۔ ۵ رصفر ۸۵۱ھ میں انتقال فرمایا اور بمقام بلغنور دفن ہوئے۔

۱۹۔ حضرت مولانا عبید اللہ احرارؒ

آپ کی ولادت رمضان المبارک ۸۰۶ھ میں یاغستان تاشقند میں ہوئی۔ آپ کے جد امجد خواجہ شہاب الدینؒ نے جو قطب وقت تھے۔ دم آخر انہیں اپنے پاس بلایا۔ آپ اُس وقت بہت کم سن تھے۔ جب ان کے پاس گئے تو وہ انہیں دیکھ کر تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے اور گود میں لے لیا پھر فرمایا کہ اس فرزند کے بارے میں مجھ کو بشارت نبویؐ ہے کہ یہ پیر عالمگیر ہوگا اور اس سے طریقت و شریعت کو روشنی ہوگی۔ آپ کو نسبت باطنی خواجہ یعقوب چرخیؒ سے ہے۔ آپ اس صدی کے مجدّد تھے۔ کاشتکاری آپ کا پیشہ تھا۔ مولانا جامیؒ آپ کے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ بھی اس طریقۂ نقشبندیہ کے اماموں میں سے ہیں۔ آپ کے پاس دنیاوی اسباب و سامان بہت تھا۔ چنانچہ آپ کے گھوڑوں کے باندھنے کی میخیں سونے چاندی کی تھیں، لیکن آپ کو ان سے مطلق تعلق نہیں تھا، چنانچہ آپ فرماتے تھے کہ میخیں مٹی میں گاڑی جاتی ہیں نہ کہ عارف کے دل میں۔ آپ نے ربیع الاول ۸۹۵ھ میں وفات پائی۔ مزار مبارک سمرقند میں ہے۔

۲۰۔ حضرت مولانا محمّد زاہدؒ

حضرت مولانا محمد زاہدؒ کا انتساب حضرت خواجہ عبد اللہ احرارؒ سے ہے۔ آپ مولانا یعقوب چرخیؒ کے نواسے تھے، اور ان کے کسی خلیفہ سے ذکر و تعلیم حاصل کر کے گوشہ اختیار کیا اور مشغول ریاضت و مجاہدہ ہوئے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ احرارؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کی وفات ربیع الاول ۹۳۶ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک حصار میں ہے۔

۲۱۔ حضرت مولانا محمد درویشؒ

حضرت مولانا محمد درویشؒ مولانا زاہدؒ کے بھانجے اور خلیفہ ہیں، انہیں اپنے ماموں سے انتساب تھا۔ ورع۔ تقویٰ اور تحمل میں شان عظیم رکھتے تھے، درس قرآن مجید فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی وفات محرم ۹۷۰ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک اصفرازمیں ہے۔

۲۲۔ حضرت خواجہ محمدؐ امکنگیؒ

آپ حضرت مولانا درویشؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ ہیں اور آپ کو اپنے والد بزرگوار سے انتساب ہے اور ان ہی کی تربیت سے مقام تکمیل وارشاد کو پہنچے۔ ۳۰ سال تک اپنے والد کی مسند پر رہے۔ باوجودیکہ آپ عمر رسیدہ تھے اور آپ کے ہاتھ کانپتے تھے، لیکن مہمانوں کے واسطے خود کھانا لاتے تھے۔ بلکہ بعض اوقات مہمانوں کے خادم اور سواریوں کی بھی خود خبر گیری کیا کرتے تھے سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ ترین اور قابل تقلید یادگار رہتے۔ آپ ۹۱۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۰۸ھ میں رحلت فرمائی۔ مزار مبارک قصبہ امکنگ میں ہے۔

۲۳۔ حضرت خواجہ محمدؐ باقیؒ

حضرت خواجہ محمد باقی عرف باقی باللہ کو حضرت خواجہ امکنگی سے انتساب ہے۔ آپ کا وطن سمرقند ہے۔ ولادت کابل میں ہوئی۔ آپ اس طریقے کے پہلے بزرگ ہیں، جو ہندستان تشریف لائے، کچھ دن لاہور رہنے کے بعد دہلی میں قیام کیا۔ بڑے بڑے مشائخ ان کی صحبت سے فیض یاب ہوئے، ۴۰ سال کی عمر میں روز شنبہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ کو وفات پائی۔ مزار مبارک دہلی میں ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے طریقے کا مدار تین باتوں پر ہے۔ اول اہل سنت والجماعت پر جمارہنا، دوئم آگاہی اور سوئم عبادت۔

۲۴۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ

آپ کو حضرت باقی باللہ سے انتساب ہے آپ کی ولادت ۱۴ شوال یوم جمعہ بوقت نصف شب ۹۷۱ھ کو بمقام سرہند ہوئی، آپ کا نسب حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا ہے۔ قرآن حفظ کرنے کے بعد اپنے والد ماجد اور دیگر علماء سرہند سے علوم ظاہر کی تکمیل کی، زیادہ حصّہ علم کا اپنے والد بزرگوار سے پڑھا۔ حدیث کی کتابیں شیخ یعقوب سے پڑھیں اور سلسلہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، کبرویہ کی اجازت والد ماجد سے حاصل کی۔ نیز قادریہ سلسلہ کی نسبت حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ کا خرقہ بالواسطہ شاہ کمال کیتھلیؒ اور حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ سے حاصل کیا، ۱۷ سال کی عمر میں تحصیل علم سے فارغ ہو کر آپ درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ طلباء کو نہایت سعی اور کوشش سے پڑھایا کرتے تھے۔ والد کی وفات کے بعد آپ خواجہ محمد باقیؒ سے بیعت ہوئے آپ کی کرامات بے شمار ہیں، آپ گیارھویں صدی کے مجدد تھے۔ جہانگیر نے سجدۂ تعظیمی کے انکار پر آپ کو گوالیار میں قید کر دیا۔ لیکن بعد میں خواب میں تنبیہ ہونے پر رہا کر دیا اور آپ کا مرید ہؤا۔ ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ میں وفات پائی، مزار مبارک سرہند (ہندوستان) میں ہے۔

۲۵۔ حضرت خواجہ آدم بنوریؒ

خواجہ آدم بنوریؒ حضرت خواجہ مجدّد الف ثانی کے خلیفہ ہیں۔ آپ سید حسینی ہیں آپ کی طعام گاہ میں ایک ہزار طلباء کھانا کھاتے تھے۔ شاہ جہان کو خدشہ پیدا ہؤا کہ آپ عوام میں مقبول ہو رہے ہیں، کہیں سلطنت پر قبضہ نہ کر لیں۔ جب اس بدگمانی کا علم آپ کو ہؤا تو آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک امیرالمومنین حضرت عثمان غنیؓ کے روضہ کے قریب ہے۔

۲۶۔ حضرت شیخ سعدیؒ

آپ حضرت خواجہ آدم بنوریؒ کے خلیفہ ہیں آپ مادر زاد ولی تھے۔ ان کے فیض سے کئی ملکوں کو فائدہ پہنچا ہے، انہوں نے اپنے وقت میں لوگوں کی اصلاح کے لئے جان و مال کی قربانی کی، ہزاروں لوگوں نے ان سے فیض حاصل کیا۔

۲۷۔ حضرت خواجہ یحییٰؒ

آپ حضرت شیخ سعدیؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ اٹک ضلع پشاور کے رہنے والے تھے آپ کامل ولی گزرے ہیں، آپ کے متعلق مشہور ہے کہ بادشاہ وقت نے آپ سے کہا کہ ہم دریا میں قلعہ کا ایک بازو بنانا چاہتے ہیں۔ خواجہ یحییٰ نے فرمایا اے دریا پیچھے ہٹ جا۔ دریا فوراً پیچھے ہٹ گیا اور جب قلعہ کا بازو تعمیر ہوگیا تو فرمایا "آٹھیک" (یعنی آرام سے) تو اباسین دریا حسب معمول جاری ہوگیا جو آج تک ہمارے لئے زندہ مثال ہے۔ یہ قلعہ آج بھی موجود ہے اور آپ کا مزار مبارک بھی وہیں ہے۔

۲۸۔ حضرت عبدالشکورؒ

آپ نوشہرہ کے رہنے والے تھے اور ایک بہت کامل ولی گزرے ہیں۔ آپ کی فیوضات کابل۔ قندھار۔ لنڈی کوتل اور ہزارہ کی طرف پھیلی ہوئی تھیں۔ غرضیکہ ہزاروں لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ آپ کا مزار مبارک پشاور میں ہے۔

۲۹۔ حضرت عبدالرزاقؒ

آپ حضرت عبدالشکورؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ ہشت نگر علاقہ پشاور کے رہنے والے تھے۔ حضرت محمد صفاؒ آپ کے خلیفہ ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے مجدد گزرے ہیں۔

۳۰۔ حضرت محمد صفاؒ

آپ ہشت نگر پشاور کے رہنے والے تھے۔ کامل بزرگ گزرے ہیں۔ بہت سے لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔

۳۱۔ حضرت فقیر محمدؒ

آپ علاقہ ہشت نگر پشاور کے رہنے والے تھے۔ وہاں سے ہجرت کر کے مظفر آباد (کشمیر) میں اقامت اختیار کی۔ آپ کے فیض سے بہت سے لوگ مستفیض ہوئے۔ آپ کے خلیفۂ خاص حضرت سید شمس الدینؒ تھے جو مجدّدِ وقت ہوئے۔

۳۲۔ حضرت سید شمس الدینؒ

آپ علاقہ سید پور ضلع مظفر گڑھ (کشمیر) کے رہنے والے تھے۔ آپ نے حضرت فقیر محمدؒ ہشت نگری سے خلافت خصوصی حاصل کی۔ مجدّد وقت ہوئے آپ کا مزار مبارک مظفر آباد (کشمیر) میں ہے۔

۳۳۔ سیدنا حضرت مولانا غلام ربّانی مدظلہ العالی

آپ ککڑ شنگ ضلع مانسہرہ (ہزارہ) میں رہائش پذیر ہیں۔ آپ حضرت سید شمس الدینؒ سے فیض یاب ہوئے اور ان کے خلیفہ خصوصی ہیں۔ آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں ککڑ شنگ سے سید پور تک تین دن کی مسافت کا دشوار گزار راستہ پیدل طے کر کے حاضر ہوتے تھے۔ اور پھر وطن واپس لوٹتے، آپ جامع طریقت و شریعت ہیں، آپ کے مرید ہزارہ۔ اگرور۔ راولپنڈی۔ لاہور اور فیصل آباد میں ہیں۔ آپ آجکل لاہور میں والٹن کے قریب ایک نئی آبادی اکرم آباد نزد مدنی کالونی میں قیام فرما ہیں۔ بہت سی دیگر کتابوں کے علاوہ کتاب ھٰذا "صبغۃ اللہ" کے بھی مصنف ہیں۔